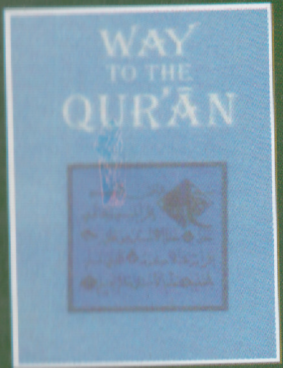
قرآن کا راستہ



خرم مراد

قرآن کا راستہ

خرم مراد



وے ٹو دی قرآن محترم خرم مراد کی مقبول ترین اور موثر ترین کتاب ہے۔ اس کتاب نے دنیا کے ہر حصے میں نوجوانوں کو، مردوں کو اور عورتوں کو قرآن سے مضبوط بنیادوں پر تعلق استوار کرنے اور اس کی رہنمائی میں زندگی گزارنے پر آمادہ کیا۔ اسے پہلی دفعہ اردو میں پیش کیا جارہا ہے۔

خرم مراد (۱۹۳۲ء۔۱۹۹۶ء) پیشے کے لحاظ سے ایک انجینئر تھے۔ انہوں نے زندگی کے آغاز میں ہی قرآن کے پیغام کو سمجھا، اس کی دعوت کو قبول کیا اور ساری زندگی اس پیغام کو پھیلانے اور اس کی دعوت کی طرف بندگان خدا کو بلانے میں لگے رہے۔ پاکستان، بنگلہ دیش، ایران، سعودی عرب، برطانیہ، امریکہ، جہاں بھی رہے جہاں بھی گئے، اپنے مخاطبین کو تیار کیا کہ زندگی، وقت، صلاحیت، مال و جان سب کچھ اللہ کی راہ میں لگا کر، اللہ کی رضا اور جنت کے حصول کا راستہ اختیار کریں۔ یہی مسلمانوں کے لئے کامیابی اور عروج کا راستہ ہے۔ اس راستے پر چلنے کے لئے قرآن سے تعلق قائم کریں۔ جس کے لئے یہ کتاب راہنما ہے۔

AL HASANAT الحسنات
BOOKS PVT. LTD. بکس پرائیویٹ لمیٹڈ
3004/2 Sir Syed Ahmad Road, Darya Ganj,
New Delhi-110002
Tel.: 011-23271845 Telefax : 011-41563256
E-mail alhasanatbooks@rediffmail.com
faisalaheem@rediffmail.com
www.alhasanatbooks.com www.abplbooks.com

Quran ka Rasta

ایڈیشن 2012

ناشر:۔عبدالمالک فہیم
الحسنات
3004/2، سرسید احمد روڈ، دریا گنج، نئی دہلی۔ 110002
فون:۔ 23271845 فون وفیکس 011-4156 3256
E-mail:alhasanatbooks@rediffmail.com
faisalfaheem@rediffmail.com
www.alhasanatbooks.com
www.abplbooks.com

یہ کتاب مندرجہ ذیل پتوں سے بھی مل سکتی ہے

☆ ھدیٰ بک ڈسٹری بیوٹرس
455، پرانی حویلی حیدرآباد۔2، (انڈیا)
Ph: 040-24514892,24411637

☆ سب ڈپو مرکزی مکتبہ اسلامی
22-7-314.
چھتا بازار، حیدرآباد۔ 500002
Ph: 040-66710339

مطبوعہ
ایچ ایس آفسیٹ پریس، چاندنی محل، نئی دہلی۔۲

قیمت
₹ 100/-

ترتیب

باب سوم: اپنے قلب کی شرکت

شعور کی حالتیں

قلب اور بدن کے افعال

باب چہارم: تلاوت کے آداب

باب پنجم: مطالعہ و فہم

فہم کے درجات

بنیادی شرائط

عمومی اصول

طریق کار کے لیے ہدایات

باب ششم: اجتماعی مطالعہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَنِ اشْکُرْلِیْ وَلِوَالِدَیْکَ ط (لقمان ۳۱:۱۴)

میرے شکر گزار رہو اور اپنے والدین کے

'اماں' کے نام!

ان کے قدموں میں بیٹھ کر' میں نے قرآن پڑھنا سیکھا'
ان کا اصرار تھا کہ مجھے عربی سیکھنی چاہیے' اس لیے مجھے اسکول کے
مولوی صاحب کے پاس بھیجا گیا جنھوں نے میرے لیے علم کی وہ
بنیادیں فراہم کیں جن پر میں آیندہ عمارت تعمیر کرسکا۔
ان کا قرآن سے شغف اور گھنٹوں سمجھ سمجھ کر پڑھتے ہوئے دیکھنے
سے میرے دل میں وہ مشعل فروزاں ہوئی جس نے میرا راستہ
ہمیشہ روشن رکھا ہے۔
اور بالآخر ان کی مثال اور خاموش مدد سے' میں نے اللہ کی راہ میں
جدوجہد کی زندگی کا راستہ پایا۔

رَبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ○ (بنی اسرائیل ۱۷:۲۴)

میرے رب! میرے والدین پر رحم فرما جیسا کہ انھوں نے میرے
بچپن میں میری پرورش کی۔

پیش لفظ

پہلے ہی قدم پر، مجھے یہ اعتراف کرنا چاہیے کہ میرے اندر یہ کتاب لکھنے کی بالکل اہلیت نہیں ہے، اس لیے کہ میں کوئی عالم نہیں ہوں اور ایمان اور عمل کے لحاظ سے بھی کمزور ہوں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے: اگر ہم نے یہ قرآن کسی پہاڑ پر بھی اُتار دیا ہوتا تو تم دیکھتے کہ وہ اللہ کے خوف سے دبا جارہا ہے اور پھٹا پڑتا ہے (الحشر ۵۹:۲۱)۔

یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ ایک انسان جو علم میں کمزور اور روحانی طور پر خام ہو قرآن کی عظمت و رحمت اور جمال و دانش کی طرف رہنمائی کرے؟ بہرحال، جس چیز نے میرے اندر اس کی جرات پیدا کی وہ بہت سے دوستوں کی طرف سے دلائی جانے والی بار بار کی توجہ تھی، جو سمجھتے تھے کہ انھوں نے میرے ساتھ مل جل کر جو کچھ پایا ہے، وہ دوسروں تک بھی پہنچنا چاہیے۔ لیکن حقیقی معنوں میں طاقت اور حوصلہ اس سے پیدا ہوا: جو ہماری راہ میں جدوجہد کرتے ہیں، یقیناً ہم انھیں اپنے راستوں کی طرف رہنمائی کریں گے (العنکبوت ۲۹:۶۹)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان: میری طرف سے پہنچا دو چاہے ایک فقرہ ہی کیوں نہ ہو، اور ''تمھارے بہترین وہ ہیں جو قرآن سیکھتے سکھاتے ہیں'' نے اسے ایک ایسا فرض بنا دیا جسے ادا کرنے کی آرزو کرنا چاہیے۔

اس کتاب کو لکھنے سے، میرا مقصد بہت عام سا ہے۔ یہ کوئی علمی تحقیق نہیں ہے۔

میں مفتی نہیں ہوں اور نہ یہ کتاب علما کے لیے ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ میں استاد کی طرح پڑھا رہا ہوں یا کوئی رہنمائی کر رہا ہوں' اس لیے کہ مجھے اس طرح کے کسی منصب کا کوئی دعویٰ نہیں ہے۔ میں یہ کتاب قرآن کے ان عام بے پڑھے لکھے ناواقف شائقین' خصوصاً طلبہ و طالبات کے لیے لکھ رہا ہوں جو قرآن کو سمجھنے' اپنے اندر جذب کرنے اور اس کے مطابق زندگی گزارنے کے لیے سخت جدوجہد کر رہے ہیں جیسی کہ میں خود کر رہا ہوں۔ میں طالب علموں کے لیے ان چیزوں کے بارے میں لکھ رہا ہوں جو میں ابھی خود سیکھ رہا ہوں۔ اس لیے' اس کتاب میں گویا ایک ہم سفر' اپنے ساتھی سے محوِ گفتگو ہے۔ میری کوشش ہے کہ قرآن کی طرف اور قرآن کے اندر سفر کی آسان اور نفع بخش شاہراہ پر' اپنی خامیوں کے ساتھ اٹکتے رہنے کے دوران' میں نے جو کچھ مفید پایا اور اختیار کیا ہے' اس میں ساتھیوں کو بھی شریک کروں۔ مجھے یقین ہے کہ جو کچھ میں نے پیش کیا ہے' وہ اپنے زیادہ اخلاص' لگن اور اہلیت سے اسے بہت زیادہ بہتر بنالیں گے۔

یہ کتاب ایک طویل جستجو کا نتیجہ ہے۔ اس کا لوازمہ کئی برس کے مطالعے کے دوران جمع کیا گیا ہے۔ اسے لکھنے کا آغاز آج سے تیس برس قبل اس وقت ہوا تھا جب میں نے قرآن کے مطابق زندگی گزارنے کی جدوجہد شروع ہی کی تھی۔ اس وقت مجھے مقصد سے لگن رکھنے والے اپنے ہی جیسے کچھ نوجوانوں کے ایک گروپ کو یہ بتانے کی ذمہ داری سپرد کی گئی تھی کہ قرآن کا مطالعہ کس طرح کیا جائے۔ اس وقت میں نے جو کچھ بتایا اس کا بیشتر حصہ ان چند ماخذ پر مبنی تھا: حمیدالدین فراہی **تفاسیر فراھی**' ابوالاعلیٰ مودودی **تفہیم القرآن**' امین احسن اصلاحی **تدبر قرآن**' امام غزالی **احیاءُ علوم الدین**' شاہ ولی اللہ **حجۃ اللّٰہ البالغہ** اور **الفوز الکبیر**' جلال الدین سیوطی **الاتقان فی علوم القرآن**۔

اس کتاب میں جو کچھ بھی ہے' اس کے لیے میں ان کا آج بھی شکرگزار ہوں۔ اس کا اعتراف کرتے ہوئے' میں یہ کہنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ مصنفین' سمجھنے اور پیش

کرنے کی میری خامیوں کے قطعاً ذمہ دار نہیں ہیں۔ اپنے خیالات کو تحریر کرنے کا پہلا موقع مجھے ۱۹۷۷ء میں اس وقت ملا جب میں نے عبداللہ یوسف علی کے ترجمہ قرآن (شائع کردہ: اسلامک فاؤنڈیشن) کا مختصر تعارف: Way To The Quran لکھا۔

یہ کتاب بعض مسلمہ حقائق کا نتیجہ ہے۔ کتاب میں ان کی تشریح کی گئی ہے' لیکن ان میں سے کچھ کا یہاں اختصار سے ذکر مفید ہوگا۔

اوّل: ہماری زندگیاں بے مقصد رہیں گی اور تباہ ہو جائیں گی اگر انھیں اللہ کے کلام: قرآن پاک کی رہنمائی میں نہ گزارا گیا۔

دوم: قرآن خداے حی و قیوم کی تاابد ہدایت کی حیثیت سے آج بھی ہماری زندگی سے اتنا ہی متعلق ہے جتنا چودہ صدیاں قبل تھا___اور ہمیشہ رہے گا۔

سوم: قرآن کی برکات کسی نہ کسی مفہوم میں' اور کسی نہ کسی مقدار میں' آج بھی ہمیں اسی طرح حاصل ہونے کا حق ہونا چاہیے' جس طرح اس کے اولین مخاطبین کو حاصل ہوئیں۔ اس شرط کے ساتھ کہ ہم بھی اس طرح اس کی طرف آئیں اور اس کے اندر سفر کریں کہ اس کی قیمتی فصل میں حصہ پانے کا ہمیں واقعی استحقاق حاصل ہو۔

چہارم: ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ قرآن پاک کی تلاوت کرنے' حفظ کرنے اور سمجھنے کے لیے دل و جان سے وقت دے۔

پنجم: قرآن جو کچھ بھی کہے' ایک شخص کو اپنے قول و فعل' ہر لحاظ سے اپنے آپ کو اس کے آگے سپرانداز کر دینا چاہیے۔ اپنی بڑائی کا احساس' خودسری کی کیفیت' کوئی تحفظ یا ایسی جدت جس سے غلط مفہوم نکلے' قرآن کا فہم حاصل کرنے کی کوششوں کے لیے سمِ قاتل ہے۔ اس طرح اس کی برکات کا دروازہ بند ہو جائے گا۔

ششم: قرآن کا راستہ' اپنے آپ کو اس کے آگے ڈال دینے کا' اور جو وہ

بتائے اس پر عمل کرنے کا راستہ ہے، خواہ کسی نے ایک آیت ہی سیکھی ہو۔ ایک آیت جس کو سیکھ کر اس پر عمل کیا جائے، ایسی ہزار آیات سے بہتر ہے جن کی خوب صورتی سے وضاحت کی گئی ہو لیکن جس نے قاری کی زندگی کو کوئی حسن نہ عطا کیا ہو۔ درحقیقت فہم قرآن کی شاہ کلید، اطاعت و فرماں برداری ہے۔

اس کتاب کے سات ابواب ہیں۔ ہر ایک میں اس سفر کے کسی مختلف پہلو کو بیان کیا گیا ہے۔ پہلا: ہماری زندگیوں کے لیے اس سفر کے کیا معنی ہیں۔ دوسرا: آغاز سفر سے پہلے، دل و دماغ میں کیا زادِ سفر جمع کریں۔ تیسرا: اپنی ذات کی مکمل شمولیت کے لیے دل و دماغ اور جسم کے کیا اطوار و اعمال ناگزیر ہیں۔ چوتھا: تلاوت کے لیے کن آداب کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔ پانچواں: فہم قرآن ـــ کیوں اور کیسے؟ چھٹا: اجتماعی مطالعہ قرآن کس طرح کیا جائے؟ ساتواں: قرآن کے مشن کی تکمیل کے لیے اپنی زندگیاں پیش کرنے کی ضرورت۔

ایک ضمیمے میں قرآن کے بعض مخصوص حصوں کے بارے میں رسولؐ اللہ کے ارشادات جمع کر دیے گئے ہیں۔ دوسرے ضمیمے میں انفرادی اور اجتماعی مطالعے کے لیے نصاب تجویز کیے گئے ہیں جو بہت سے لوگ مفید پائیں گے۔ مطالعے کی بعض معاونات بھی شامل کی گئی ہیں۔

یہ اس نوعیت کی کتاب نہیں کہ جلدی جلدی پڑھ کر ایک طرف رکھ دی جائے، الا یہ کہ جو اس میں کہا گیا ہے کسی کو وہ پسند نہ ہو، یا وہ اسے مفید محسوس نہ کرے۔ مجھے امید ہے کہ جو اس کتاب کی ضرورت محسوس کریں اور اسے مفید پائیں گے، وہ ضرور اس کے ہر حصے کے لیے کافی وقت نکالیں گے اور اسے بار بار پڑھیں گے۔ ان سے میرا کہنا یہ ہوگا: اسے اپنے مستقل ساتھی کی حیثیت سے اپنے کام آنے دیجیے۔

آپ کو کچھ چیزوں کا احتیاط سے مطالعہ کرنا ہوگا، کچھ کو اپنی یادداشت میں محفوظ رکھنا ہوگا، کچھ کا آپ کو بار ہا حوالہ دینے کی ضرورت پڑے گی، لیکن آپ کے لیے وہی

چیز مفید ہوگی جسے آپ عملاً اختیار کریں گے۔

یہ کتاب جو کچھ کرتی ہے وہ یہ ہے کہ راستے کی حدبندی کرتی ہے، ضروری نشاناتِ راہ کا تعین کرتی ہے اور جیسی جہاں ضرورت ہو، احتیاط، تنبیہ یا ممانعت کی ہدایت دیتی ہے۔ اس کے باوجود، آپ کو سواری کا انتظام کرنا ہوگا، اس میں پٹرول بھروانا ہوگا، سڑک پر آنا ہوگا، اور گاڑی کو چلانا ہوگا۔ کتاب کی کوئی بات آپ کی اندرونی تمنا، ارادہ اور عزم اور مسلسل کوشش کا متبادل فراہم نہیں کرسکتی۔

پوری کتاب میں جگہ جگہ آپ کو کتاب میں بیان کی ہوئی باتوں کو قبول کرنے اور انھیں کام میں لانے کے بارے میں تنبیہات اور احتیاطوں کے مشورے ملیں گے۔ یہ نہایت اہم ہیں اور خصوصی توجہ چاہتے ہیں۔ آپ قرآن کو خود سے سمجھنے کی کوشش کر رہے ہوں، یا نصابات کے تحت پڑھ رہے ہوں یا کسی اور چیز کے مطابق کر رہے ہوں، ان باتوں کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھیے۔

میرا سارا زور اس بات پر ہے کہ ہر مسلمان کو قرآن سمجھنے کے لیے خود ذاتی کوششیں کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ میرے نزدیک یہ قرآن کا سب سے زیادہ بنیادی مطالبہ ہے۔ میں اس سڑک کے گڑھوں سے واقف ہوں اور میں نے ان کی نشان دہی کردی ہے۔ اس حوالے سے آپ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہمیشہ پیش نظر رکھیں: اگر قرآن کا مطلب بتاتے ہوئے میں اپنی طرف سے کوئی بات کہوں تو کون سی زمین مجھے پناہ دے گی اور کون سا آسمان میرے اوپر سایہ کرے گا۔ اس قول کا مجھ پر ہمیشہ بہت اچھا اثر رہا ہے۔ آپ کو بھی اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

ہم ایک ایسے دور میں رہ رہے ہیں جب اپنی زندگیاں قرآن کی روشنی میں گزارنے کی ضرورت بہت اہم اور ناگزیر ہوگئی ہے۔ اس کے بغیر ہم مسلمان نہ اپنے آپ کو دوبارہ دریافت کرسکتے ہیں، نہ اپنی زندگی کو بامعنی بنا سکتے ہیں اور نہ دنیا میں شرف و وقار حاصل کرسکتے ہیں، اور ـــ اہم ترین بات یہ کہ نہ اپنے خالق و مالک کو راضی کرسکتے

ہیں۔ انسانیت بھی قرآن کے بغیر تباہی کی گہرائیوں میں لڑھکتی چلی جا رہی ہے۔

آج مسلمانوں میں اس ضرورت کا احساس تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ قرآن کو سمجھنے اور اس کے مطابق زندگی گزارنے کی خواہش عام ہو رہی ہے۔ احیاے اسلام کی لہر اس بیداری اور آرزو کا ثمر اور اسے تیز تر کرنے کا ذریعہ ہے۔

اس نازک دور میں، اگر یہ معمولی کوشش چند دلوں میں قرآن کے سفر پر، جو زندگی بھر کا سفر ہے، روانہ ہونے کی تمنا پیدا کر دے اور یہ ان کے ساتھی کا کام کرے، تو میں سمجھوں گا کہ میری محنت کا ثمر مجھے مل گیا ہے۔ اگرچہ میرا اصل فائدہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ میری نیت اور فہم کی تمام غلطیوں کو معاف فرما دے اور دل و جان سے کی جانے والی اس کوشش کو اپنی قبولیت سے نوازے۔

جو بھی اس کتاب سے فائدہ اٹھائے، اس سے میری درخواست ہے: مجھے اپنی دعاؤں میں نہ بھولے۔

۱۵ شعبان ۱۴۰۵/ ۶ مئی ۱۹۸۵ء   خرم مراد

عرضِ مترجم

وے ٹو دی قرآن کو محترم خرم مراد علیہ الرحمہ کی مقبول ترین اور موثر ترین کتاب کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ ان کی خواہش تھی کہ یہ کتاب اُردو میں بھی آئے۔ کوئی اچھا ترجمہ ہو جائے اور وہ اسے دیکھ کر ٹھیک کر دیں۔ یہ کام ان کی وفات تک نہ ہو سکا۔

ان کی زندگی میں، میں نے ایک باب کا ترجمہ کیا تھا، جو ایک روایت کے مطابق انھوں نے پسند کیا تھا۔ اس سے حوصلہ پا کر اب میں نے اس کا مکمل ترجمہ کیا۔ کتاب کی دیرپا افادیت اور اہمیت کے پیش نظر میں نے محترم پروفیسر عبدالقدیر سلیم، محترم پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی اور رفیق عزیز سلیم منصور خالد سے، جن میں سے کسی کی بھی مہارت محتاج تعارف نہیں، درخواست کی کہ ترجمے پر نظرثانی کر دیں۔ برادر عزیز اشفاق احمد خاں نے آخری پروف خوانی کی۔ اللہ کا بے حد شکر ہے کہ ان سب حضرات نے تعاون، خدمت اور یقیناً اجر میں شرکت کے جذبے سے وقت لگا کر محنت سے یہ کام کیا۔ میں اپنے ان رفقا کا صمیم قلب سے شکرگزار ہوں۔

میں نے ان حضرات کی تصحیح سامنے رکھ کر آخری نظرثانی کی۔ امید ہے کہ اب کتاب میں کوئی جھول نہ ہوگا۔ اگر کوئی سقم محسوس کرے تو ضرور توجہ دلائے۔ اگر کوئی کمی ہے تو یقیناً اس کی وجہ میری اہلیت میں کمی ہے۔

اب یہ کتاب پیش ہے۔

گذشتہ چند برسوں میں ہمارے معاشروں میں قرآن کی طرف رجوع واضح طور پر بڑھا ہے۔ مرد اور خواتین' طلبہ و طالبات قرآن کو سیکھنا چاہتے ہیں۔ یہ کتاب ان سب کے لیے ایک ضرورت کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ ان کے قرآن سے تعلق کو صحیح سمت دے کر اُمت کو عروج و فلاح کے راستے پر گامزن کرنے کا سبب بنے گی۔

اللہ کی ذات سے یقین ہے وہ اپنی رحمت و کرم سے میرے اس کام کو حساب کے دن میری نیکی کے پلڑے کو جھکانے کا سبب بنا دے گا۔

قارئین سے مصنفؒ اور مترجم اور اس کتاب کو پیش کرنے میں حصہ لینے والے تمام احباب کے لیے دعا کی درخواست ہے۔

۲ اگست ۲۰۰۲ء

مسلم سجاد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱

زندگی کا سفر

ازلی و ابدی زندہ حقیقت

قرآن خدائے حی و قیوم کا کلام ہے۔ یہ تمام آنے والے وقتوں میں انسان کی رہنمائی کے لیے نازل کیا گیا ہے۔ کوئی کتاب اس کی مثل نہیں ہو سکتی۔ جیسے جیسے آپ قرآن کی طرف قدم بڑھاتے ہیں' آپ اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کے قریب ہوتے جاتے ہیں۔ قرآن پڑھنا' اللہ تعالیٰ کو سننا' اس سے باتیں کرنا اور اس کے راستے پر چلنا ہے۔ یہ زندگی دینے والے کے سامنے زندگی کو پیش کرنا ہے۔ ''اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے' وہ زندہ جاوید ہستی ہے' جو نظام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے۔ اس نے تم پر یہ کتاب نازل کی ہے جو حق لے کر آئی ہے--- انسانوں کی ہدایت کے لیے'' (آل عمران ۳:۲-۳)

جن لوگوں نے اسے سب سے پہلے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' ان کے لیے قرآن ایک چلتی پھرتی حقیقت تھی۔ انھیں اس بارے میں ذرہ برابر شبہہ نہ تھا کہ رسولؐ کے ذریعے' خود اللہ تعالیٰ ان سے ہم کلام ہو رہا ہے۔ اس لیے وہ جب اسے سنتے تھے تو یہ ان کے دل اور دماغ پر چھا جاتا تھا۔ ان کی آنکھوں سے آنسو بہتے تھے' ان کے

جسم کانپنے لگتے تھے۔ وہ اس کے ہر لفظ کو زندگی کے معاملات اور تجربات سے بالکل متعلق پاتے تھے' اور اسے مکمل طور پر اپنی زندگیوں کا حصہ بنا لیتے تھے۔ اس قرآن نے ان کو' فرد اور معاشرے کی دونوں حیثیتوں سے' ایک بالکل نئے' زندہ اور حیات آفریں وجود میں مکمل طور پر تبدیل کر دیا تھا۔ جو بھیڑ بکریاں چراتے تھے' اونٹوں کی گلہ بانی کرتے تھے' معمولی کاروبار کرتے تھے' انسانیت کے رہنما بن گئے۔

آج ہمارے پاس وہی قرآن ہے۔ اس کے لاکھوں نسخے گردش میں ہیں۔ گھروں میں' مسجدوں میں' منبروں سے دن اور رات مسلسل اس کی تلاوت کی جاتی ہے۔ اس کے معنی و مطالب کے جاننے کے لیے تفاسیر کے ذخیرے موجود ہیں۔ اس کی تعلیمات کو بیان کرنے کے لیے' اور ہمیں اس کے مطابق زندگی گزارنے پر آمادہ کرنے کے لیے' تقاریر کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری ہے۔ لیکن آنکھیں خشک رہتی ہیں' دلوں پر اثر نہیں ہوتا' دماغوں تک بات نہیں پہنچتی' زندگیوں میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔ ایسا لگتا ہے کہ ذلت و پستی قرآن کو ماننے والوں کے لیے لکھ دی گئی ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ اس لیے کہ اب ہم قرآن کو زندہ حقیقت کے طور پر نہیں پڑھتے۔ یہ ایک مقدس کتاب ضرور ہے مگر ہمارا خیال ہے کہ یہ ہمیں صرف ماضی کی باتیں بتاتی ہے--- کافروں کے بارے میں' مسلمانوں کے بارے میں' عیسائیوں اور یہودیوں کے بارے میں' مومنین اور منافقین کے بارے میں--- وہ جو کسی زمانے میں ہوتے تھے!

کیا آج' صدیاں گزرنے کے بعد بھی' قرآن ہمارے لیے اسی طرح طاقت بخش ہو سکتا ہے جیسا وہ اس وقت تھا؟ یہ اہم ترین سوال ہے جس کا ہمیں جواب دینا ہے--- اگر ہم قرآن کی رہنمائی میں اپنی تقدیر کی ازسرنو تعمیر کرنا چاہتے ہیں تو!

اس میں کچھ مشکلات نظر آتی ہیں' جن میں ایک یہ احساس بھی ہے کہ قرآن جس خاص زمانے میں نازل کیا گیا تھا' ہم اس سے بہت آگے نکل چکے ہیں۔ ٹکنالوجی کے میدان میں بڑی بڑی چھلانگیں لگائی ہیں' اور انسانی معاشرے میں بڑی بڑی تبدیلیاں

رونما ہو چکی ہیں۔ علاوہ ازیں' آج قرآن کے پیروکاروں میں سے بیش تر عربی نہیں جانتے' اور جو جانتے ہیں وہ قرآن کی 'زندہ' زبان کو کم ہی سمجھتے ہیں۔ ان سے توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ قرآنی محاوروں اور استعاروں کو سمجھیں گے جو قرآن کے مطالب کی گہرائیوں کو تلاش کرنے اور جذب کرنے کے لیے بے حد ضروری ہے۔

لیکن اس کے اپنے دعوے کے مطابق' اس کی ہدایت تمام انسانوں اور تمام زمانوں کے لیے ہمیشہ کے لیے ہے اس لیے کہ یہ ہمیشہ رہنے والے خدا کی طرف سے ہے۔

اگر یہ دعویٰ سچا ہے' اور لاریب سچا ہے تو میرے خیال میں' ہمارے لیے یہ ممکن ہونا چاہیے کہ کسی نہ کسی درجے میں' کسی نہ کسی حد تک ہم قرآن کو اسی طرح جانیں' سمجھیں اور تجربہ کریں' جیسا کہ اس کے اولین مخاطبین نے کیا تھا۔ یہ بات کہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہمیں اپنی مکمل شان' کمالات اور انعامات کے ساتھ ملے' ہمارا حق ہے۔ دوسرے الفاظ میں' قرآن کے زمان و مکان کے ایک خاص لمحے میں ایک خاص زبان میں نزول کے تاریخی واقعے کے باوجود' ہمیں قرآن کو اب اسی وقت نازل ہوتا ہوا محسوس کرنا چاہیے (کیونکہ اس کا پیغام دائمی ہے) اور ہمارے لیے یہ ممکن ہونا چاہیے کہ اس کے پیغام کو اپنی زندگیوں کا اسی طرح حقیقی حصہ بنا لیں جس طرح کہ اس پر ایمان لانے والے اولین لوگوں نے بنایا تھا اور اپنے تمام موجودہ حالات اور پریشانیوں میں فوری اور مکمل رہنمائی اسی طرح اس سے پائیں۔

مگر یہ ہم کس طرح کریں؟

اگر بالکل صاف صاف کہا جائے تو اس کا صرف ایک ہی راستہ ہے: قرآن کی دنیا میں اس طرح داخل ہوں جیسے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اب اور آج ہم سے مخاطب ہے' اور اس کیفیت سے شعوری طور پر گزرنے کے لیے جو شرائط ضروری ہیں' انھیں پورا کریں۔

اولاً، ہمیں محسوس کرنا چاہیے کہ اللہ کا کلام ہونے کی حیثیت سے قرآن کتنا عظیم ہے' اور ہمارے لیے اس کا کیا مطلب ہے' اور پھر اس کے لیے احترام و محبت اور تعلق کے جذبات اور ارادۂ عمل کو اسی طرح بروئے کار لائیں' جو اس احساس کا تقاضا ہے۔

ثانیاً، ہمیں قرآن کو اس طرح پڑھنا چاہیے جس طرح یہ چاہتا ہے کہ اسے پڑھا جائے۔ جس طرح پڑھنا اللہ کے رسولؐ نے ہمیں سکھایا ہے۔ جس طرح آپؐ خود اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ اسے پڑھتے تھے۔

ثالثاً، ہمیں چاہیے کہ زمان و مکان' تہذیب و ثقافت اور تغیرات و تبدلات کی تبدیلی کی تمام رکاوٹوں کو عبور کرتے ہوئے قرآن کے ہر لفظ کی روشنی میں اپنے موجودہ حقائق اور مسائل کو سمجھیں۔

اپنے پہلے مخاطبین کے لیے' قرآن ان کے زمانے کا واقعہ تھا۔ اس کی زبان اور طرز' اس کا بیان و استدلال' اس کے محاورے اور استعارے' اس کی علامات اور مثالیں' اس کے واقعات و لمحات سب ان کے اپنے ماحول میں پیوست تھے۔ یہ لوگ نزول قرآن کے پورے عمل کے گواہ بھی تھے' جو ان کی پوری زندگی میں مرحلہ بہ مرحلہ مکمل ہوا' اور ایک لحاظ سے شریک بھی۔ ہمیں یہ مقام حاصل نہیں ہے' لیکن کسی نہ کسی حد تک یہ ہمارے لیے بھی سچا ہونا چاہیے۔ اپنے حالات میں قرآن کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے سے' ہم بڑی حد تک آج بھی اسی طرح اپنے زمانے کی چیز سمجھیں گے' جیسا کہ یہ اُس وقت تھا۔

اس لیے کہ انسان کی سرشت میں تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔ یہ غیر مبدل ہے۔ انسان کے صرف ظواہر---شکلیں' طریقے' ٹکنالوجی تبدیل ہوئے ہیں۔ مکہ کے مشرک' مدینہ کے یہودی' نجران کے عیسائی اور مدینہ کی آبادی کے مومن اور غیر مومن' چاہے اب نہ پائے جاتے ہوں مگر یہ کردار ہمارے چاروں طرف موجود ہیں۔ ہم ٹھیک اسی طرح انسان ہیں جس طرح قرآن کے پہلے مخاطب انسان تھے' چاہے اس سادہ سچائی کے گہرے

مضمرات سے نبٹنا ہمیں بے حد مشکل لگے۔

ایک دفعہ آپ ان حقائق کا ادراک کریں' اور ان کی پیروی کریں۔ ایک دفعہ قرآن کی طرف اس طرح آئیں جس طرح اولین مسلمان آئے تھے۔ تب یہ آپ کے لیے بھی اسی طرح نازل ہوگا جس طرح ان پر ہوا تھا' آپ کو اسی طرح اپنا شریک کار بنائے گا جس طرح انھیں بنایا تھا۔ پھر یہ محض ایک قابل احترام کتاب' ایک مقدس دستاویز اور سحرانگیز سرچشمہ برکت کے بجائے ایک ایسی عظیم طاقت میں تبدیل ہو جائے گا جو ہم کو اپنی گرفت میں لے کر ہلائے اور حرکت دے کر اعلیٰ کارناموں کے حصول کی طرف راہنمائی کرے' جیسا اس نے پہلے کیا۔

نئی دنیا آپ کی منتظر ہے

آپ قرآن کی طرف آتے ہیں تو ایک نئی دنیا کی طرف آتے ہیں۔ آپ کی زندگی کا کوئی بھی اقدام قرآن کی طرف اور قرآن کے اندر سفر سے زیادہ عظیم' اہم' نازک' بابرکت اور نفع بخش نہیں ہو سکتا۔

یہ سفر آپ کو اس کلام کی نہ ختم ہونے والی مسرتوں اور ان بے پایاں خزانوں کے اندر لے جائے گا جو آپ کے خالق و مالک نے آپ کے لیے' اور ساری انسانیت کے لیے بھیجے ہیں۔ یہاں آپ کو علم و دانش کے ناقابل بیان خزانوں کا ایک جہاں ملے گا' جو زندگی کی شاہراہوں پر آپ کی رہنمائی کرے گا اور آپ کے فکر و عمل کی صحیح صورت گری کرے گا۔ یہاں وہ گہری بصیرت ملے گی جو آپ کو مالا مال کر دے گی اور صحیح راستے پر چلائے گی۔ آپ کو اس سے ایسی روشنی ملے گی جو آپ کی روح کی گہرائیوں کو منور کر دے گی۔ یہاں آپ کو جذبات کی ایسی حرارت ملے گی جو آپ کے دل کو پگھلا دے گی اور آپ کے رخساروں پر آنسو بہنے لگیں گے۔

یہ بات آپ کے لیے بے حد اہمیت رکھتی ہے۔ اس لیے کہ جوں جوں آپ

قرآن کی دنیا میں سفر کریں گے، ہر قدم پر آپ سے تقاضا ہوگا کہ ایک راہ کا انتخاب کریں اور اللہ کے ہو جائیں۔ آزاد مرضی سے، خلوص سے یکسو ہو کر قرآن کی تلاوت کرنا، مکمل طور پر قرآن کے مطابق زندگی گزارنے سے کم نہیں ہے۔

آپ کی پوری زندگی کے نتیجے کا انحصار اس پر ہے کہ آپ خدا کی اس پکار کا کس طرح جواب دیتے ہیں۔ اس لیے یہ سفر آپ کے وجود کے لیے، انسانیت کے لیے اور انسانی تہذیب کے مستقبل کے لیے فیصلہ کن اہمیت رکھتا ہے۔

اس کی آیات میں سیکڑوں نئی دنیائیں آباد ہیں۔
اس کے لمحات میں کئی کئی صدیاں پنہاں ہیں (اقبال: جاوید نامہ)

جان لیجیے کہ یہ قرآن --- اور صرف قرآن ہی ہے جو آپ کو اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی کامیابی کی منزلوں کی طرف، آگے ہی آگے لے جاتا ہے۔

قرآن کیا ہے؟

قرآن میں انسان کے لیے جو کچھ ہے، اس کی عظمت اور اہمیت کا ادراک کرنا یا اسے بیان کرنا اس کے بس میں نہیں ہے۔ لیکن آغاز کرنے کے لیے، آپ کو کچھ نہ کچھ اندازہ ہونا چاہیے کہ یہ کیا ہے، آپ کے لیے اس کی کیا اہمیت ہے، تاکہ آپ کے اندر، اپنے کل وجود کے ساتھ، قرآن کے اندر ڈوبنے کا جذبہ بیدار ہو--- کلّی وابستگی، مکمل سپردگی اور مسلسل کوشش کے ساتھ، جیسا کہ اس کا تقاضا ہے۔

قرآن آپ کے لیے اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ یہ حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی نسلوں سے اللہ تعالیٰ کے اس وعدے کی تکمیل ہے: میری طرف سے کوئی ہدایت تمھارے پاس پہنچے تو جو لوگ میری اس ہدایت کی پیروی کریں گے، ان کے لیے کسی خوف اور رنج کا موقع نہ ہوگا (البقرہ ۲:۳۸)۔

اس دنیا میں شر اور باطل کی قوتوں کے مقابلے میں جدوجہد کے لیے یہ آپ کے

کمزور وجود کی مدد ہے۔ آپ کے خوف اور پریشانی کو قابو کرنے کے لیے یہی واحد ذریعہ ہے۔ جب آپ اندھیروں میں بھٹک رہے ہوں تو کامیابی اور نجات کا راستہ تلاش کرنے کے لیے یہی واحد نور ہے۔ آپ کے نفس کے امراض کے لیے، اور آپ کے چاروں طرف جو اجتماعی خرابیاں ہیں، ان کے لیے واحد شفا ہے۔ یہ آپ کی فطرت اور تقدیر، آپ کے منصب و فرائض، آپ کے خطرات اور انعامات کے لیے مسلسل یاددہانی اور ذکر ہے۔

جب جبرئیل علیہ السلام کی وہ ہستی اسے لے کر آئی جو آسمانوں میں طاقت ور اور قابل اعتماد ہے تو اس کا پہلا مسکن وہ قلب مصفا و اعلیٰ تھا جو انسانیت کی تاریخ میں بالکل منفرد تھا اور وہ تھا--- حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب مبارک!

کسی بھی چیز سے زیادہ اپنے خالق سے قریب تر اور نزدیک تر ہونے کا صرف یہی راستہ ہے۔ یہ آپ کو اس ہستی کے بارے میں، اس کی صفات کے بارے میں، کائنات پر اور تاریخ پر اس کی حکمرانی کے بارے میں، اس کے آپ سے تعلق کے بارے میں، آپ کے اس سے، خود اپنے آپ سے، دوسرے انسانوں سے اور دیگر ہر موجود شے سے تعلق کے بارے میں بتاتا ہے۔

آپ کے لیے جو انعامات یہاں منتظر ہیں، یقیناً وہ بہت ہیں مگر آخرت میں اس سے کئی گنا بڑھ جائیں گے لیکن سفر کے اختتام پر، آپ کے لیے جو کچھ منتظر ہے، حدیث قدسی کے مطابق: ''وہ نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال آیا''۔ حضرت ابوہریرہؓ اس پر اضافہ کرتے ہیں: اگر چاہو تو سورہ السجدہ (۳۲:۱۷) میں پڑھو: پھر ان کے اعمال کی جزا میں جیسا کچھ آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ان کے لیے چھپا کر رکھا گیا ہے اس کی کسی متنفس کو خبر نہیں (بخاری، مسلم)۔

بے حساب رحمت و عظمت

سب سے زیادہ اہم یہ بات یاد رکھنا ہے کہ ہم قرآن میں جو کچھ پڑھتے ہیں، یہ

اللہ رب العالمین کا کلام ہے، جو اس نے محض اپنی مہربانی اور رحمت و ربوبیت کی بنا پر انسانی زبان میں آپ کے لیے نازل کیا ہے: اَلرَّحۡمٰنُ ○ عَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ ○ (الرحمٰن ۵۵:۱-۲) نہایت مہربان (خدا) نے اس قرآن کی تعلیم دی ہے۔ رَحۡمَۃً مِّنۡ رَّبِّکَ ط (الدخان ۴۴:۶) تمھارے رب کی رحمت کے طور پر۔

قرآن کی عظمت و شان اتنی پُرجلال ہے کہ کوئی انسان اس کا ادراک نہیں کر سکتا۔ اس حد تک کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر ہم نے یہ قرآن کسی پہاڑ پر بھی اتار دیا ہوتا تو تم دیکھتے کہ اللہ کے خوف سے دبا جا رہا ہے اور پھٹا پڑتا ہے (الحشر ۵۹:۲۰)۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت وعظمت کا یہ ظہور آپ پر اس کی ہیبت وجلال کے چھانے کے لیے اور آپ کے اندر قرآن کی دنیا میں داخلے کے لیے شکر، آرزو اور جدوجہد کی نئی بلندیوں کے حصول کا جذبہ بیدار کرنے کے لیے، کافی ہے۔ سچ یہ ہے کہ کوئی بھی خزانہ آپ کے لیے قرآن سے زیادہ قیمتی اور قابلِ قدر نہیں ہے۔ جیسا کہ قرآن خود اپنے بے پایاں کرم کا ذکر کرتا ہے:

> لوگو! تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے نصیحت آ گئی ہے۔ یہ وہ چیز ہے جو دلوں کے امراض کی شفا ہے اور جو اسے قبول کر لیں ان کے لیے رہنمائی اور رحمت ہے۔ اے نبی کہہ دو کہ یہ اللہ کا فضل اور مہربانی ہے کہ یہ خبر اس نے بھیجی۔ اس پر تو لوگوں کو خوشی منانا چاہیے (یونس ۱۰: ۵۷-۵۸)۔

خطرات اور رکاوٹیں

آپ کو اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکت اور بخشش وعنایت پر ضرور خوب خوشی منانا چاہیے۔ ان خزانوں کو ضرور حاصل کرنا چاہیے جو اس کے اندر آپ کی تلاش کے منتظر ہیں۔ مگر قرآن اپنے دروازے صرف ان کے لیے کھولتا ہے جو مقصد کے لیے اخلاص، آرزومندی کی کیفیت اور خصوصی توجہ کے ساتھ جو اس کی اہمیت اور عظمت کے شایان

شان ہو، اس پر دستک دیتے ہیں۔ صرف انھی کو اس کے درمیان چلتے ہوئے اس کے خزانے جمع کرنے کی اجازت دی جاتی ہے جو اس کی ہدایت کے آگے اپنے آپ کو مکمل طور پر ڈالنے کے لیے، اور اسے جذب کرنے کے لیے اپنی بہترین کوشش کرنے کے لیے تیار ہیں۔

اس لیے ایسا ہونا بالکل ممکن ہے کہ آپ قرآن کی مسلسل تلاوت کریں، اس کے اوراق کو بڑے اہتمام کے ساتھ الٹیں، اس کے الفاظ کی خوش الحانی کے ساتھ قرأت کریں، اس کا مطالعہ نہایت عالمانہ انداز سے کریں--- لیکن پھر بھی اس کے ساتھ وہ تعلق پیدا کرنے میں ناکام رہیں جو آپ کی شخصیت کو مالا مال کرتا اور تبدیل کر دیتا ہے۔ کیونکہ وہ سب لوگ جو قرآن پڑھتے ہیں اس سے لازماً وہ نفع حاصل نہیں کرتے جو انھیں حاصل کرنا چاہیے۔ کچھ تو برکت سے محروم رہتے ہیں، کچھ لعنت تک کے مستحق قرار پاتے ہیں۔

اس سفر کے جس طرح کے قیمتی اور لامحدود انعامات ہیں اسی طرح کے اس میں خطرات بھی ہیں اور ایسا ہونا بھی چاہیے۔ بہت سے لوگ اسے بالکل ہاتھ نہیں لگاتے، گو کہ یہ کتاب کہیں قریب ہی رکھی ہوتی ہے اور بہت سے اس کے دروازوں سے واپس کر دیے جاتے ہیں۔ بہت سے اسے اکثر پڑھتے ہیں لیکن خالی ہاتھ رہ جاتے ہیں، جب کہ بہت سے دوسرے اس کا مطالعہ کرتے ہیں پھر بھی درحقیقت اس کی دنیا میں کبھی داخل نہیں ہوتے۔ کچھ لوگ کچھ نہیں پاتے، لیکن خود گم ہو جاتے ہیں۔ وہ خدا کی آواز خدا کے اپنے کلام میں نہیں سن پاتے۔ وہ اس کے بجائے اپنی آواز سنتے ہیں، یا خدا کے علاوہ دوسروں کی۔

کچھ دوسرے خدا کی آواز سن تو لیتے ہیں، لیکن اپنے اندر وہ عزم، وہ ارادہ اور وہ حوصلہ پانے میں ناکام رہتے ہیں، جو اس کا جواب دینے اور اس کے مطابق زندگی گزارنے کے لیے ضروری ہے۔ کچھ وہ بھی کھو دیتے ہیں جو ان کے پاس ہوتا ہے اور

قیمتی جواہرات جمع کرنے کے بجائے، پتھروں کا کمر توڑ بوجھ لے آتے ہیں جو ان کو ہمیشہ تکلیف دیتا رہتا ہے۔

یہ کتنا بڑا المیہ اور بدقسمتی ہوگی کہ آپ قرآن کی طرف آئیں اور خالی ہاتھ لوٹ جائیں۔ آپ کی روح کے تار مرتعش ہوں، نہ دل میں کوئی لہر اٹھے، نہ زندگی میں کوئی تبدیلی آئے، جیسے داخل ہوئے تھے، ویسے کے ویسے ہی باہر نکل گئے۔

قرآن کی برکتیں شمار نہیں کی جاسکتیں، مگر آپ ان میں سے کتنی لیں گے، اس کا انحصار اس ظرف کی وسعت اور مناسبت پر ہے جو لے کر آپ اس کے پاس آئیں۔ اس لیے بالکل شروع میں ہی، اپنے آپ کو خوب اچھی طرح احساس دلا دیجیے کہ قرآن آپ کے لیے کیا مرتبہ رکھتا ہے اور آپ سے کیا تقاضے کرتا ہے۔ عزم صمیم کیجیے قرآن کی اس کی شان کے مطابق تلاوت کریں گے، تاکہ آپ کا شمار ان لوگوں میں ہو:

> جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کی اس طرح تلاوت کرتے ہیں، جس طرح اس کی تلاوت کرنے کا حق ہے۔ (البقرہ ۲: ۱۲۰)

تلاوت

قرآن اپنے پڑھنے کے عمل کے لیے لفظ تلاوت استعمال کرتا ہے۔ کوئی ایک لفظ اس کے مکمل معنی بیان نہیں کرسکتا۔ پیروی کرنا، اس کے بنیادی مفہوم سے قریب ترین ہے۔ پڑھنا، ثانوی حیثیت رکھتا ہے۔ پڑھنے میں بھی الفاظ، ایک دوسرے کے پیچھے آتے ہیں، ایک کے بعد ایک، قریب قریب، مربوط اور بامعنی ترتیب میں۔ اگر لفظ دوسرے کے پیچھے نہ آئے، یا اگر نظم و ترتیب کا لحاظ نہ رکھا جائے تو مفہوم الجھ کر رہ جاتا ہے۔

اس لیے، بنیادی طور پر تلاوت کا مفہوم ہے: پیچھے، قریب ہی حرکت کرنا، آگے بڑھنا، ایک ترتیب میں بہنا، تلاش میں جانا، کسی نمونے کو اپنا رہنما، استاد اور قائد ماننا، کسی کو صاحب اختیار تسلیم کرنا، کسی مقصد کو اپنانا، کسی بات پر عمل کرنا، کسی کے پیچھے چلنا،

زندگی کے کسی راستے کو اختیار کرنا، کسی سلسلہ فکر کو سمجھنا اور اس کا اتباع کرنا --- یا پیچھے پیچھے چلنا۔ جو لوگ قرآن پر ایمان کا کوئی دعویٰ رکھتے ہیں، وہ اس سے اپنا تعلق پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے حوالے سے قائم کرتے ہیں۔

تلاوت ایک ایسا عمل ہے جس میں آپ کی پوری شخصیت، روح، دل، دماغ، زبان اور جسم سب حصہ لیتے ہیں۔ مختصراً یہ کہ آپ کا پورا وجود اس میں شریک ہو جاتا ہے۔ قرآن کی تلاوت میں جسم و دماغ، عقل و احساس کی تمیز ختم ہو جاتی ہے، وہ ایک ہو جاتے ہیں۔ زبان تلاوت کرتی ہے، اور ہونٹوں سے الفاظ ادا ہوتے ہیں، ذہن غور و فکر کرتا ہے، دل پر اثر ہوتا ہے، روح جذب کرتی ہے، آنسو آنکھوں میں امڈ آتے ہیں، دل لرزتا ہے، کھال کانپتی ہے، اور دل کی طرح نرم پڑ جاتی ہے، دونوں کا علیحدہ وجود نہیں رہتا، حتیٰ کہ آپ کے بال بھی کھڑے ہو جاتے ہیں:

> وہ اپنے رب کی طرف سے ایک روشنی پر چل رہا ہے۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے جس سے وہ جسے چاہتا ہے راہ راست پر لے آتا ہے (الزمر ۳۹: ۲۲-۲۳)۔

قرآن کی اس طرح تلاوت، جیسا کہ اسے تلاوت کرنے کا حق ہے، آسان کام نہیں ہے۔ مگر یہ بہت مشکل یا ناممکن بھی نہیں۔ اگر یوں ہوتا تو قرآن ہم جیسے عام آدمیوں کے لیے نہ ہوتا، نہ یہ وہ رحمت و ہدایت ہوتا، جو کہ یہ یقیناً ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ اس میں دل و دماغ کو، جذبہ و عقل کو اور جسم و روح کو کچھ مشقت پیش آتی ہے، اور اس کا تقاضا ہوتا ہے کہ کچھ شرائط پوری کی جائیں، کچھ فرائض ادا کیے جائیں۔ کچھ داخلی اور کچھ خارجی طور پر۔

آپ کو ان سب کا علم ہونا چاہیے اور قرآن کی عالی شان دنیا میں داخل ہونے سے پہلے انھیں پورا کرنے کی کوشش کرنا چاہیے۔

اسی صورت میں آپ برکات و انعامات کی وہ پوری فصل حاصل کرسکتے ہیں جو قرآن میں آپ کی منتظر ہے۔ تب ہی قرآن اپنے دروازے آپ کے لیے کھولے گا۔ تب

ہی یہ آپ کو اپنے اندر رہنے دے گا اور آپ کے اندر رہے گا۔ رحم مادر میں گزرنے والے ۹ مہینوں نے ایک پانی کے قطرے کو 'آپ' بنا دیا: سننے والا' دیکھنے والا اور سوچنے والا وجود۔ کیا آپ تصور کر سکتے ہیں کہ قرآن کے ساتھ گزرنے والی ایک پوری زندگی--- تلاش کرتے ہوئے' سنتے ہوئے' دیکھتے ہوئے' سوچتے ہوئے' جدوجہد کرتے ہوئے--- آپ کو کیا بنا دے گی؟ یہ قرآن آپ کو ایک بالکل نئی ہستی میں تبدیل کر دے گا جس کے آگے جھکنے میں فرشتے بھی فخر محسوس کریں۔

قرآن کی دنیا کے اندر اٹھنے والا ہر قدم اور اس کے ساتھ گزرنے والا ہر لمحہ آپ کو ایک عظیم الشان بلندی کی طرف لے جائے گا' آپ اس طاقت اور حسن کی گرفت میں آ جائیں گے جو قرآن میں زندگی کی طرح دوڑتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن کے ساتھی سے کہا جائے گا: تلاوت کرو اور بلندی کی طرف جاؤ' اتنی ہی سہولت سے' جتنی سہولت سے تم دنیا میں قرآن کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ تمھارا آخری مسکن وہ بلندی ہے جہاں تم آخری آیت کی تلاوت کے وقت پہنچ جاؤ گے (ابو داؤد' ترمذی' احمد' نسائی)۔

۲

بنیادی شرائط

قرآن کے ساتھ کسی بارآور تعلق کے لیے دل و دماغ کے بعض بنیادی رویے اور حالتیں ضروری شرائط ہیں۔ آپ ان کو جتنا نشوونما دے سکتے ہیں' دیجیے۔ ان کو اپنے شعور کا جیتا جاگتا حصہ بنا لیجیے' ان کو ہمیشہ زندہ اور فعال رکھیے۔ ان کو اپنے اعمال سے مربوط کر لیجیے۔ انھیں اپنے وجود کی گہرائیوں میں داخل ہونے دیجیے۔ ان داخلی وسائل کی مدد کے بغیر آپ قرآن کی برکتوں اور رحمتوں سے اپنا مکمل حصہ نہیں پا سکیں گے۔ یہ آپ کے سفر میں آپ کے لازمی رفیق بھی ہوں گے۔

ان داخلی وسائل کا حصول نہ مشکل ہے نہ ناممکن۔ آپ مسلسل آگاہی اور غوروفکر اور مناسب قول وفعل کے ذریعے انھیں حاصل کر سکتے ہیں اور نشوونما دے سکتے ہیں۔ آپ جتنا زیادہ یہ کریں گے' قرآن کے اتنے ہی قریب آنے کے قابل ہو جائیں گے۔ جتنا آپ قرآن کے قریب آئیں گے' اتنی ہی زیادہ آپ کے حصے میں فوائد ومنافع کی فصل آئے گی۔

ایمان: خدا کا کلام

اول: قرآن کی طرف اس گہرے اور مضبوط اعتقاد کے ساتھ آیئے کہ یہ اس خدا

کا کلام ہے‘ جو آپ کا خالق اور مالک ہے۔

اس طرح کا عقیدہ ضروری اور ناگزیر شرط کیوں ہو؟ بلاشبہ قرآن کی کشش اور طاقت ایسی ہے کہ اگر کوئی شخص اسے ایک عام کتاب کی طرح پڑھنا شروع کر دے تب بھی‘ اگر وہ کھلے ذہن سے مطالعہ کرے تو اس سے فائدہ اٹھائے گا۔ مگر یہ کتاب کوئی عام کتاب نہیں ہے۔ اس کا آغاز اس پُرزور جملے سے ہوتا ہے: ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ ۛ فِیْهِ ۛ (البقرہ ۲:۳۰)۔ یہ اللہ کی کتاب ہے‘ اس میں کوئی شبہ نہیں۔

اس کو پڑھنے اور مطالعہ کرنے سے آپ کا مقصد کوئی عام مقصد نہیں ہے۔ آپ اس سے اس ہدایت کے طالب ہیں جو آپ کی پوری شخصیت کو تبدیل کر دے‘ آپ کو صراط مستقیم پر لائے اور اس پر ثابت قدم رکھے۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ (الفاتحہ ۱:۵) ہم کو سیدھا راستہ دکھا‘ آپ کے دل کی پکار ہے‘ جس کا جواب قرآن ہے۔

آپ قرآن کی تعریف کر سکتے ہیں‘ اس سے معلومات حاصل کر سکتے ہیں‘ لیکن یہ اس وقت تک آپ کے اندر تبدیلی نہیں لا سکتا جب تک اس کے الفاظ آپ کو جگانے‘ آپ کو اپنی گرفت میں لینے‘ آپ کو شفا دینے‘ اور تبدیل کرنے کے لیے آپ کے اندر نہ اتر جائیں اور یہ اس وقت تک ممکن نہیں‘ جب تک کہ آپ اس کے الفاظ کو قرار واقعی مقام نہ دیں‘ یعنی اللہ کا کلام!

اس عقیدے کے بغیر‘ آپ وہ مطلوبہ داخلی قوت حاصل نہیں کر سکتے جس کی قرآن کے قلب تک پہنچنے اور اس کے پیغام کو اپنے اندر جذب کرنے کے لیے آپ کو ضرورت ہے۔ ایک دفعہ یہ آپ کے دل میں گھر کر لے‘ ممکن نہیں ہے کہ یہ صفات اور رویے--- مثلاً مقصد میں اخلاص‘ عقیدت و احترام‘ محبت و تشکر‘ بھروسا و اعتماد‘ سخت محنت کے لیے آمادگی‘ اس کی صداقت پر یقین‘ اس کے مقام کے آگے سر تسلیم خم کرنا‘ اس کے احکامات کا کامل اتباع‘ اور ان خطرات کے خلاف چوکس رہنا جو اس کے خزانوں سے محروم کرنے کے لیے آپ کی گھات میں لگے رہتے ہیں--- آپ کی شخصیت کا جزو نہ بن جائیں۔

اللہ تعالیٰ کی شان و شوکت اور جلال کا تصور کیجیے‘ آپ اس کے کلام کے لیے رعب و احترام اور وارفتگی کے جذبات محسوس کریں گے۔ اس کی ربوبیت‘ رحم اور ہمدردی کے بارے میں سوچیے‘ آپ کا دل اس کے پیغام کے لیے تشکر‘ محبت اور تعلق سے بھر جائے گا۔ اس کی حکمت‘ علم اور مہربانی کا علم حاصل کیجیے‘ آپ اس کے احکامات کی پیروی کرنے کے لیے رضامند‘ آمادہ‘ اور بے تاب ہو جائیں گے۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن یہ اہم حقیقت بار بار یاد دلاتا ہے۔ بالکل آغاز میں‘ بہت سی سورتوں کی ابتدائی آیات میں بھی‘ اور اکثر درمیان میں بھی۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت دی جاتی ہے کہ وہ اپنے عقیدے کا اعلان کریں۔

کہوُ اللہ نے جو کتاب بھی نازل کی ہے میں اس پر ایمان لایا (الشوریٰ ۴۲: ۱۵)۔

آپؐ کے اس عقیدے میں مومنین بھی یک آواز ہو جاتے ہیں:

رسول اس ہدایت پر ایمان لائے ہیں‘ جو ان کے رب کی طرف سے ان پر نازل کی گئی ہے اور جو لوگ ان کے ماننے والے ہیں‘ انھوں نے بھی اس ہدایت کو دل سے تسلیم کر لیا ہے (البقرہ ۲:۲۸۵)۔

اس لیے آپ کو یہ شعور ہمیشہ بیدار رکھنا چاہیے‘ کہ ہر لفظ‘ جو آپ پڑھ رہے ہیں‘ تلاوت کر رہے ہیں‘ سن رہے ہیں‘ یا سمجھنے کی کوشش کر رہے ہیں‘ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے نازل کیا ہے۔

کیا آپ واقعی یہ یقین رکھتے ہیں؟

جواب تلاش کرنے کے لیے‘ دُور جانے کی ضرورت نہیں۔ اپنے دل کو ٹٹولیے‘ اپنے رویے کا جائزہ لیجیے۔ اگر آپ کو یہ یقین حاصل ہے تو قرآن کا ساتھی بننے کی آرزو اور خواہش کہاں ہے؟ اس کو سمجھنے کے لیے کوشش اور سخت محنت کہاں ہے؟ اس کے پیغام کے لیے تسلیم و رضا اور اطاعت کہاں ہے؟

ہم یہ یقین کیسے حاصل کریں‘ اور کیسے اسے زندہ رکھیں؟ اس کے بہت سے

طریقے ہیں' میں یہاں صرف ایک کا ذکر کروں گا۔ سب سے موثر طریقہ' خود قرآن کی تلاوت ہے۔ شاید ایسا نظر آئے کہ ہم ایک دائرے میں چکر لگا رہے ہیں' مگر ایسا نہیں ہے' اس لیے کہ جوں جوں آپ قرآن پڑھیں گے' آپ کا یہ یقین تازہ ہوتا جائے گا اور آپ بہتر طور پر پہچانیں گے کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔۔ یوں آپ کے یقین کی شدت اور گہرائی میں اضافہ ہوتا جائے گا۔

سچے اہل ایمان تو وہ لوگ ہیں جن کے دل اللہ کا ذکر سن کر لرز جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیات ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے۔(انفال ۸:۲)

نیت کا اخلاص

دوم: قرآن کو سوائے اس مقصد کے اور کسی لیے نہ پڑھیے کہ اپنے مالک سے ہدایت حاصل کرنا ہے' اس کے قریب آنا ہے' اس کی رضا حاصل کرنی ہے۔

قرآن سے آپ کیا حاصل کرتے ہیں؟ اس کا انحصار اس پر ہے کہ آپ اس کے پاس کس لیے آتے ہیں۔ آپ کی نیت فیصلہ کن اہمیت رکھتی ہے۔ یقیناً قرآن آپ کی ہدایت کے لیے آیا ہے۔ اگر آپ غلط محرکات اور برے مقاصد سے اس کے قریب آئیں تو آپ اس کے پڑھنے سے گمراہ بھی ہو سکتے ہیں۔

اس طرح اللہ ایک ہی بات سے بہتوں کو گمراہی میں مبتلا کر دیتا ہے اور بہتوں کو راہِ راست دکھا دیتا ہے۔ اور اس سے گمراہی میں وہ انھی کو مبتلا کرتا ہے جو فاسق ہیں (البقرہ ۲:۲۶)۔

قرآن اللہ کا کلام ہے۔ یہ نیت کا اتنا ہی اخلاص اور مقصد کے لیے اتنی ہی یکسوئی چاہتا ہے جتنی کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی۔ اسے محض ذہنی تفریح کے لیے نہ پڑھیے' بلکہ فہم قرآن کا مقصد حاصل کرنے کے لیے اپنی عقل کو بدرجہ اتم استعمال کیجیے۔ کتنے ہی لوگ

قرآن کی زبان' طرز' تاریخ' جغرافیہ' قانون اور اخلاقیات کا مطالعہ کرنے میں پوری کی پوری زندگی صرف کر دیتے ہیں' لیکن ان کی زندگی پر اس کے پیغام کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ قرآن اکثر ایسے افراد کا حوالہ دیتا ہے جو علم رکھتے ہیں لیکن اس سے استفادہ نہیں کرتے۔

آپ کو قرآن کی طرف اس طے شدہ ارادے سے نہیں آنا چاہیے کہ اپنے نظریات' مفروضات اور نقطہ نظر کے لیے تائید و حمایت حاصل کرنی ہے۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو اللہ کی نہیں خود اپنی آواز کی بازگشت اس میں سنیں گے۔ قرآن کو سمجھنے اور اس کے معنی جاننے کا یہی وہ انداز ہے جس کی اللہ کے رسولؐ نے مذمت کی ہے۔ جو کوئی قرآن کی تعبیر اپنی ذاتی رائے سے کرے' اسے اپنی جگہ جہنم کی آگ میں بنا لینی چاہیے (ترمذی)۔

اس سے بڑی بدنصیبی کیا ہو سکتی ہے کہ قرآن کو اپنی ذات کے لیے نام' عزت' شہرت' حیثیت یا مال و دولت جیسی دنیاوی چیزیں کمانے کے لیے استعمال کیا جائے۔ ہوسکتا ہے کہ آپ کو یہ سب کچھ مل جائے' لیکن اس طرح آپ نہ صرف ایک بیش بہا خزانے کا نہایت حقیر شے سے سودا کر رہے ہوں گے' بلکہ اپنے کو ابدی نقصانات اور تباہی میں ڈال رہے ہوں گے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کوئی قرآن کا مطالعہ اس لیے کرے کہ اس طرح لوگوں سے اپنے لیے روزی حاصل کرے' تو قیامت کے روز وہ اس طرح اٹھایا جائے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت نہیں' صرف ہڈیاں ہوں گی (بیہقی)۔

آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص دنیا میں تعریف و تحسین کے لیے قرآن سیکھتا ہے اور اس کی تلاوت یا تدریس کرتا ہے' وہ آگ میں ڈالا جائے گا (مسلم)۔

آپ قرآن کے الفاظ سے' دوسرے کم تر فوائد بھی حاصل کر سکتے ہیں' مثلاً جسمانی امراض کی شفا' نفسیاتی سکون یا غربت سے نجات۔ ان چیزوں کو حاصل کرنے پر کوئی پابندی نہیں ہے' لیکن یہی وہ سب کچھ نہ ہو جائے جو آپ قرآن سے حاصل کرتے ہیں اور نہ یہ آپ کی نیت کے اصل ہدف ہونے چاہییں۔ اس لیے کہ ان چند گھونٹوں کو

حاصل کرنے میں آپ وہ سارا سمندر کھو سکتے ہیں' جو آپ کا ہو سکتا تھا۔

قرآن کا ایک ایک حرف پڑھنے کے بڑے انعامات ہیں۔ ان تمام انعامات کا شعور رکھیے' اور انھیں اپنی نیت کا مقصد بنایئے' اس لیے کہ اس سے آپ کو وہ مضبوط داعیہ ملے گا جو ساری زندگی قرآن کے ساتھ گزارنے کے لیے چاہیے۔ مگر یہ کبھی نہ بھولیے کہ قرآن سمجھنے' جذب کرنے اور اس پر عمل کرنے پر (اس دنیا میں اور بعد کی دنیا میں) اس سے بہت زیادہ انعامات کا آپ سے وعدہ کیا گیا ہے۔ یہ آپ کا اصل مقصد ہونا چاہیے۔

نہ صرف یہ کہ آپ کا مقصد خالص ہونا چاہیے' بلکہ جب ایک دفعہ قرآن آپ کے ہاتھ آ جائے--- اس کا متن بھی اور سنت کی شکل میں اس کا زندہ نمونہ بھی--- تو پھر آپ کو رہنمائی کے لیے کسی اور مرکز کی طرف نہیں دیکھنا چاہیے۔ یہ تو سرابوں کے پیچھے دوڑنا ہوگا۔ اس کا مطلب تو یہ ہوگا کہ آپ کو قرآن پر اعتماد نہیں ہے' یہ تو قرآن کی اہانت ہوگی۔ یہ وفاداریاں تقسیم کرنے کے مترادف ہوگا۔

ان لمحات کے مقابلے میں' جو آپ کلام الٰہی کے ساتھ گزارتے ہیں کوئی بھی چیز آپ کو اپنے مالک سے قریب تر لانے والی نہیں' اس لیے کہ صرف قرآن ہی میں آپ خالق حقیقی کی آواز سننے کی منفرد برکت کا لطف اٹھاتے ہیں۔ پس آپ جب بھی قرآن پڑھیں تو آپ کا واحد محرک اللہ سے قریب تر آنے کی شدید خواہش ہو۔

آخری بات یہ کہ آپ کی نیت یہ ہونا چاہیے کہ اپنے دل و دماغ اور وقت کو اس ہدایت کے لیے لگا کر جو اللہ نے آپ کے لیے بھیجی ہے' اپنے مالک کی رضا حاصل کرنا ہے۔ جب آپ اپنے آپ کو اللہ کے آگے ڈال دیتے ہیں' تو اس سودے میں آپ کو اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے:

> دوسری طرف انسانوں میں سے ہی کوئی ایسا بھی ہے جو رضائے الٰہی کی طلب میں اپنی جان کھپا دیتا ہے (البقرہ ۲:۲۰۷)۔

مقصد اور نیت کسی جسم کے لیے روح یا بیج کی داخلی قوت کی مانند ہیں۔ بہت سے

بیج ایک جیسے نظر آتے ہیں لیکن جب وہ نشوونما پاتے ہیں اور پھل دیتے ہیں' تو ان کے فرق واضح ہو جاتے ہیں۔ جتنی خالص اور ارفع نیت ہوگی' اتنی ہی زیادہ آپ کی کوششوں کی قدر و قیمت اور اس کا حاصل ہوگا۔

ہمیشہ اپنے آپ سے پوچھیے کہ میں قرآن کیوں پڑھ رہا ہوں؟ برابر اپنے آپ کو بتاتے رہیے کہ قرآن کیوں پڑھنا چاہیے۔ مقصد اور نیت کو خالص اور یکسو رکھنے کے لیے یہ بہترین طریقہ ہے۔

شکر اور حمد کی کیفیت

سوم: ہمیشہ اپنے اندر اپنے مالک کے لیے انتہائی شکر اور حمد کے جذبات کو تازہ رکھیے کہ اس نے آپ کو اپنے سب سے بڑے تحفے --- قرآن --- سے نوازا ہے اور اس کے مطالعہ اور فہم کے لیے آپ کی رہنمائی کی ہے۔ ایک دفعہ آپ کو احساس ہو جائے کہ آپ کے ہاتھوں میں کتنا بیش بہا خزانہ ہے' تو ممکن نہیں کہ آپ کا دل فرط مسرت سے جوش میں نہ آئے' اور آپ کی زبان یوں ساتھ نہ دے:

> تعریف خدا ہی کے لیے ہے جس نے ہمیں یہ راستہ دکھایا' ہم خود راہ نہ پا سکتے تھے' اگر خدا ہماری رہنمائی نہ کرتا (الاعراف ۷:۱۴۳)۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو جن انعامات و اکرامات سے نوازا ہے' ان میں سے کوئی بھی قرآن جیسا نہیں۔ اگر آپ کے جسم کا ہر بال زبان بن جائے اور اس کی حمد و شکر کرے' اگر آپ کے جسم کا ہر قطرہ خون مسرت کا آنسو بن جائے' تب بھی آپ کی حمد اور شکر قرآن جیسی بے پایاں فیاضی کا حق ادا نہیں کر سکیں گے۔

اگر قرآن ہمارے لیے نہ نازل کیا گیا ہوتا' تب بھی اس کا کمال و جمال اور اس کی شان و شوکت' ہماری تعریف و تحسین کے حق دار ہوتے۔ لیکن یہ بات کہ یہ کامل اور عالی شان تحفہ' جس کو یہ منفرد اعزاز حاصل ہے کہ یہ اللہ کا کلام ہے' صرف ہمارے لیے

بھیجا گیا ہے' اللہ تعالیٰ کے لیے ہمارے جذبۂ تشکر کو بے حد وحساب کر دیتا ہے۔

حمد کی یہ شدید کیفیت' لامحالہ شکر کے احساس میں تبدیل ہو جاتی ہے اور شکر سے لبریز اس تعریف کا ''حمد'' سے بہتر الفاظ میں اظہار نہیں ہوسکتا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰنَا لِهٰذَا قف وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ ج (الاعراف ۷:۴۳)۔

قرآن عطا کرنے پر ہم اللہ کا شکر کیوں ادا کریں؟ دراصل اس لیے کہ اس طرح اس نے زندگی کے مقصد و معانی کی طرف آپ کی رہنمائی کی ہے اور آپ کو صراط مستقیم پر لے آیا ہے۔ آپ کے لیے اس دنیا میں عزت و وقار کا راستہ کھول دیا گیا ہے۔ قرآن میں آپ اللہ سے باتیں کر سکتے ہیں۔ اِس دنیا میں قرآن کی پیروی کر کے ہی آپ اُس دنیا میں اللہ کی مغفرت' جنت اور رضا حاصل کر سکتے ہیں۔

شکر اور مسرت اعتماد' امید اور اس سے بھی بڑے انعامات کی طرف لے جاتے ہیں۔ وہ ہستی جس نے آپ کو قرآن عطا کیا ہے' وہی یقیناً اس کے پڑھنے' سمجھنے اور عمل کرنے میں آپ کی مدد کرے گی۔

شکر اور فرحت ہر دم ایسی تازہ توانائی پیدا کرتے ہیں جو آپ کو ہمیشہ ایک نئے جوش اور جذبے سے قرآن کے مطالعہ کے لیے آمادہ کرتی ہے۔ جتنا زیادہ آپ شکرگزار ہوتے ہیں' اتنا ہی زیادہ اللہ تعالیٰ آپ کو قرآن سے ملنے والے خزانے عطا کرتا ہے۔

فیاضی سے احساس شکر بیدار ہوتا ہے' شکر آپ کو زیادہ فیاضی کا استحقاق عطا کرتا ہے۔ یوں ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ یہی خدا کا وعدہ ہے:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّكُمْ (ابراھیم ۱۴:۷) اگر شکرگزار بنو گے تو میں تمھیں اور زیادہ نوازوں گا۔

آپ کے پاس قرآن ہو اور آپ اس نعمت پر شکر کی کیفیت محسوس نہ کرتے ہوں' تو اس کے دو ہی مطلب ہو سکتے ہیں۔ یا تو آپ قرآن کی برکات سے لاعلم ہیں' یا آپ انھیں کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ دونوں صورتوں میں آپ کو قرآن سے اپنے تعلق کی کیفیت

کے حوالے سے فی الواقع پریشان ہو جانا چاہیے۔

شکر کے جو جذبات آپ کے قلب و دماغ کے ہر گوشے پر طاری ہوں' ان کا اظہار الفاظ سے بھی ہونا چاہیے' جو مسلسل جاری ہوں اور افراط سے ہوں۔ اس سفر کے ہر مرحلے پر اللہ کا شکر ادا کیجیے' قرآن کے لیے وقت ملنے پر' اسے درست پڑھنے پر' اسے حفظ کرنے پر' اس کے معنوں تک رسائی پر' اس کے احکام پر عمل کی توفیق پر۔ شکر کا اظہار اعمال سے بھی ہونا چاہیے۔ شکر کو اعمال کی شکل اختیار کرنا چاہیے۔

قبولیت اور بھروسا

چھارم: قرآن آپ کو جو علم اور ہدایت پہنچاتا ہے' اسے کسی شبہے اور ہچکچاہٹ کے بغیر قبول کیجیے' اور اس پر بھروسا رکھیے۔

آپ کو یہ سوال کرنے کی آزادی ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے یا نہیں اور اگر مطمئن نہ ہوں تو اس کے دعوے کو مسترد کرنے کی آزادی ہے۔ لیکن جب آپ ایک دفعہ اسے اللہ کا کلام تسلیم کر لیں' تو پھر اس کے کسی ایک لفظ پر بھی شبہہ کرنے کا کوئی جواز آپ کے پاس نہیں ہے۔ ایسا کرنا آپ کے پہلے قبول کرنے کی نفی ہوگا۔

قرآنی تعلیمات کے سامنے سرِتسلیم خم کر دینا چاہیے اور اپنے آپ کو بالکل اس کے سپرد کر دینا چاہیے۔ آپ کے اپنے عقائد' فیصلے' مفروضے' تصورات اور آرا کسی کو اس کی کسی بات پر غالب نہ ہونا چاہیے۔

قرآن ان افراد کی مذمت کرتا ہے جو کتاب کو ایک ورثہ سمجھتے ہیں اور پھر شک و شبہہ کرنے والے حیران و پریشان ''مسلمانوں'' جیسا رویہ اختیار کرتے ہیں: حقیقت یہ ہے کہ اگلوں کے بعد جو لوگ کتاب کے وارث بنائے گئے وہ اس کی طرف سے بڑے اضطراب انگیز شک میں پڑے ہوئے ہیں (الشوریٰ ۴۲:۱۴)۔

قرآن بار بار اس بات پر زور دیتا ہے کہ اسے کسی ملاوٹ کے بغیر نازل کرنے

اور پہنچانے کے لیے مکمل اہتمام کیا گیا ہے۔

> اس قرآن کو ہم نے حق کے ساتھ نازل کیا ہے اور حق ہی کے ساتھ یہ نازل ہوا ہے **(بنی اسرائیل ۱۷:۱۰۵)**۔

> تمھارے رب کی بات سچائی اور انصاف کے اعتبار سے کامل ہے **(الانعام ۶:۱۱۵)**۔

قرآن کو سچ اور مکمل سچ ماننے اور اس پر اعتماد کرنے کا مطلب اندھا اعتماد، بند ذہن، اور تجسس نہ کرنے والی عقل نہیں ہے۔ جو کچھ قرآن میں ہے، اس کے بارے میں تحقیق کرنے کا، غور کرنے کا، سوال کرنے کا اور سمجھنے کا ہر حق آپ کو حاصل ہے، مگر جس امر کا آپ مکمل ادراک نہیں کر سکتے، لازماً وہ غلط یا غیر عقلی نہیں ہے۔ ایک ایسی کان میں جہاں آپ یقین رکھتے ہوں کہ ہر پتھر ایک بیش بہا ہیرا ہے--- اور ایسا ثابت بھی ہو چکا ہو--- آپ ان چند پتھروں کو پھینک نہیں دیں گے جن کی قدر و قیمت آپ کی نظر متعین نہ کر سکے، یا آپ کے پاس جو اوزار دستیاب ہیں وہ اس کی قیمت نہ لگا سکیں، یا لگانے کے لیے ناکافی ہوں۔

بالکل اسی طرح قرآن کے کسی حصے کو یہ کہہ کر مسترد نہیں کیا جا سکتا ہے کہ یہ از کار رفتہ ہے، پرانے فیشن کا ہے، اگلے وقتوں کی کہانیاں ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ ہر زمانے کا مالک ہے، تو اس کا پیغام ۱۴ صدیوں بعد کے لیے بھی ہے۔

قرآن کے کسی حصے کو ماننا، اور کسی کو نہ ماننا، پورے کو مسترد کرنے کے مترادف ہے۔ قرآن سے آپ کے تعلق میں، اسے جزوی طور پر ماننے کی کوئی گنجایش نہیں ہے۔ نہ منطقی طور پر ایسا ہو سکتا ہے **(البقرہ ۲:۸۵)**۔

قلب و ذہن کے بہت سے امراض ہیں۔ یہ قرآن کے پیغام کو قبول کرنے اور اس کے آگے سر تسلیم خم کرنے میں رکاوٹ ہوتے ہیں۔ ان سب کو قرآن میں بیان کر دیا گیا ہے۔ حسد، تعصب، نفسانی خواہشات، معاشرے کے رسوم و رواج کی اندھی تقلید ان

میں سے چند ہیں۔ لیکن ان میں سب سے بڑا مرض کبر اور استغنا ہیں جو آپ کو اپنی رائے ترک کرنے، اللہ کے کلام کو پہچاننے اور عاجزی کے ساتھ اسے تسلیم کرنے میں رکاوٹ ثابت ہوتے ہیں۔

> میں اپنی نشانیوں سے ان لوگوں کی نگاہیں پھیر دوں گا جو بغیر کسی حق کے زمین میں بڑے بنتے ہیں۔ وہ خواہ کوئی نشانی دیکھ لیں، کبھی اس پر ایمان نہ لائیں گے۔ اگر سیدھا راستہ ان کے سامنے آئے تو اسے اختیار نہ کریں گے، اور اگر ٹیڑھا راستہ نظر آئے تو اس پر چل پڑیں گے **(الاعراف ۷:۱۴۶)**۔

> یقین جانو جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا ہے اور ان کے مقابلے میں سرکشی کی ہے، ان کے لیے آسمان کے دروازے ہرگز نہ کھولے جائیں گے۔ ان کا جنت میں جانا اتنا ہی ناممکن ہے جتنا سوئی کے ناکے سے اونٹ کا گزرنا **(الاعراف ۷:۴۰)**۔

اطاعت اور تبدیلی

پنجم: قرآن جو کچھ کہتا ہے اس کی پیروی کے لیے ارادہ، عزم اور آمادگی پیدا کیجیے، اور جس طرح وہ چاہتا ہے اس کے مطابق ظاہری طور پر بھی، اور باطنی طور پر بھی، اپنی زندگی کو، رویوں اور برتاؤ کو تبدیل کر لیجیے۔

جب تک آپ اپنے خیالات اور اعمال کو قرآن کی ہدایات کے مطابق ڈھالنے کے لیے تیار نہ ہوں اور اس کا آغاز نہ کر دیں، آپ کی ساری محنت اور خلوص بے فائدہ رہے گا۔ محض ذہنی مشقیں اور وجدانی تجربے آپ کو ہرگز قرآن کے حقیقی خزانوں کے قریب نہیں لائیں گے۔

بشری کمزوریاں، قدرتی مشکلات اور خارجی رکاوٹوں کی وجہ سے قرآن کی پیروی اور زندگی میں تبدیلی لانے میں ناکامی ایک بات ہے، اور اس لیے ناکامی کہ آپ کا ایسا

ارادہ ہی نہیں ہے، یا اس کے لیے کسی قسم کی کوشش نہ کریں، بالکل دوسری بات ہے۔ آپ قرآن کے ایک عالم کی حیثیت سے شہرت حاصل کر سکتے ہیں لیکن یہ آپ پر اپنے حقیقی معنوں کو آشکار نہیں کرے گا۔

قرآن نے ان افراد کی شدید ترین مذمت کی ہے جو خدا کی کتاب پر ایمان کا اقرار کرتے ہیں، لیکن جب ان کو عمل کے لیے کہا جاتا ہے، یا فیصلہ طلب صورت حال سامنے آتی ہے تو وہ اس کی ہدایت کو نظرانداز کر دیتے ہیں یا اس کی طرف سے پیٹھ پھیر لیتے ہیں۔ انھیں کافر، فاسق اور ظالم قرار دیا گیا ہے۔

رکاوٹیں اور مشکلات

ششم: ہمیشہ خبردار رہیے کہ جونہی آپ قرآن پڑھنے کے کام کا آغاز کریں گے شیطان قرآن کے خزانوں کی طرف آپ کے راستے میں ہر ممکن رکاوٹ اور مشکل پیدا کرے گا۔

قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف جانے والی صراط مستقیم کا واحد یقینی رہنما ہے۔ اس راستے پر چلنا انسان کی تقدیر ہے۔ جب حضرت آدمؑ پیدا کیے گئے تو انھیں ان رکاوٹوں اور مشکلات سے آگاہ کیا گیا جو انسان کو اپنی تقدیر کی تکمیل کے لیے عبور کرنا پڑیں گی۔ اس کی سب کمزوریاں کھول کھول کر سامنے رکھ دی گئیں، خصوصاً ارادے کی کمزوری اور نسیان (طٰہٰ ۲۰:۱۱۵)۔ یہ بھی واضح کر دیا گیا کہ سفر کے ہر قدم پر شیطان اس کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرے گا۔ شیطان نے اللہ سے کہا: اچھا تو جس طرح تو نے مجھے گمراہی میں مبتلا کیا ہے میں بھی اب تیری سیدھی راہ پر ان انسانوں کی گھات میں لگا رہوں گا، آگے اور پیچھے، دائیں اور بائیں، ہر طرف سے ان کو گھیروں گا۔ تو ان میں سے اکثر کو شکرگزار نہ پائے گا **(الاعراف ۷:۱۶، ۱۷)**۔

ظاہر ہے کہ شیطان کے خلاف ساری زندگی کی لڑائی میں، اور ہدایت الٰہی کے

مطابق زندگی گزارنے کی کوشش میں قرآن--- **[مِنّی ھدی میری طرف سے ہدایت]**--- تمھارا سب سے زیادہ طاقت ور ساتھی ہے۔ اس لیے قرآن کے مطالعے کے ارادے کے پہلے قدم سے، اس کے مطابق زندگی گزارنے کے آخری قدم تک شیطان آپ کے سامنے بہت سی چالیں، مکر، حیلے، دھوکے، فریب اور رکاوٹیں لائے گا جو آپ کو عبور کرنا ہوں گی، اور مسترد کرنا ہوں گی۔

شیطان آپ کی نیت میں فتور پیدا کر سکتا ہے۔ آپ کو قرآن کے معانی اور پیغام سے بے خبر رکھ سکتا ہے، ذہن میں شکوک و شبہات پیدا کر سکتا ہے، اللہ کے کلام اور آپ کی روح کے درمیان حجاب حائل کر سکتا ہے، بنیادی تعلیمات کے بجائے فروعی امور میں الجھا سکتا ہے، قرآن کا اتباع کرنے سے دُور لے جا سکتا ہے یا قرآن پڑھنے کو نظرانداز کرنے اور آیندہ پر ملتوی کرنے پر آمادہ کر سکتا ہے۔ یہ سب خطرات اور اندیشے خود قرآن میں وضاحت سے بیان کر دیے گئے ہیں۔

صرف ایک سادہ سی مثال لیجیے۔ روزانہ تلاوت قرآن، اور اس کا مطلب سمجھنا، بہت آسان لگتا ہے۔ آپ کوشش کر کے دیکھ لیجیے، اندازہ ہو جائے گا کہ یہ کتنا مشکل ہو جاتا ہے۔ وقت گزر جاتا ہے، دوسرے اہم کام سامنے آجاتے ہیں، توجہ اور ذہن کو مرکوز کرنے سے آپ گریز کرنا چاہنے لگتے ہیں--- کیوں نہ صرف برکت کے لیے جلدی جلدی پڑھ لیا جائے!

ان خطرات اور اندیشوں کے شعور کے ساتھ، آپ کی زبان پر قرآنی حکم: جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان سے اللہ کی پناہ مانگو **(النحل ۱۶: ۹۸)** کے مطابق یہ الفاظ جاری ہوں: **اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم**۔

اعتماد اور بھروسا

ہفتم: صرف اور صرف اللہ پر بھروسا رکھیے کہ وہ قرآن کے مطالعے کے بھرپور

فوائد کی طرف آپ کی رہنمائی کرے گا۔ جس طرح یہ اللہ کی رحمت بے پایاں ہے کہ وہ قرآن کے ذریعے اپنا کلام آپ تک لایا ہے اور آپ کو قرآن تک لایا ہے' اس طرح اس کی رحمت ہی ہے اس اہم اور نازک کام میں آپ کی مددگار ہو سکتی ہے۔ آپ کو بہت قیمتی اور معیاری اشیا درکار ہیں' ان کو حاصل کرنا آسان نہیں ہے۔ آپ کو بے انتہا خطرات درپیش ہیں جن کو عبور کرنا مشکل ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کس کی طرف دیکھ سکتے ہیں کہ آپ کا ہاتھ پکڑے اور آپ کے راستے پر آپ کی رہنمائی کرے۔

آپ کی خواہش اور کوشش لازمی ذرائع ہیں لیکن اللہ کی مدد اور توفیق یقینی ضمانت ہیں جن سے آپ اپنا راستہ کامیابی اور نفع کے ساتھ طے کر سکتے ہیں۔ سچے مومن کی حیثیت سے آپ کو زندگی کے ہر معاملے میں صرف اللہ پر بھروسا رکھنا چاہیے۔ زندگی کی ہر چیز کے لیے صرف اس کی طرف رخ کرنا چاہیے اور قرآن سے زیادہ اہم تر کون سی چیز ہے! قرآن کے لیے آپ جو کچھ کر رہے ہیں' اس پر فخر کا احساس نہ کیجیے۔ ہمیشہ اپنی کمزوریوں اور حدود کا شعور رکھیے' ایک ایسے کام کے لیے جس کی کوئی مثل نہیں۔

پس قرآن کی طرف جاتے ہوئے عجز و انکسار اور خدا پر مکمل اعتماد اور بھروسے کے احساس کے ساتھ' ہر قدم پر اس کی مدد اور سہارے کو طلب کرتے ہوئے توکل' حمد اور شکر کے احساسات کے ساتھ' زبان اور قلب ہم آہنگ کر کے تلاوت کا آغاز کیجیے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ آیت' ۱۱۴ میں سے ایک کے سوا تمام سورتوں کے آغاز میں موجود ہے۔ ساتھ ہی دعا کیجیے' اللہ ہی سے پناہ چاہتے ہوئے:

پروردگار! جب تو ہمیں سیدھے راستے پر لگا چکا ہے تو پھر کہیں ہمارے دلوں کو کجی میں مبتلا نہ کر دیجیو۔ ہمیں اپنے خزانہ فیض سے رحمت عطا کر' تو ہی فیاض حقیقی ہے (آل عمران ۳:۸)۔

۳

اپنے قلب کی شرکت

قرآن کی تلاوت میں آپ کی پوری شخصیت کو شامل ہونا چاہیے۔ اس طرح آپ قرآن سے اپنے تعلق کو بلندی کی اس سطح تک لے جا سکیں گے کہ آپ کو قرآن پر سچا ایمان رکھنے والا قرار دیا جائے۔ ''وہ اِس کی اس طرح تلاوت کرتے ہیں جس طرح تلاوت کرنے کا حق ہے۔ وہ اس پر سچے دل سے ایمان لے آتے ہیں'' (البقرہ ۲:۱۲۱)۔

قلب کیا ہے؟

آپ کی شخصیت کا اہم تر حصہ آپ کا نفس ہے۔ قرآن اس کو قلب کہتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب مبارک وحی الٰہی کا پہلا مسکن تھا۔

یہ رب العالمین کی نازل کردہ چیز ہے۔ اسے لے کر تمھارے دل پر امانت دار روح اتری ہے تاکہ تم ان لوگوں میں شامل ہو جاؤ جو خدا کی طرف سے خلق کو متنبہ کرنے والے ہیں (الشعرا ۲۶:۱۹۲-۱۹۴)۔

آپ کو تلاوت قرآن کی برکتیں اور مسرتیں مکمل طور پر اس وقت حاصل ہوں گی جب آپ اس کام میں اپنے قلب کو مکمل طور پر شامل کریں گے۔

قرآنی لغت میں قلب' آپ کے جسم کا لوتھڑا نہیں' بلکہ آپ کے احساسات'

جذبات‘ محرکات‘ تمناؤں‘ آرزوؤں‘ یادوں اور توجہات کا مرکز ہے: یہ قلوب ہیں جو نرم پڑ جاتے ہیں (الزمر ۳۹:۲۳) یا سخت ہو کر پتھر جیسے ہو جاتے ہیں (البقرہ ۲:۷۴) یہ اندھے ہو جاتے ہیں اور حق کو پہچاننے سے انکار کر دیتے ہیں (الحج ۲۲:۴۶)‘ ان کا کام سمجھنا اور استدلال کرنا ہوتا ہے (الاعراف ۷:۱۷۹‘ الحج ۲۲:۴۶‘ ق ۵۰:۳۷)۔ تمام امراض کی جڑ قلوب میں ہوتی ہے (البقرہ ۲:۱۰)۔ قلوب ایمان کا مسکن ہوتے ہیں (المائدہ ۵:۴۱) اور نفاق کا بھی (التوبہ ۹:۷۷)۔ یہ قلوب ہی ہیں جو ہر اچھی اور بری بات کا مرکز ہوتے ہیں‘ خواہ یہ قناعت اور سکون ہو (الرعد ۱۳:۲۸)‘ آزمائشوں کے مقابلے کی طاقت (التغابن ۶۴:۱۱)‘ رحم (الحدید ۵۷:۲۷)‘ برادرانہ محبت (الانفال ۸:۶۳)‘ تقویٰ (الحجرات ۴۹:۴۰‘ الحج ۲۲:۳۲)‘ یا شک اور ہچکچاہٹ (التوبہ ۹:۴۰)‘ پچھتاوے (آل عمران ۳:۱۵۶) اور غصہ (التوبہ ۹:۱۵) ہو--- آخری بات یہ ہے کہ ہم درحقیقت دل کے معاملات کے لیے جواب دہ ہوں گے۔ جو اللہ کے حضور قلب سلیم لے کر آئے گا‘ نجات کا مستحق قرار پائے گا۔

> جو بے معنی قسمیں تم بلا ارادہ کھا لیا کرتے ہو‘ ان پر اللہ گرفت نہیں کرتا‘ مگر جو قسمیں تم سچے دل سے کھاتے ہو‘ ان کی باز پرس وہ ضرور کرے گا (البقرہ ۲:۲۲۵)۔

> جس دن نہ مال کوئی فائدہ دے گا‘ نہ اولاد‘ بجز اس کے کہ کوئی شخص قلب سلیم لیے ہوئے اللہ کے حضور حاضر ہو (الشعراء ۲۶:۸۸-۸۹)۔

آپ کو یہ یقینی بنانا چاہیے کہ جب تک آپ قرآن کے ساتھ ہیں‘ آپ کا دل آپ کے ساتھ رہے۔ وہ دل نہیں‘ جو گوشت کا ٹکڑا ہے‘ بلکہ وہ جسے قرآن قلب کہتا ہے۔ اگر آپ کچھ باتوں کا شعور رکھیں اور قلب و جسم کے بعض افعال کا خیال رکھیں تو جو سات شرائط پہلے بیان کی گئی ہیں وہ مطالعہ قرآن میں آپ کی داخلی شخصیت کی مکمل شرکت

کی بنیاد رکھتی ہیں۔ اس کے علاوہ‘ کچھ دوسرے اقدامات‘ دل کی اس شرکت کی کیفیت اور شدت میں خاصا اضافہ کر دیں گے۔

قلبی داخلی کیفیات

آپ کو داخلی شرکت کی مرحلہ بہ مرحلہ کیفیات کو اچھی طرح سمجھنا چاہیے: کس طرح حق آپ کے قلب پر چھا جاتا ہے؟

اول: آپ کو حق کا پتا چلتا ہے۔

دوم: آپ اسے پہچانتے ہیں اور تسلیم کرتے ہیں کہ یہ حق ہے اور آپ کی زندگی سے متعلق ہے۔

سوم: آپ اس حق کو جتنا زیادہ اور جتنا کثرت سے یاد رکھ سکتے ہیں یاد رکھتے ہیں۔

چہارم: آپ اسے جذب کرتے ہیں یہاں تک کہ یہ آپ کی داخلی شخصیت کی گہرائیوں میں رچ بس جاتا ہے۔ حق سدابہار شعوری کیفیت میں ڈھل جاتا ہے۔ قلب مستقل اس کیفیت میں رہتا ہے۔ جب کوئی حق آپ کے اندر کی دنیا میں اس طرح رچ بس جاتا ہے‘ تو پھر قول و عمل کی دنیا میں باہر نکل پڑتا ہے۔

یہاں یہ یاد رکھنا بھی اہم ہے کہ آپ ظاہری طور پر اپنی زبان اور ہاتھ پاؤں سے جو کچھ کرتے ہیں‘ وہ آپ کی داخلی شخصیت پر اثر انداز ہوتا ہے۔ کسی کے اقوال اور اعمال اس کی اندر کی کیفیت کے جھوٹے گواہ ہو سکتے ہیں لیکن مطلوب یہ ہے کہ اندر کی کیفیت ایمان کی طرح قول و فعل میں اپنا اظہار پائے اور آپ کے علم کو آپ کے شعور پر نقش کر کے‘ اسے ایک مستقل کیفیت میں تبدیل کر دے۔

جو اقدامات یہاں تجویز کیے گئے ہیں‘ اسی صورت میں موثر ہوں گے کہ آپ مذکورہ امور کا لحاظ رکھیں اور ان اصولوں کی پیروی کریں۔

شعور کی حالتیں

شعور کی سات حالتیں ہیں جنھیں آپ کو نشو ونما دینے کی کوشش کرنا چاہیے: کچھ باتوں کو یاد رکھ کر‘ انھیں جذب کر کے اور اپنے آپ کو اکثر ان کی یاد دلا کر۔

داخلی شرکت کا قرآنی معیار

اوّل : اپنے آپ سے کہیے:

میرا قرآن کا پڑھنا صحیح معنوں میں تلاوت نہ ہوگا‘ جب تک میرا اندرونی وجود اس میں اس طرح حصہ نہ لے جس طرح اللہ چاہتا ہے کہ یہ حصہ لے۔ اللہ کیا چاہتا ہے؟ آپ کو قرآن کے ساتھ کیا رویہ اختیار کرنا چاہیے؟ قرآن بہت سے مقامات پر خود بڑی وضاحت سے بتاتا ہے کہ اللہ کے رسولؐ اور ان کے صحابہؓ اور ان لوگوں نے جن کے قلوب اس کی گرفت میں تھے‘ کس طرح قرآن کا اثر لیا۔ آپ کو کوشش کرنا چاہیے کہ ایسی قرآنی آیات یاد کر لیں اور جب بھی قرآن پڑھیں تو ان کو دہرائیں‘ ان پر غور وفکر کریں۔

ان آیات میں سے کچھ یہ ہیں:

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا (انفال ۸: ۲)

سچے اہل ایمان تو وہ لوگ ہیں جن کے دل اللہ کا ذکر سن کر لرز جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیات ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے۔

تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ج ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ ط (الزمر ۳۹: ۲۳)

اسے سن کر اُن لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرنے والے ہیں‘ اور پھر ان کے جسم اور ان کے دل نرم ہو کر اللہ کے ذکر کی

طرف راغب ہو جاتے ہیں۔

إِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ يَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ سُجَّدًا ○ وَيَقُولُونَ سُبْحَانَ رَبِّنَا إِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا ○ وَيَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا ○ (بنی اسرائیل ۱۷:۱۰۷-۱۰۹)

انھیں جب یہ سنایا جاتا ہے تو وہ منہ کے بل سجدے میں گر جاتے ہیں اور پکار اٹھتے ہیں ”پاک ہے ہمارا رب‘ اس کا وعدہ تو پورا ہونا ہی تھا“۔ اور وہ منہ کے بل روتے ہوئے گر جاتے ہیں اور اسے سن کر اُن کا خشوع اور بڑھ جاتا ہے۔

إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَٰنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا ○ (مریم ۱۹: ۵۸)

اُن کا حال یہ تھا کہ جب رحمٰن کی آیات ان کو سنائی جاتیں تو روتے ہوئے سجدے میں گر جاتے تھے۔

وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ ج (المائدہ ۵:۸۳)

جب وہ اس کلام کو سنتے ہیں جو رسول پر اُترا ہے تو تم دیکھتے ہو کہ حق شناسی کے اثر سے ان کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو جاتی ہیں۔

اللہ حاضر و ناظر ہے

دوم: اپنے آپ سے کہیے:

میں اللہ کے حضور میں ہوں‘ وہ مجھے دیکھ رہا ہے۔

آپ کو اس حقیقت کا ہمیشہ ادراک رہنا چاہیے کہ جن لمحات میں آپ قرآن کی تلاوت کر رہے ہیں‘ آپ اُس کے حضور میں ہیں جس نے یہ کلام آپ کے لیے نازل کیا ہے۔ اس لیے کہ اللہ ہمیشہ آپ کے ساتھ ہے‘ آپ جہاں بھی ہوں‘ آپ جو کچھ بھی کر رہے ہوں‘ اس کا علم ہر شے پر محیط ہے۔

شعور کی یہ حالت آپ کس طرح حاصل کر سکتے ہیں؟ اللہ نے قرآن میں اس بارے میں جو کچھ فرمایا ہے' اسے سنیے۔ ان آیات کو یاد کر لیجیے' اور جب آپ قرآن کی تلاوت کرنے والے ہوں' یا کر رہے ہوں تو اس کے دوران ان آیات کو دہرایئے اور ان پر غور کیجیے۔ آپ کو جس چیز سے زیادہ مدد ملے گی--- نہ صرف قرآن کی تلاوت میں' بلکہ اس کے مطابق زندگی گزارنے میں--- وہ اس حقیقت کو جتنا زیادہ ممکن ہو یاد رکھنا اور اس پر غور کرنا ہے۔

آپ تنہا ہوں یا لوگوں کے ساتھ ہوں' خاموش ہوں یا محو گفتگو ہوں' گھر پر ہوں یا کام پر ہوں' آرام کر رہے ہوں یا مصروف ہوں' خاموشی سے یا بلند آواز سے کہیے: اللہ تعالیٰ یہاں ہے میرے ساتھ' دیکھ رہا ہے' سن رہا ہے' جانتا ہے' سب محفوظ کر رہا ہے--- اور قرآن کی ان آیات کو یاد کیجیے:

وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○ (الحدید ۴:۵۷)

وہ تمھارے ساتھ ہے' جہاں بھی تم ہو۔

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ○ (ق ۱۶:۵۰)

ہم اس کی رگ گردن سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں۔

مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ج

(المجادلہ ۱:۵۸)

کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ تین آدمیوں میں سرگوشی ہو اور ان کے درمیان چوتھا اللہ نہ ہو۔ یا پانچ آدمیوں میں سرگوشی ہو اور ان میں چھٹا اللہ نہ ہو۔ خفیہ بات کرنے والے خواہ اس سے کم ہوں یا زیادہ' جہاں کہیں بھی وہ ہوں' اللہ ان کے ساتھ ہوتا ہے۔

اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰى ○ (طٰہٰ ۴۶:۲۰)

میں تمھارے (موسیٰؑ و ہارونؑ) ساتھ ہوں' سب کچھ دیکھ رہا ہوں' سن رہا ہوں۔

فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا (الطور ۴۸:۵۲)

تم ہماری نگاہ میں ہو۔

اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ط وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ○ (یٰسٓ ۱۲:۳۶)

ہم یقیناً ایک روز مُردوں کو زندہ کرنے والے ہیں' جو کچھ افعال انھوں نے کیے ہیں' وہ سب ہم لکھتے جا رہے ہیں اور جو کچھ آثار انھوں نے پیچھے چھوڑے وہ بھی ہم ثبت کر رہے ہیں۔

اس حوالے سے مرکزی نوعیت کی آیت یہ ہے۔ یہ اس حقیقت کو کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہے اور ہر چیز دیکھ رہا ہے نہ صرف پرزور طریقے پر بیان کرتی ہے بلکہ خاص طور پر' قرآن کی تلاوت کے عمل کا تذکرہ کرتی ہے۔

وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ط وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ○ (یونس ۶۱:۱۰)

اے نبیؐ! تم جس حال میں بھی ہوتے ہو اور قرآن میں سے جو کچھ بھی سناتے ہو اور لوگو! تم جو کچھ بھی کرتے ہو اس سب کے دوران ہم تم کو دیکھتے رہتے ہیں۔ کوئی ذرہ برابر چیز آسمان اور زمین میں ایسی نہیں ہے' نہ چھوٹی نہ بڑی' جو تمھارے رب کی نظر سے پوشیدہ ہو اور ایک صاف دفتر میں درج نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں خود بتاتا ہے: جب تم قرآن کی تلاوت کرتے ہو' میں تمھارے پاس ہوتا ہوں۔ یہ بات کبھی نہ بھولیے۔

تلاوتِ قرآن عبادت کا ایک عمل ہے۔ اعلیٰ ترین کمال حاصل کرنے کا راستہ اللہ کی عبادت ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو بتاتے ہیں: اللہ کی عبادت کرو جیسے کہ تم اسے دیکھ رہے ہو۔ اگر تم اسے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے' تو یہ تصور کر سکتے ہو کہ وہ تمھیں دیکھ رہا ہے۔

علاوہ ازیں یاد رکھیے کہ نہ صرف آپ اللہ کے پاس حاضر ہیں' بلکہ جب تک آپ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں وہ آپ کو یاد کرتا ہے:

فَاذْكُرُونِيٓ أَذْكُرْكُمْ (البقرہ ۲:۱۵۲)

تم مجھے یاد رکھو' میں تمھیں یاد رکھوں گا۔

بلاشبہ اللہ کو یاد کرنے کا بہترین طریقہ قرآن کی تلاوت کرنا ہے۔

اللہ سے سننا

سوم : اپنے آپ سے کہیے:

میں اللہ سے سن رہا ہوں!

اپنی اندرونی ذات کو شامل کرنے کی اپنی کوشش کے ایک حصے کے طور پر' آپ یہ سوچنے کی کوشش کریں کہ جیسے آپ قرآن کو خود نازل کرنے والے سے سن رہے ہیں۔ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ جس طرح آپ اسے دیکھ نہیں سکتے جب کہ وہ ہر وقت آپ کے ساتھ ہوتا ہے' اسی طرح آپ اسے سن نہیں سکتے جب کہ وہ بول رہا ہو۔ چھپے ہوئے الفاظ' اور تلاوت کرنے والے کی آواز کو پس منظر میں جانے دیجیے' اور اپنے آپ کو بولنے والے کے قریب لے آئیے۔ جوں جوں آپ کے' اس کے حضور میں ہونے کے شعور میں اضافہ ہوگا' یہ احساس بیدار ہوگا اور زیادہ مضبوط ہوگا۔

امام غزالیؒ اپنی تصنیف احیاء العلوم میں ایک شخص کے بارے میں بیان کرتے

ہیں کہ اس نے کہا: ''میں نے قرآن کی تلاوت کی لیکن اس میں مٹھاس نہیں پائی۔ پھر میں نے اس طرح پڑھا کہ جیسے رسولؐ اللہ اسے اپنے صحابہ کو سنا رہے ہوں۔ پھر میں ایک قدم اور آگے بڑھا اور قرآن کو اس طرح پڑھا جیسے کہ میں اسے جبرئیل سے سن رہا ہوں جب کہ وہ اسے رسولؐ اللہ کو پہنچا رہے تھے۔ پھر خدا نے مجھے ایک قدم اور آگے بڑھایا--- میں نے اس طرح اس کی تلاوت شروع کر دی جیسے کہ میں اسے خود بولنے والے سے سن رہا ہوں''۔

یہ احساسات آپ کے اندر ایسی مسرت اور مٹھاس بھر دیں گے کہ آپ کی اندرونی ذات پر' قرآن مکمل طور پر چھا جائے گا۔

اللہ کا براہ راست خطاب

چہارم : اپنے آپ سے کہیے:

جب میں قرآن کی تلاوت کرتا ہوں' اللہ تعالیٰ مجھ سے اپنے رسولؐ کے ذریعے براہ راست خطاب کرتا ہے۔

بلاشبہ' قرآن تاریخ کے ایک خاص مرحلے میں خاص وقت پر نازل کیا گیا تھا' اور آپ تک یہ بالواسطہ طور پر مختلف مقامات پر' مختلف زمانوں میں' مختلف افراد کے ذریعے پہنچا ہے--- لیکن قرآن' اللہ حی و قیوم کا کلام ہے جو ابد تک کے لیے ہے اور ہر شخص سے خطاب کرتا ہے۔ اس لیے درمیانی واسطوں کو تھوڑی دیر کے لیے پس منظر میں جانے دیجیے اور قرآن کو اس طرح تلاوت کیجیے کہ جیسے یہ آپ سے' ایک فرد اور ایک اجتماع کے جز کی حیثیت سے آپ کے اپنے زمانے میں' مخاطب ہے۔

اس طرح براہ راست مخاطب ہونے کا محض تصور ہی آپ کے قلب کو' جو کچھ آپ پڑھ رہے ہیں' اس کی گرفت میں رکھے گا۔

ہر لفظ آپ کے لیے

پنجم : اپنے آپ سے کہیے:

قرآن کا ہر لفظ میرے لیے ہے۔

اگر قرآن ابد تک کے لیے ہے' اور آج یہ آپ سے مخاطب ہے' تو آپ کو اس کا ہر پیغام اس طرح لینا چاہیے جیسے یہ آپ کی زندگی اور معاملات سے بالکلیہ اور فوری طور پر متعلق ہے--- خواہ یہ کوئی معلومات ہوں' کردار یا مکالمہ ہو' وعدہ یا نتیجہ ہو' امر یا نہی ہو' یا کسی اصول و ہدایت کا بیان ہو۔

اس طرح آپ کی تلاوت قرآن زندہ' بامقصد' اور حرکی ہو جائے گی۔ کچھ مسائل اس میں پیش آ سکتے ہیں کہ اپنے سے مختلف افراد کے لیے جو ہدایات ہیں' انھیں اپنی ذات اور مسائل کے لیے کس طرح قابل اطلاق بنایا جائے؟ لیکن درست اور مخلصانہ کوشش سے یہ بھی ممکن ہو سکے گا۔

اللہ سے بات چیت

ششم : اپنے آپ سے کہیے:

جب میں تلاوت کرتا ہوں تو اللہ سے بات چیت کر رہا ہوتا ہوں۔

قرآن اللہ کا کلام ہے' آپ سے خطاب ہے' آپ کے لیے ہے۔ اس کے الفاظ آپ کے ہونٹوں پر ہوتے ہیں' آپ کے دل پر نقش ہوتے ہیں' لیکن یہ اللہ اور انسان کے درمیان' اللہ اور آپ کے درمیان ایک مکالمہ ہے۔ یہ مکالمہ مختلف شکلیں اختیار کرتا ہے۔ یہ واضح بھی ہو سکتا ہے' اور اس مفہوم میں خفی بھی کہ آپ کی یا اللہ کی طرف سے کوئی جواب مضمر ہو۔

یہ مضمر بات چیت کس طرح ہوتی ہے؟ رسولؐ اللہ نے ایک حدیث قدسی میں

نہایت خوب صورت مثال دی ہے:

میں نے نماز کو اپنے اور بندے کے درمیان دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ نصف میرے لیے' اور نصف اس کے لیے ہے۔ میرا بندہ وہ پائے گا جو مانگے گا۔ جب بندہ کہتا ہے: اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اللہ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری تعریف کی۔ جب بندہ کہتا ہے: الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اللہ فرماتا ہے میرے بندے نے میری عظمت بیان کی۔ جب بندہ کہتا ہے: ملک یوم الدین ۔ اللہ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری شان بیان کی۔ یہ میرا حصہ ہے۔ جب بندہ کہتا ہے: اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ یہ میرے اور اس کے درمیان ہے جو مانگے گا اس کو دیا جائے گا۔ جب وہ کہتا ہے: اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ' اللہ فرماتا ہے: یہ میرے بندے کا حصہ ہے۔ میرے بندے کو وہ ملے گا جو اس نے مانگا ہے (مسلم' ترمذی' احمد)۔

آپ آگے چل کر دیکھیں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح مختلف آیات کے مضمون اور پیغام کا جواب دیا کرتے تھے۔ اپنے خالق و مالک سے اس طرح کی گفتگو کا شعور' آپ کی تلاوت قرآن کو غیر معمولی حسن اور گہرائی عطا کرے گا۔

اللہ کے انعامات کی اُمید اور بھروسا

ہفتم : اپنے آپ سے کہیے:

یقیناً اللہ تعالیٰ مجھے ان سب انعامات سے نوازے گا جن کا اس نے اپنے رسول کے ذریعے قرآن کی تلاوت اور اس پر عمل کرنے پر دینے کا وعدہ کیا ہے۔

قرآن میں بہت سے انعامات کا وعدہ کیا گیا ہے۔ زندگی میں روحانی انعامات: ہدایت' رحم' علم' دانش' شفا' ذکر' نور اور ساتھ ہی دنیاوی انعامات: عزت و وقار' خوش حالی و

فارغ البالی اور فتح و کامیابی کا یقین دلایا گیا ہے۔ ابدی رحمتیں مثلاً مغفرت، جنت اور رضوان بھی قرآن پر عمل کرنے والوں کے لیے مختص کی گئی ہیں۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے دوسرے انعامات کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ حدیث کی کوئی کتاب---- بخاری، مسلم، مشکوٰۃ، ریاض الصالحین --- لیجیے اور قرآن سے متعلق ابواب کا مطالعہ کیجیے، یہ آپ کو وہاں مل جائیں گے۔ ان میں سے کچھ اس کتاب میں بھی ملیں گے، خصوصاً آخر میں۔ مثال کے طور پر:

تم میں سے بہترین وہ ہے جو قرآن کو سیکھے اور سکھائے (بخاری)۔ قرآن کی تلاوت کرو کیوں کہ یہ آخرت کے روز اپنے پڑھنے والوں کا مدعی بن کر آئے گا (مسلم)۔ کسی شفاعت کرنے والے کا مرتبہ قرآن سے زیادہ نہ ہوگا (شرح الاحیاء)۔ قیامت کے روز قرآن کے ساتھی سے قرآن پڑھنے کے لیے کہا جائے گا اور آخری آیت پڑھنے تک وہ بلندی کی طرف سفر جاری رکھے گا (ابوداؤد)۔ ہر پڑھے ہوئے لفظ کے بدلے دس گنا اجر ملے گا (ترمذی)۔

اس طرح کے جتنے زیادہ سے زیادہ وعدے اپنے حافظے میں محفوظ کرنا ممکن ہیں، کر لیجیے، اور جب بھی ممکن ہو جو حصے متعلق ہوں، انھیں یاد کریں۔ اللہ تعالیٰ سے اُمید رکھیے، اعتماد کیجیے اور اپنے لیے ان وعدوں کے ایفا کی دعا کیجیے۔ اس طرح کے اقدام سے (جسے حدیث ایماناً و احتساباً کہتی ہے) آپ کے اعمال کی حقیقی قدر و قیمت بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ ایک حدیث کے مطابق ۴۰ نیکیاں ہیں۔ اگر کوئی شخص ان میں سے ایک اجر کی امید، اور وعدے پر اعتبار کرتے ہوئے انجام دیتا ہے تو اللہ اسے جنت میں داخل کردے گا۔ ان میں سب سے اعلیٰ نیکی اتنی معمولی ہے جیسے پڑوس کے ہاں کچھ دودھ تحفہ بھیجنا (بخاری)۔

قلب اور بدن کے افعال

قلب اور بدن کے سات افعال ایسے ہیں جو آپ کی اندرونی ذات کو تلاوت قرآن میں جذب کرنے میں بہت مددگار ثابت ہو سکتے ہیں۔ ان میں سے بعض آپ کر رہے ہوں گے، لیکن ان کا مکمل فائدہ اس لیے حاصل نہ کر پا رہے ہوں گے کہ یا تو آپ ان کو مناسب انداز سے نہ کر رہے ہوں گے یا آپ کو اس کا شعور نہ ہوگا کہ آپ ان سے کیا حاصل کر سکتے ہیں۔ کچھ آپ نہیں کر رہے ہوں گے۔ یہ افعال اہم ہیں اور آپ کو انھیں سیکھ لینا چاہیے۔

ان میں سے کسی کے لیے بھی اس سے زیادہ وقت درکار نہ ہوگا جتنا آپ اس وقت تلاوت قرآن کو دے رہے ہوں گے۔ ان کے لیے صرف مزید توجہ کی، زیادہ ارتکاز کی، شعوری طور پر کچھ اقدام کرنے کی اور مناسب انداز سے کرنے کی ضرورت ہے۔

آپ کے دل کا ردعمل

اوّل: اپنے قلب کو قلب بیدار بنا لیں کہ قرآن جو کچھ کہے، وہ اس کا جواب دے۔

آپ قرآن میں جو کچھ بھی پڑھیں، اسے اپنے دل تک جانے دیں تاکہ وہ اس میں نئی زندگی اور روح پھونک دے۔ اپنے دل کو کلام اللہ کے بیان کے مطابق ان تمام کیفیات سے گزرنے دیں: حمد، شکر، حیرت، رعب، محبت، اعتماد، صبر، امید و خوف، رنج و حسرت، تدبر، یاددہانی، اطاعت، تسلیم و رضا--- جب تک آپ یہ نہ کریں گے، آپ کی تلاوت سے، آپ کے حصے میں، آپ کے ہونٹوں کی حرکت سے زیادہ کچھ نہ آئے گا۔

مثال کے طور پر:

- جب آپ اللہ کا نام اور اس کی صفات سنیں، آپ کا دل شکر، محبت، رعب

اور دوسری مناسب کیفیات سے بھر جانا چاہیے۔

- جب آپ اللہ کے پیغمبروں کا تذکرہ سنیں، آپ کے دل میں ان کی پیروی کرنے کی آرزو و بیدار ہو جانی چاہیے اور ان لوگوں سے نفرت ہو جنھوں نے ان کی مخالفت کی۔
- جب آپ روزِ آخرت کا ذکر پڑھیں، تو آپ کا دل جنت کی آرزو کرے، جہنم میں، ایک لمحہ کے لیے ہی سہی، پھینکے جانے کے تصور ہی سے کانپ کانپ جائے۔ جب آپ فاسق قوموں اور افراد کے بارے میں پڑھیں جو گمراہ ہوئے اور اللہ کے عذاب کے مستحق ٹھہرے، آپ ان جیسا بننے کو سخت ناپسند کریں۔
- جب آپ ان متقی افراد کے بارے میں پڑھیں جن سے اللہ محبت کرتا ہے، اور انعام سے نوازتا ہے، آپ ان جیسا بننا چاہیں۔
- جب آپ مغفرت اور رحمت کے وعدے پڑھیں، اس دنیا میں برکت و عزت کے وعدے پڑھیں، آخرت میں اس کی رضا اور قرب کے وعدے پڑھیں، تو آپ کا دل ان مقاصد کے لیے کام کرنے اور ان کا مستحق بننے کے لیے تڑپے۔
- جب آپ ان کا ذکر پڑھیں، جو قرآن سے لاتعلق ہیں، جو اسے قبول نہیں کرتے، جو اس کے مطابق زندگی نہیں گزارتے، آپ کو خوف آئے کہ آپ ان جیسے نہ ہو جائیں، اور آپ عزم کریں کہ ایسے نہیں ہوں گے۔
- جب آپ اس کی پکار سنیں کہ اللہ سے اپنا عہد پورا کرو، اس کی راہ میں جدوجہد کرو، تو آپ اپنے عزم کو تازہ کریں اور جو کچھ آپ کے پاس ہے، اس کے حضور پیش کر دیں۔

بعض اوقات جب کوئی خاص لفظ یا آیت آپ کے اندر کوئی چنگاری روشن

کردے تو قلب میں ایسی کیفیات آپ سے آپ پیدا ہوتی ہیں۔ بعض وقت آپ کو ایسی کیفیات پیدا کرنے کے لیے ارادی کوشش کرنی ہوگی۔ اگر آپ کوئی مناسب ردعمل فوراً نہیں پاتے، تو ذرا ٹھہر جائیں، جو حصہ تلاوت کر رہے تھے، اسے بار بار تلاوت کریں یہاں تک کہ یہ کیفیت آپ پا لیں۔ اپنے دل کے تقاضے پر کسی خاص آیت کو بار بار دہرانے کی آپ کے اندر سے خواہش ہوگی، لیکن اگر آپ ارادہ کر کے دہرائیں، وقفہ کریں، اور غور وفکر کریں تو آپ محسوس کریں گے کہ آپ کے دل کی پیاس اور طلب بڑھ گئی ہے۔

اس کیفیت کا حصول اتنا اہم ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ کہا:

> قرآن کو صرف اس صورت میں پڑھو کہ تمھارے دل اس سے ہم آہنگ ہوں۔ اگر یہ ہم آہنگ نہ ہوں تو تم درحقیقت تلاوت نہیں کر رہے ہو، اس لیے اٹھ جاؤ اور پڑھنا چھوڑ دو (بخاری، مسلم)۔

آپ کی زبان کا ردعمل

دوم: آپ قرآن میں جو کچھ پڑھیں، اس پر مناسب ردعمل کا اظہار آپ کی زبان سے الفاظ میں ہونا چاہیے۔

زبان پر الفاظ بے ساختہ جاری ہو جانا چاہییں۔ قرآن جو اندرونی احساسات پیدا کرتا ہے، اس کے اظہار کے لیے مناسب کلمات اپنے آپ زبان پر آجاتے ہیں، جس طرح وہ دوسرے جذبات کے لیے آتے ہیں۔ مسرت یا پریشانی کی آوازیں، شکر، محبت، خوف اور کرب کے الفاظ--- لیکن اگر یہ آپ سے آپ زبان پر نہ آئیں، تو کوشش کر کے لائیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت قرآن اسی طرح تلاوت کرتے تھے۔ حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں:

ایک رات میں نے رسولؐ اللہ کے پیچھے نماز پڑھی۔ آپ نے سورہ بقرہ سے قرآن کی تلاوت کا آغاز کیا۔ جب آیت میں اللہ کی رحمت کا ذکر آتا، آپؐ اس کو طلب کرتے۔ اللہ کے عذاب کا ذکر آتا، آپؐ اس سے اللہ کی پناہ چاہتے۔ اللہ کی شان کا ذکر آتا آپؐ اس کی عظمت بیان کرتے (سبحان اللہ کہہ کر) (مسلم)۔

ایسا ہی بیان حضرت عبداللہؓ بن عباس کا ہے، جنھوں نے ایک دفعہ رسولؐ اللہ کے ساتھ حضرت میمونہ کے حجرے میں تہجد کی نماز پڑھی جو حضرت عبداللہؓ بن عباس کی پھوپھی تھیں (بخاری، مسلم)۔

کچھ آیات پر متعین ردعمل ہونا چاہیے، جیسا کہ رسولؐ اللہ نے ہدایت دی ہے۔ مثال کے طور پر جو سورہ التین کی آخری آیت: اَلَیْسَ اللّٰہُ بِاَحْکَمِ الْحٰکِمِیْنَ کی تلاوت کرے، تو یہ جواب دے: بلٰی وانا علٰی ذلک من الشٰھدین۔ بے شک اور میں اس پر گواہ ہوں۔ جو سورہ القیامہ (۷۵) کی آخری آیت: اَلَیْسَ ذٰلِکَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓی اَنْ یُّحْیِیَ الْمَوْتٰی پڑھے تو بلٰی کہے اور جو المرسلات (۷۷) کی آخری آیت: فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ یُؤْمِنُوْنَ پڑھے تو کہے: اٰمنا باللّٰہ (ابوداؤد)۔ روایت ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ جب انھوں نے جنوں کو سورہ رحمٰن (۵۵) سنائی تو جب بھی فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ کہا تو جنوں نے جواب دیا: ہم آپ کی کسی نعمت کو نہیں جھٹلاتے۔ ساری تعریفیں آپ کے لیے ہیں۔

ہمیں رسولؐ اللہ کی مثال اور تعلیمات سے جو کچھ معلوم ہے، اس میں سے یہ چند بیان کی گئی ہیں۔ آپ کے لیے یہ مشکل نہ ہونا چاہیے کہ تھوڑی سی محنت سے ان مثالوں کی روشنی میں تعریف، تائید، انکار یا تسلیم کے لیے خود اپنے ردعمل کا تعین کریں--- سبحان اللہ، الحمدللہ، اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ کہا کریں اور توبہ کریں، استغفار کریں، اس کے غضب اور دوزخ کی آگ سے پناہ مانگیں، اور جنت میں اس کے قرب کی خواہش کریں۔

آپ کی آنکھوں میں آنسو

سوم: اپنے دل کے جذبات کو آنکھوں کے راستے بہنے دیجیے، خوشی یا خوف کے آنسو، جو کچھ آپ نے قرآن میں پڑھا ہے، اس کا جواب!

اگر آپ کا دل، جو کچھ آپ تلاوت کر رہے ہیں، اس کے مطابق کیفیات کی گرفت میں ہے تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آنے چاہییں۔ صرف ایک غیر متوجہ، بنجر یا مردہ دل کے ساتھ ہی آنکھیں خشک رہ سکتی ہیں۔ ہمیشہ خوف کی وجہ سے نہیں، بلکہ سچائی پانے پر خوشی میں، اس کی رحمت و کرم کا احساس ہونے پر، اس کے وعدے پورے ہوتے دیکھ کر بھی آنکھیں تر ہو جاتی ہیں۔ قرآن آنکھوں کی اس شرکت پر زور دیتا ہے۔

تم دیکھتے ہو کہ حق شناسی کے اثر سے ان کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو جاتی ہیں (المائدہ ۵:۸۳)۔

وہ روتے ہوئے منہ کے بل گر جاتے ہیں (بنی اسرائیل ۱۷:۱۰۹)۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرامؓ اور وہ لوگ جو قرآن کی حقیقت کا احساس رکھتے تھے جب قرآن پڑھتے تھے تو اکثر روتے تھے۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا: قرآن حزن کے ساتھ نازل کیا گیا ہے، جب تم قرآن کی تلاوت کرو تو اپنے کو غم زدہ بناؤ (ابویعلیٰ، ابونعیم)۔ ایک دوسری حدیث کے مطابق: قرآن کی تلاوت کرو اور روؤ۔ اگر اپنے آپ رونا نہ آئے، تو کوشش کر کے روؤ (ابن ماجہ)۔

ایک دفعہ آپ غور کریں اور سوچیں کہ قرآن کیا کہہ رہا ہے، اور تصور کریں کہ آپ سے کچھ کہہ رہا ہے تو آنکھوں میں آنسو آکر رخساروں پر بہتے دیر نہیں لگے گی۔ اگر آپ ان بھاری ذمہ داریوں کا احساس کریں جو قرآن آپ پر ڈالتا ہے، اور ان بشارتوں اور وعیدوں کا تصور کریں جو قرآن آپ تک پہنچاتا ہے، تو آپ باآواز بلند روئیں گے۔

آپ کے جسم کے انداز

چہارم : ایسا ظاہری انداز اختیار کیجیے جس سے اپنے مالک کے کلام کے لیے آپ کے احترام، وارفتگی اور تسلیم و رضا کی کیفیات کا اظہار ہوتا ہو۔

قرآن اس طرح کے انداز کے بارے میں متعدد مقامات پر بیان کرتا ہے۔ سچے صاحب ایمان 'زمین پر پیشانی ٹیک دیتے ہیں'، 'سجدہ کرتے ہیں'، 'خاموش ہو جاتے ہیں اور سنتے ہیں'، 'جب تلاوت کرتے ہیں تو ان کی کھالیں نرم پڑ جاتی ہیں اور کانپنے لگتی ہیں۔ قرآن کی بعض آیات کی تلاوت پر سجدہ تلاوت کرنے کا حکم صاف طور پر بتاتا ہے کہ آپ جو کچھ پڑھ رہے ہیں، جسم سے اس کا اظہار ہونا چاہیے۔

جسم کے انداز کیوں اہم ہیں؟

انسان کا ظاہر اس کے باطن پر غیر معمولی طور پر اثر انداز ہوتا ہے۔ جسم کی حاضری، دل کو بھی حاضر رکھتی ہے۔ قرآن کا مطالعہ کرتے ہوئے آپ کے جسم کا رویہ اس رویے سے بالکل مختلف ہونا چاہیے جو ایک عام کتاب کا مطالعہ کرتے ہوئے ہوتا ہے۔ اسی لیے تلاوت کے لیے بہت سے آداب تجویز کیے گئے ہیں۔

امام غزالیؒ کہتے ہیں کہ آپ وضو کیے ہوئے ہوں، پُرسکون ہوں، نرم آواز میں پڑھیں، قبلہ رو ہوں، سر جھکا ہوا ہو۔ لااُبالی انداز سے نہ بیٹھیے بلکہ اس طرح بیٹھے جس طرح اپنے استاد کے سامنے بیٹھتے ہیں۔

کتاب الاذکار میں نوویؒ کچھ مزید اضافہ کرتے ہیں: منہ کو اچھی طرح صاف کرنا چاہیے۔ جگہ پاک صاف ہو، چہرے کا رخ قبلے کی طرف ہو، اور جسم سے عاجزی اور خود سپردگی کا اظہار ہو۔

ترتیل کے ساتھ تلاوت

پنجم : قرآن کو ترتیل سے پڑھیے۔

ہماری زبان کا کوئی ایک لفظ ترتیل کا مکمل مفہوم ادا نہیں کر سکتا۔ عربی میں اس کا مطلب ہے کہ کسی قسم کی جلدی کے بغیر، واضح طور پر، سکون سے، نپے تلے لہجے میں، غور و فکر کے ساتھ--- جس میں زبان، دل اور اعضائے جسمانی سب مکمل طور پر ہم آہنگ ہوں۔

یہ تلاوت قرآن کا وہ مطلوب طریقہ ہے جس کی ہدایت اللہ نے اپنے رسولؐ کو بالکل ابتدا میں اس وقت دی جب انھیں رات کا بیش تر حصہ نماز میں کھڑے ہو کر قرآن پڑھنے کا حکم دیا گیا (**المزمل ۷۳:۴**)۔ قرآن کو بتدریج مرحلہ بہ مرحلہ نازل کرنے کی حکمت اللہ نے یہ بیان کی: تا کہ ہم اس کو اچھی طرح تمھارے ذہن نشین کرتے رہیں (**الفرقان ۲۵:۳۲**)۔

دل کو تلاوت قرآن سے جوڑنے اور قوت اور زور پیدا کرنے میں ترتیل کا اہم حصہ ہے۔ جلدی جلدی پڑھنے کے مقابلے میں ترتیل سے پڑھنے میں رعب و جلال کا اظہار ہوتا ہے، غور و فکر اور تدبر کے لیے موقع ملتا ہے، اور روح و وجدان پر اَنمٹ نقش قائم ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہؓ ابن عباس سے روایت ہے کہ میں جلدی جلدی مکمل قرآن پڑھنے کے مقابلے میں سورہ بقرہ اور آل عمران کو ترتیل سے پڑھنا اپنے لیے بہتر سمجھتا ہوں یا **البقرہ** اور **آل عمران** کے مقابلے میں **القارعہ** اور **الزلزال** ترتیل اور تدبر کے ساتھ پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

ترتیل میں نہ صرف سکون، وضاحت، وقفے، تدبر اور جسم و روح کی ہم آہنگی شامل ہے، بلکہ ساتھ ہی بعض الفاظ اور آیات کی بار بار تلاوت کی لازمی تحریک ہوتی ہے۔ جب دل کسی خاص آیت میں جذب ہو کر یک جان ہو جاتا ہے، تو بار بار پڑھتے ہوئے، ہر دفعہ ایک نیا ذائقہ اور لطف محسوس ہوتا ہے۔ پھر جیسا کہ ہم نے کہا ہے بار بار کی تلاوت سے دل کی کیفیت اس مضمون سے ہم آہنگ ہو جاتی ہے، جس کی آپ تلاوت کر رہے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں روایت ہے کہ آپؐ نے ایک دفعہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۲۰ دفعہ دہرائی (احیاءُ العلوم)۔ ایک دفعہ آپ پوری رات یہ آیت بار بار پڑھتے رہے: اِنْ تُعَذِّبْھُمْ فَاِنَّھُمْ عِبَادُکَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْلَھُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (المائدہ ۵:۱۱۸)۔ اب اگر آپ انھیں سزا دیں تو وہ آپ کے بندے ہیں اور اگر معاف کر دیں تو آپ غالب اور دانا ہیں (نسائی' ابن ماجہ)۔

حضرت سعیدؓ بن جبیر ایک دفعہ یہ آیت بار بار پڑھتے رہے: وامتازو الیوم' ایھا المجرمون اے مجرمو! آج کے دن تم الگ ہو جاؤ اور روتے رہے' آنسو بہاتے رہے (احیاءُ العلوم)۔

تزکیہ نفس

ششم: جس حد تک ممکن ہو' اپنے کو پاک کیجیے۔

آپ جانتے ہیں کہ صرف پاک افراد ہی قرآن کو چھونے کا حق رکھتے ہیں: لَا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ (الواقعہ ۵۶:۷۹)۔ اس قرآنی آیت کو لفظی مفہوم میں لیا جائے تو اس کا مطلب رسمی طہارت ہے۔ احادیث اور اجماع سے یہ ثابت ہے کہ تلاوت کے لیے وضو کے ذریعے طہارت حاصل کی جاتی ہے۔

جسم اور لباس اور جگہ کی صفائی کے علاوہ طہارت کے کئی دوسرے پہلو ہیں۔ آپ پہلے ہی دیکھ چکے ہیں کہ نیت اور ارادے کی پاکی کتنی اہم ہے۔ قلب اور اعضا و جوارح کی ان گناہوں سے پاکی برابر کی اہمیت رکھتی ہے جو قرآن نازل کرنے والے کے غضب کا سبب بن سکتے ہیں۔

کوئی انسان گناہوں سے مکمل طور پر پاک نہیں ہو سکتا۔ لیکن آپ کوشش کریں کہ جتنا ان سے بچ سکتے ہیں' بچیں۔ اور اگر آپ سے کچھ گناہ سرزد ہو جائیں تو جتنی جلد ممکن ہو سکے' ندامت کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کیجیے اور اس سے مغفرت طلب کیجیے۔ یہ بھی خیال رکھیے کہ جب آپ تلاوت قرآن کر رہے ہیں' تو حرام کھانا نہیں کھا رہے' حرام

لباس نہیں پہن رہے اور حرام مال سے ضروریات پوری نہیں کر رہے۔ آپ جتنے پاک ہوں گے' آپ کا دل اتنا ہی آپ کا ساتھ دے گا' قرآن کے لیے زیادہ کھلے گا' اسے سمجھے گا اور اس سے فائدہ اٹھائے گا۔ اور آپ ان لوگوں کی طرح زیادہ ہو جائیں گے جو بلند پایہ قرآن کو جو محفوظ کتاب میں ثبت ہے (اِنَّہٗ لَقُرْاٰنٌ کَرِیْمٌ o فِیْ کِتٰبٍ مَّکْنُوْنٍ- الواقعہ ۵۶:۷۷-۷۸) چھونے کا حق رکھتے ہیں۔

دعا

ہفتم: جب آپ قرآن پڑھیں تو اللہ کی مدد' اس کی رحمت' ہدایت اور حفاظت کے لیے دعا کیجیے۔

دعا مانگیے' اپنے دل سے' زبان سے' اور اپنے اعمال سے۔ قرآن کے سفر میں آپ کو بالکلیہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا چاہیے۔ اس توکل کی کیفیت آپ پر غالب ہی نہ ہو' آپ اس کا اظہار بھی کریں۔ اپنے سفر کے ہر مرحلے پر آپ اس کو پکاریں۔ مطالعہ قرآن کے دوران دل کو حاضر رکھنے اور اس پر عمل کرنے میں اس کی مدد مانگیے۔ اپنی خامیوں اور کوتاہیوں پر اس سے معافی مانگتے رہیے۔ اللہ کے کلام کے قریب ہوتے ہوئے بھی اللہ سے بے نیازی' اس کے شائبے سے بھی بچیے۔ یہ کبیرہ گناہ ہیں۔ آپ کو عاجزی کی ضرورت ہے نہ کہ کبر کی' توکل کی ضرورت ہے نہ کہ اللہ کے سامنے خودمختاری کی کیفیت کی۔

یہ امید اور اعتماد اور یقین کہ جو کچھ آپ مانگیں گے' دیا جائے گا' ہمیشہ آپ کے ساتھ ہونا چاہیے۔ اس کے بغیر آپ کی دعا آپ کے لیے زیادہ فائدہ مند نہ ہوگی۔ یہ قرآن کی بنیادی تعلیمات میں سے ایک ہے۔ ذرا ان آیات پر نظر ڈالیے:

پروردگار' جو خیر بھی تو مجھ پر نازل کر دے میں اس کا محتاج ہوں (القصص ۲۸:۲۴)۔

اپنے رب کی رحمت سے مایوس تو گمراہ لوگ ہی ہوا کرتے ہیں (الحجر ۱۵:۵۶)۔

اور تمھارا رب کہتا ہے' مجھے پکارو' میں تمھاری دعائیں قبول کروں گا۔ جو لوگ گھمنڈ میں آ کر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں' ضرور وہ ذلیل و خوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے (المومن ۴۰:۶۰)۔

میں ان سے قریب ہی ہوں۔ پکارنے والا جب مجھے پکارتا ہے' میں اس کی پکار سنتا اور جواب دیتا ہوں لہٰذا انھیں چاہیے کہ میری دعوت پر لبیک کہیں' مجھ پر ایمان لائیں' تاکہ وہ راہ راست پا لیں (البقرہ ۲:۱۸۶)۔

آیئے' دیکھیں کہ ہمیں اللہ سے کن الفاظ میں دعا مانگنا چاہیے۔

اللہ کی حفاظت

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

میں شیطان مردود سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔

ہم بیان کر چکے ہیں کہ شیطان سے پناہ طلب کرنا کتنی اہمیت رکھتا ہے۔ قرآن نے اسے لازم کیا ہے (النحل ۱۶:۹۸)۔ بس یہ ہے کہ ان الفاظ کو رسماً یا طلسمی فارمولے کے طور پر ادا نہ کیجیے۔ اس بات کو محسوس کیجیے کہ آپ کو اپنے کام میں شدید خطرات درپیش ہیں' شیطان آپ کا سب سے بڑا دشمن ہے جو آپ کو آپ کی محنت کے پھل سے محروم کرنے کے لیے ہر ممکن کام کرے گا' اور یہ کہ اللہ' صرف اللہ ہی آپ کو اس سے بچا سکتا ہے۔

کبھی کبھی ایسا ہو سکتا ہے کہ شیطان سے پناہ چاہنے کے لیے آپ نسبتاً طویل دعا کرنا چاہیں جو قرآن میں آتی ہیں (المومنون ۲۳:۹۷)۔ یا جن کی تعلیم رسولؐ اللہ نے دی ہے۔ آپ آخری دونوں سورتیں الفلق (۱۱۳) اور الناس (۱۱۴) بھی پڑھ سکتے

ہیں۔

گاہے گاہے آپ کو اللہ کی طرف رجوع کرنا چاہیے' اس لیے بھی کہ وہ آپ کے دل کو راہ راست پر رکھے:

اے ہمارے پروردگار' ہمیں ہدایت بخشنے کے بعد' پھر کہیں ہمارے دلوں کو کجی میں مبتلا نہ کر دیجیو۔ ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا کر' بے شک تو ہی سب کچھ دینے والا ہے (آل عمران ۳:۸)۔

تلاوت قرآن کا آغاز کرتے ہوئے اللہ کی پناہ چاہنا اور اس کے سایہ رحمت کا طلب گار ہونا لازمی ہے' لیکن قرآن کا منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک مستقل اور مسلسل جاری عمل ہونا چاہیے۔ لیکن جہاں اس کی سب سے زیادہ ضرورت ہے' اور جہاں آپ کو اکثر انھیں پڑھنا چاہیے وہ وقت ہے جب آپ قرآن کا فہم حاصل کرنا چاہیں۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے۔

اس کی اہمیت اور معنویت پر پہلے گفتگو کی جا چکی ہے۔ یہ آیت کل ۱۱۴ سورتوں میں سے سوائے ایک کے' ہر ایک کے آغاز میں آئی ہے۔ اس کے نام سے آغاز کرنا ایک طرف اس کے آپ کو نعمت قرآن سے سرفراز کرنے پر آپ کے احساسِ تشکر اور دوسری طرف ہر ممکن مدد کے لیے اس پر اعتماد و توکل کی علامت ہے۔

قرآن کی برکات کی طلب

آپ کو کچھ دوسری دعائیں بھی سیکھنا چاہییں:

رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (طٰہٰ ۲۰:۱۱۴)

اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم دی کہ ان الفاظ میں عاجزی سے

دعا کریں۔ ساتھ ہی قرآن کے نزول کے وقت صبر اور استقامت کی طرف توجہ دلائی: اور جلدی نہ کرو جب قرآن تم پر نازل ہو رہا ہو۔ جب کوئی شخص قرآن کے معنی سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو تو اللہ کے نام سے استعانت طلب کرنا خاص طور پر مفید ہے۔ صرف صبر اور اللہ کی مدد سے ہی گتھیاں سلجھ سکتی ہیں اور انسان قرآن پر عمل کر سکتا ہے۔

ایک دوسری خوب صورت دعا ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ عَبْدُکَ ، اِبْنُ عَبْدِکَ ، اِبْنُ اَمَتِکَ نَاصِیَتِیْ بِیَدِکَ ، مَاضٍ فِیَّ حُکْمُکَ ، عَدْلٌ فِیَّ قَضَآءُکَ اَسْئَالُکَ بِکُلِّ اسْمٍ ھُوَ لَکَ سَمَّیْتَ بِہٖ نَفْسَکَ اَوْ اَنْزَلْتَہٗ فِیْ کِتَابِکَ ، اَوْ عَلَّمْتَہٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِکَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِہٖ فِیْ عِلْمِ الْغَیْبِ عِنْدَکَ ، اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ رَبِیْعَ قَلْبِیْ ، وَنُوْرَ صَدْرِیْ وَجَلَآءَ حُزْنِیْ وَذَھَابَ ھَمِّیْ وَغَمِّیْ (مسند احمد، ابن حبان)

''خدایا! میں تیرا بندہ ہوں، تیرے بندے کا بیٹا ہوں، تیری بندی کا بیٹا ہوں، میری پیشانی تیری مٹھی میں ہے، مجھ پر تیرا ہی حکم نافذ ہے۔ میرے حق میں تیرا فیصلہ عین انصاف ہے، میں تجھ سے تیرے ہر اس نام کے واسطے سے جو تیرے لیے سزاوار ہے، جو تو نے اپنے لیے رکھا ہے، یا تو نے اپنی کتاب میں اُتارا ہے، یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو بتایا ہے، یا تو نے اپنے پاس اپنے خزانہ غیب میں اُسے پوشیدہ ہی رہنے دیا ہے--- یہ درخواست کرتا ہوں کہ قرآن کو میرے دل کی بہار، میرے سینے کا نور، میرے غم کا مداوا اور میری فکر و پریشانی کا علاج بنا دے''۔

درج ذیل دعا عموماً اس وقت کی جاتی ہے جب کوئی شخص قرآن کی تلاوت مکمل کرتا ہے، لیکن اس کا مضمون اتنا جامع ہے کہ وقتاً فوقتاً اللہ تعالیٰ کو ان الفاظ سے پکارنا یقیناً باعث برکت ہوگا:

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ وَاجْعَلْہُ لِیْ اِمَامًا وَّنُوْرًا وَّھُدًی

وَّرَحْمَۃً ط اَللّٰھُمَّ ذَکِّرْنِیْ مِنْہُ مَا نَسِیْتُ ط وَعَلِّمْنِیْ مِنْہُ مَا جَھِلْتُ ، وَارْزُقْنِیْ تِلَاوَتَہٗ اٰنَآءَ اللَّیْلِ وَ اٰنَآءَ النَّھَارِ وَاجْعَلْہُ لِیْ حُجَّۃً یَّارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ

مجھے قرآن عظیم کے واسطے سے اپنی رحمت سے سرفراز فرما۔ اس کو میرے لیے قائد، روشن اور ہدایت بنا دے، اے میرے اللہ! میں اس میں سے جو بھول گیا ہوں مجھے یاد کرا دے، اور جو کچھ میں نہیں جانتا اس کے ذریعے مجھے اس کا علم عطا فرما دے، اور مجھے دن اور رات کے تمام اوقات میں تلاوت کی توفیق عطا فرما--- اور اے دونوں جہاں کے پالنے والے! اس قرآن کو میرے حق میں دلیل بنا دے۔

قرآن کے مطالعے کا آغاز کرتے ہوئے، اختتام پر، اور درمیان میں بھی، جن الفاظ میں چاہیں، اللہ سے استغفار بھی کرتے رہیے۔ استغفار کے لیے تین قرآنی دعائیں ان مقامات پر ملیں گی۔ آل عمران ۳:۱۶، المومنون ۲۳:۱۱۸، آل عمران ۳:۱۹۳۔

عمومی دعائیں

مخصوص الفاظ کی ان دعاؤں کے ساتھ ساتھ، آپ اللہ کی طرف رجوع کر کے خود اپنے الفاظ میں اس سے ان صفات اور رویوں کا سوال کر سکتے ہیں جن کی قرآن سے استفادہ کرنے میں آپ کو ضرورت ہے۔

اے اللہ! میری آنکھیں کھول دے، مجھے حق حق نظر آئے، باطل باطل نظر آئے، مجھے روشنی عطا کر کہ میں تیرے راستے کو پہچان سکوں، میری کوششوں میں میری مدد کر، میرے ارادوں کو مضبوط کر دے، اپنے کلام کے آگے مجھے عاجزی عطا کر، تیری رحمت اور ہدایت ملنے پر مجھے فرحت و خوشی ہو، تمام پریشانیوں، فیصلوں اور معاملات میں رہنمائی فرما، مجھے ہر طرح کے لالچ کے مقابلے میں

کھڑے ہونے کا حوصلہ دے، سب اچھے کام کرنے کی طاقت عطا کر، سستی و کاہلی دُور کر دے، تیرا کلام میری فکر و عمل کو قوت بخشے، میری ہر ضرورت کو پورا کرے، جب میں پریشان ہوں تو سکون عطا کرے، تکلیف میں ہوں تو راحت فراہم کرے، تیرا اور تیری ہدایت کا مطالعہ کرنے، سمجھنے، جاننے اور سیکھنے میں مدد دے، مجھے استقلال عطا کر، کامیابی سے پہلے میرے قدم نہ رکیں، تعصبات سے مجھے نجات دے، عاجزی عطا کر، جو کچھ میں سیکھوں اسے تسلیم کرنے، اس کی پیروی کرنے اور اس کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا کر، مجھے اس قابل بنا کہ قرآن نے جو مشن سپرد کیا ہے اسے پورا کروں۔

سمجھ کر پڑھنا

آخری بات، جو کم اہم نہیں ہے، یہ ہے کہ جو کچھ آپ قرآن میں پڑھ رہے ہیں، اسے سمجھنے کے لیے، آپ کو اپنے اندر کی شخصیت کو اس عمل میں شامل کرنے کی ضرورت ہوگی۔ یہ اس کے لیے سب سے اہم اور موثر ذرائع میں سے ایک ہے۔

اگرچہ کسی کے دل تک قرآن کا پیغام پہنچنے کے لیے لازمی ہے کہ معلوم ہو کہ قرآن اس سے کیا کہہ رہا ہے؟ لیکن یہ ایسی ناگزیر شرط نہیں ہے کہ اس کے بغیر انسان، قرآن کی برکات میں سے کچھ حصہ بھی نہ پائے۔ بہت سے ایسے ہیں جو قرآن کا ہر لفظ سمجھتے ہیں لیکن ان کے دل قرآن کے لیے بند رہتے ہیں۔ بہت سے ہیں جو اس کا ایک لفظ بھی نہیں سمجھتے لیکن انھیں اللہ سے تعلق، محبت اور قرب، اطاعت اور وارفتگی کی روح پرور کیفیت حاصل ہوتی ہے۔ ایسا اس لیے ہے کہ قرآن سے تعلق کا انحصار کئی اور عناصر پر ہے۔ سات پہلے بیان کیے جا چکے ہیں جن میں سے 'سمجھنا' ایک ہے۔ ہمیشہ لاکھوں افراد ایسے رہیں گے جنھیں عربی کا ایک لفظ نہ آتا ہوگا، نہ ترجمہ پڑھ سکتے ہوں گے، نہ اس طرح کے کاموں کے لیے ان کے پاس وقت ہوگا۔ تاہم انھیں نااُمید نہ ہونا چاہیے۔ جب تک وہ قرآن کو

سمجھنے کے لیے ذرائع اختیار کرنے کی اپنی سی کوشش کرتے رہیں جب تک کہ وہ ضروری شرائط کے ساتھ اس کو سمجھنا چاہیں، جب تک کہ وہ قرآن کی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے کی پرخلوص کوشش کرتے رہیں جو ان کے علم میں دوسرے ذرائع سے آئیں، جب تک کہ وہ قرآن کو پڑھتے رہیں، خواہ انھیں اس کے معنی نہ آتے ہوں، وہ اس کی برکات میں سے اپنا حصہ پانے کی توقع کر سکتے ہیں۔

لیکن ان سب سے، قرآن جو کچھ آپ سے کہتا ہے اسے سمجھنے کی بے انتہا اہمیت میں ذرہ برابر بھی کمی نہیں آتی۔ یہاں ہم 'سمجھنے' کا لفظ اس مفہوم میں استعمال کر رہے ہیں کہ الفاظ کا مطلب معلوم ہو۔ غور و فکر، تدبر، مکمل معانی تک پہنچنا، حالات پر اطلاق کرنا، ان امور پر ہم آگے چل کر گفتگو کریں گے۔

براہ راست مفہوم سمجھنا کیوں ضروری ہے؟

اولاً، قرآن کے براہ راست معنی کا فہم آپ کو اپنی توجہ اس پر مرکوز کرنے میں بہت بڑی مدد دے گا، اس سے شعور کی مختلف حالتوں کو تحریک ملے گی، قلب اور جسم سے ایسے افعال صادر ہوں گے جن کی آپ کے اندرونی وجود کو قرآن سے روبہ رو کرنے میں ضرورت ہے۔

ثانیاً، سمجھ کر ہی آپ اس قابل ہوں گے کہ الفاظ کے ذریعے اس عمل کا آغاز کرسکیں جس سے آپ اپنا ایمان حاصل کریں اور اسے تقویت دیں تاکہ آپ اس ایمان کی روشنی میں قرآن کی تعلیمات کے مطابق زندگی گزاریں۔

۴

تلاوت کے آداب

قرآن کے ساتھ طویل رفاقت آپ کی محبوب ترین آرزوؤں اور مشاغل میں سے ایک ہو جانا چاہیے۔ اس کی تلاوت جتنی کثرت سے اور جتنی زیادہ سے زیادہ آپ کر سکتے ہیں' کریں۔ جتنا زیادہ وقت آپ کو مل سکے' خصوصاً رات کے اوقات' قرآن کے ساتھ بسر کیجیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے رفقا کی روحانی تربیت اسی طرح اللہ کی راہ میں کی گئی تاکہ قرآن جو بھاری بوجھ اور ذمہ داری ان پر ڈال رہا ہے' اس کے لیے وہ تیار ہو سکیں۔

کتنی مرتبہ پڑھیں؟

آپ کو روزانہ کچھ نہ کچھ قرآن ضرور پڑھنا چاہیے۔ اپنی زندگی کے کسی دن کو مکمل نہ سمجھئے جب تک کہ اس کا کچھ نہ کچھ حصہ آپ نے قرآن کے ساتھ صرف نہ کر لیا ہو۔ کبھی کبھار طویل حصے پڑھنے کے مقابلے میں یہ بہتر ہے کہ پابندی سے روزانہ مختصر حصہ ہی پڑھا جائے۔

اللہ کے رسولؐ نے فرمایا کہ اللہ کو وہ کام پسند ہیں جو باقاعدگی سے کیے جائیں'

خواہ تھوڑے ہوں (بخاری، مسلم)۔ آپؐ نے خاص طور پر خبردار کیا کہ قرآن باقاعدگی سے پڑھنا چاہیے' ورنہ جو کچھ حاصل کیا ہے وہ آسانی سے ضائع ہو جائے گا۔ قرآن کے ساتھی کی مثال اس سے بندھے اُونٹ کی سی ہے' انسان کے پاس وہ اس وقت تک ہے جب تک وہ اس کی نگہداشت کرتا ہے' اور اگر کھلا چھوڑ دے تو وہ بھاگ جاتا ہے (بخاری، مسلم)۔

کتنا پڑھا جائے؟

اس کا کوئی متعین جواب نہیں۔ یہ ہر فرد کے لیے مختلف ہوگا' مختلف حالات میں مختلف ہوگا۔ رہنما اصول وہ ہونا چاہیے جو اللہ تعالیٰ نے' تمام بشری عذرات کو سامنے رکھ کر خود بیان کیا ہے: پڑھو' جو کچھ تم آسانی سے پڑھ سکو (المزمل ۷۳:۲۰)۔

اس حوالے سے صحابہ اور تابعین کے عمل میں خاصا فرق تھا۔ کچھ لوگ پورا قرآن دو ماہ میں ختم کر لیا کرتے تھے' کچھ ایک مہینے میں' کچھ دس دن میں' کچھ ایک ہفتے میں' کچھ ایک دن میں--- آپ درج ذیل حدیث کو معیار کے طور پر سامنے رکھیے: جو تین دن سے کم میں قرآن ختم کرتا ہے' وہ اسے سمجھتا نہیں (ابو داؤد' ترمذی)۔

ایک دفعہ حضرت ابن عمرؓ نے --- جب رسولؐ اللہ نے ان سے ایک ماہ میں قرآن ختم کرنے کے لیے فرمایا--- کم وقت میں ختم کرنے پر اصرار کیا تو اللہ کے رسولؐ نے فرمایا: سات دن میں پڑھو اور اس سے کم نہ کرو۔

قرآن کی سات منزلوں میں اور ۳۰ پاروں میں تقسیم سے بھی کچھ اشارہ ملتا ہے کہ کیا مناسب ہے۔ اس سلسلے میں امام نوویؒ کی ہدایت بہت مناسب ہے۔ وہ شخص جو غور وخوض سے گہرے معانی تک پہنچ سکتا ہے' اسے کم پڑھنا چاہیے۔ اسی طرح جن کو تعلیم وتدریس' معاملات حکومت' یا اسلام کے تفویض کردہ اہم فرائض انجام دینے ہیں' وہ بھی کم پڑھ سکتے ہیں (کتاب الاذکار)۔

مطالعے کی مقدار کا بڑی حد تک انحصار مطالعے کے مقصد پر ہوگا۔ اگر آپ قرآن کے ساتھ وقت صرف کرنا چاہتے ہیں' یا صرف ایک طائرانہ نظر ڈالنا چاہتے ہیں تو آپ تیز رفتاری سے پڑھ سکتے ہیں' اور اس لیے زیادہ پڑھ سکتے ہیں۔ اگر آپ غور وفکر اور تدبر کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو سست رفتاری سے پڑھنا ہوگا' اس لیے کم پڑھیں گے۔ امام غزالیؒ جب کسی کا یہ قول نقل کرتے ہیں تو ان کا مطلب یہی ہوتا ہے: ''میں بعض اوقات ہر جمعے کو بعض اوقات ہر ہفتے' بعض اوقات ہر سال مکمل قرآن پڑھتا ہوں لیکن دوسری طرف گذشتہ برس سے (ایک خاص انداز سے) مطالعہ کر رہا ہوں لیکن ابھی تک مکمل نہیں کر سکا ہوں (احیاءُ العلوم)۔

ہمارے موجودہ حالات میں' میرا خیال ہے کہ ہم میں سے بیش تر کو ہر ۸ ماہ میں ایک دفعہ قرآن ختم کرنے کا ہدف ضرور رکھنا چاہیے۔ اس میں روزانہ ۵ سے ۱۵ منٹ سے زیادہ صرف نہیں ہوں گے' اس کا انحصار اس بات پر ہوگا کہ آپ معنی براہ راست سمجھ رہے ہیں یا ترجمے کی مدد لے رہے ہیں۔ مگر زندگی میں کبھی کبھار سات دن میں ایک مکمل تلاوت کرنے کی کوشش کرنی چاہیے' یا ایک ماہ میں' خصوصاً ماہِ رمضان میں--- کچھ وقت آہستہ آہستہ پڑھنے کے لیے مختص کرنا چاہیے تاکہ غور وفکر اور تدبر ہو سکے--- ضروری نہیں کہ ایسا روزانہ ہو۔

کب پڑھا جائے؟

دن اور رات کا کوئی بھی حصہ تلاوت قرآن کے لیے نامناسب نہیں ہے۔ نہ بیٹھنے کا کوئی ایسا انداز ہے جس میں آپ تلاوت نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اپنے رب کا نام صبح وشام یاد کیا کرو (الدھر ۷۶:۲۵)۔

جو اُٹھتے بیٹھتے لیٹتے ہر حال میں اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ (آل عمران ۳:۱۹۱)

اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کا بہترین طریقہ یقیناً تلاوت قرآن ہے۔ امام نوویؒ کہتے

ہیں کہ صحابہ اور تابعین دن اور رات کے ہر حصے میں قرآن پڑھا کرتے تھے، خواہ وہ ایک جگہ مقیم ہوں، یا سفر کر رہے ہوں۔ تاہم کچھ اوقات زیادہ پسندیدہ ہیں اس لیے کہ قرآن اور رسول اکرمؐ نے انھیں تجویز کیا ہے۔ یہ لمحات زیادہ اجر کا باعث اور زیادہ مفید ہوتے ہیں۔ اسی طرح کچھ جسمانی حالتوں کی سفارش کی گئی ہے۔

تلاوت کے لیے بہترین وقت رات کا ہے اور بہترین جسمانی حالت نماز میں قیام کی ہے۔ یہ بات ابتدائی سورتوں میں سے ایک، المزمل کے ذریعے معلوم ہوتی ہے۔ دوسرے مقامات پر بھی یہی بتایا گیا ہے۔ (آل عمران ۳:۱۱۳، بنی اسرائیل ۱۷:۷۹، الزمر ۳۹:۹)

یہ کرنے کے لیے ضروری ہوگا کہ آپ قرآن کے کچھ حصے حفظ کر لیں اور رات کے دوران کچھ دیر کے لیے جاگ کر انھیں دہرائیں۔ آپ سب کے لیے ہمیشہ ایسا کرنا کئی وجوہ سے ممکن نہ ہوگا۔ قرآن ان مجبوریوں کو تسلیم کرتا ہے۔ اسی لیے آپ کو اجازت دیتا ہے: ''جتنا تم آسانی سے تلاوت کر سکتے ہو''۔ اس کا مطلب ہوا جتنا حصہ چاہیں، جس وقت چاہیں، جس طرح چاہیں لیٹ کر، بیٹھ کر، پڑھ لیں۔

رات کو نماز کے دوران قرآن کی تلاوت کے بے انتہا فوائد ہیں اور اس کی بڑی ضرورت ہے۔ اس کے لیے کچھ نہ کچھ وقت، کتنا ہی کم کیوں نہ ہو، چند منٹ سہی، آپ کو ضرور مختص کرنا چاہییں تاکہ طے شدہ وقفوں کے ساتھ باقاعدگی سے تلاوت کریں، وقفے کتنے ہی طویل کیوں نہ ہوں، مثلاً ہفتہ وار، ماہانہ۔ مثالی صورت سے ممکنہ حد تک قریب رہنے کے لیے یہ اچھا ہوگا کہ آپ فجر اور عشاء کی نماز سے پہلے یا بعد، یا صبح طلوع آفتاب کے وقت یا رات بستر پر جانے سے پہلے تلاوت قرآن کریں۔ قرآن نے صبح سویرے کی تلاوت کے لیے خاص طور پر کہا ہے (بنی اسرائیل ۱۷:۷۸)

تکیے سے ٹیک لگا کر، بستر یا صوفے پر لیٹ کر قرآن پڑھنا پسندیدہ نہیں، مگر منع بھی نہیں۔ کسی خاص وجہ کے بغیر آپ ہرگز ایسا نہ کریں نہ اسے اپنی عادت بنائیں۔ تاہم، اگر

کوئی شخص اس لیے قرآن پڑھنے سے بالکل ہی محروم رہے کہ وہ ایک خاص طرح بیٹھنے کے لیے تیار نہیں ہے، تو یقیناً وہ ایک بہت قیمتی شے کا نقصان کر رہا ہے۔

صحت کے ساتھ تلاوت

آپ کو قرآن کو صحیح صحیح پڑھنا چاہیے، تجوید کا فن نہ بھی سیکھ سکیں تب بھی اعراب اور حروف کی ادائیگی صحت کے ساتھ ہونا چاہیے۔ عربی ایسی زبان ہے کہ پڑھتے ہوئے اعراب کی معمولی غلطی سے بعض اوقات معنی میں بڑی تبدیلی ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات معنی بالکل مسخ ہو جاتے ہیں اور ایسا مفہوم پیدا ہو جاتا ہے جو کفر کے مصداق ہوتا ہے۔

ایک ماہ تک ایک گھنٹہ روز کا مسلسل مطالعہ کسی پڑھے لکھے شخص کو اس کے لیے کم سے کم ضروری ابتدائی مہارت حاصل کرنے کے لیے کافی ہونا چاہیے۔

کوئی شخص بھی صحت کے ساتھ قرآن کی تلاوت کرنے کی پرخلوص کوشش سے بری الذمہ نہیں ہوسکتا۔ لیکن جب آپ سیکھ رہے ہوں، تو یہ بات کہ آپ ایسا نہیں کر سکتے، تلاوت ترک کرنے کی وجہ نہیں ہونا چاہیے۔ ایک غیر عرب صحت سے پڑھنے کے فن کا ماہر نہیں ہوسکتا۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ کو سیکھنے کا موقع نہ ملے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان مشکلات کا احساس تھا۔ اسی لیے آپؐ نے حضرت جبرئیل سے کہا: اے جبرئیل، میں اَن پڑھ لوگوں میں بھیجا گیا ہوں۔ ان میں بوڑھے مرد اور بوڑھی عورتیں ہیں، لڑکے اور لڑکیاں، اور وہ لوگ جنھوں نے کبھی کوئی کتاب نہیں پڑھی (ترمذی)۔

اس حوالے سے رسولؐ اللہ کے اطمینان دلانے والے یہ الفاظ آپ یاد ضرور رکھیں، لیکن کسی بھی طرح انھیں سیکھنے کی کوششوں کو ترک کرنے یا کم کرنے کا بہانہ نہ بنائیں:

جو شخص قرآن پڑھنے میں مہارت رکھتا ہے (وہ ان) معزز و مکرم فرشتوں کے ساتھ ہے جو وحی الٰہی لے کر اُترتے ہیں۔ جو پڑھنے میں غلطی کرتا ہے، اور

درست پڑھنے میں دقت محسوس کرتا ہے‘ اسے دُہرا اجر ہوگا (پڑھنے کا‘ اور کوشش کرنے کا) (بخاری‘ مسلم)۔

حسنِ قرأت

قرآن کو صحت کے ساتھ پڑھنے کے بعد کا مرحلہ یہ ہے کہ قرأت کا فن سیکھا جائے تاکہ اسے حسن کے ساتھ پڑھا جائے۔ خوش گوار‘ مترنم انداز اور میٹھی آواز میں۔ متعدد احادیث اس طرف اشارہ کرتی ہیں:

قرآن کو اپنی آوازوں سے زینت دو (ابوداؤد)۔

اللہ تعالیٰ کسی بات کو اتنی اچھی طرح نہیں سنتا‘ جتنی کسی نبی کے بلند آواز سے قرآن تلاوت کرنے کو (بخاری‘ مسلم)۔

جو قرآن مترنم آواز سے نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں (بخاری)۔

مگر یاد رکھیے کہ اصل حسن وہ ہے جو دل میں خشیت الٰہی سے آواز میں آتا ہے:

اس شخص کی تلاوت و آواز سب سے زیادہ خوب صورت ہے کہ جب آپ اسے تلاوت کرتے ہوئے سنیں تو خیال کریں کہ اسے اللہ کا خوف ہے۔

توجہ سے سننا

جب بھی قرآن پڑھا جائے‘ متوجہ ہو جائیے اور خاموش ہو کر سنیے۔

قرآن نے خود اس کا حکم دیا ہے:

جب قرآن تمھارے سامنے پڑھا جائے تو اسے توجہ سے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے (الاعراف ۷:۲۰۴)۔

ظاہر بات ہے کہ جب اللہ تعالیٰ آپ سے بات کر رہا ہے تو آپ کو خاموش ہونا چاہیے۔ لیکن عربی کا لفظ ''سمع'' صرف سننے کے مشینی فعل کو ظاہر نہیں کرتا بلکہ توجہ اور قبول

کرنے کی ایک خاص کیفیت کا اظہار بھی کرتا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی کام‘ جو اس ہدایت کے خلاف ہو‘ نہ کیا جائے:

جس وقت قرآن پڑھا جا رہا ہو‘ کوئی اور بات کرنا‘ دوسرے کام کرتے ہوئے قرآن کے کیسٹ بطور پس منظر موسیقی کے چلانا‘ سرگوشیاں کرنا جب کہ قرآن پڑھا جا رہا ہو‘ تقاریب کا آغاز تلاوت قرآن سے کرنا جب کہ کوئی اس طرف متوجہ نہ ہو اور کوئی سن نہ رہا ہو۔

بعض فقہا تو اس وقت نماز پڑھنے سے بھی منع کرتے ہیں‘ جب آپ کے نزدیک ہی قرآن کی تلاوت بلند آواز سے کی جا رہی ہو۔ اس قاعدے سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ جو شخص قرآن کی تلاوت کر رہا ہو وہ اپنی آواز کم کرے یا خاموشی سے پڑھے‘ اگر اس کی بلند آواز‘ اس کے آس پاس افراد پر ایسے تقاضے عائد کرے جنھیں پورا کرنا ان کے لیے مشکل یا ناممکن ہو۔ اپنے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کا یہ بھی ایک پہلو ہے۔ مزید یہ کہ اگر لوگوں کو خواہش نہ ہو تو انھیں قرآن سننے پر مجبور نہ کیا جائے۔ ان لوگوں سے جو قرآن صحت کے ساتھ اور حسنِ قرات کے ساتھ تلاوت کرتے ہیں خاص طور پر فرمایش کر کے قرآن تلاوت کروانا‘ اور سننا بڑی اچھی بات ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہؓ سے فرمایش کر کے قرآن سنتے تھے۔ آپ کو اچھی طرح یاد رکھنا چاہیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں کیا فرمایا ہے:

جو قرآن کی ایک آیت بھی سنتا ہے‘ اسے دہرا اجر دیا جائے گا اور جو تلاوت کرتا ہے‘ یہ قیامت کے روز اس کے لیے نور ہوگا (احمد)۔

ختم قرآن

جب کبھی آپ مکمل قرآن کی تلاوت ختم کریں‘ اور یہ کتنا ہی بار بار کیوں نہ ہو‘ تو یہ وقت خوشی منانے اور نماز پڑھنے کا ہے۔ امام نوویؒ اس بارے میں کچھ آداب بیان کرتے ہیں جن کی بنیاد وہ معمولات ہیں جو صحابہ و تابعین اختیار کرتے تھے۔ یہ لازمی نہیں ہیں‘

لیکن مطلوب ہیں۔ انھیں جتنی کثرت سے آپ اختیار کر سکتے ہوں' اختیار کریں۔

اوّل: بہتر ہے کہ جمعہ کی رات کو تلاوت کا آغاز کیا جائے' اور جمعرات کی رات کو ختم کیا جائے۔ کچھ لوگ پیر کی صبح آغاز کرنے کو ترجیح دیتے تھے۔ بعض دوسرے' دوسرے اوقات کا انتخاب کرتے تھے۔ اس طرح کوئی بھی وقت ایسا نہیں جو برکت سے خالی ہو اور قیامت کے روز گواہی نہ دے۔

دوم: آخری حصہ' نماز کے اندر پڑھیے' خصوصاً اگر ختم تنہائی میں کر رہے ہیں۔

سوم: ختم کے وقت، دوسرے لوگوں کو جمع کریں اور ساتھ ملا کر عاجزی سے دعائیں کریں۔

حضرت انسؓ بن مالک کا معمول تھا کہ جب قرآن ختم کرتے تو اپنے اہل خانہ کو جمع کرتے اور دعائیں کرتے (ابو داؤد)۔

حاکم ابن عتیبہ سے روایت ہے: ایک دفعہ مجھے مجاہد اور عبادہ ابن ابی لبابہ نے بلایا اور مجھ سے کہا: ''ہم نے تمھیں اس لیے دعوت دی ہے کہ ہم قرآن ختم کرنے والے ہیں اور ختم کے وقت کی گئی دعائیں قبول کی جاتی ہیں''۔ ایک دوسری روایت میں انھوں نے کہا: ''قرآن ختم ہونے کے وقت اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں''۔

چہارم: جس دن آپ قرآن ختم کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں' روزہ رکھیں۔

پنجم: آخری سورہ پڑھتے ہی دوسری تلاوت قرآن کا آغاز کر دیں یعنی سورہ الناس کے بعد الفاتحہ اور البقرہ کی ابتدائی آیات۔

ایک مفہوم میں اس سے حضرت انسؓ بن مالک کی اس حدیث کی تعمیل ہو جائے گی کہ افضل عمل یہ ہے کہ قیام کیا جائے اور رخصت ہوا جائے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ اس کا کیا مطلب ہے تو آپ نے فرمایا: ''قرآن ختم کرنا اور پھر شروع کرنا''۔

ششم: ختم قرآن کے وقت دعائیں کریں اور عاجزی سے روئیں اور گڑگڑائیں۔

اس وقت دعا قبول ہوتی ہے اور اللہ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے' یہ بات بہت زور دے کر بتائی گئی ہے۔ جب کوئی قرآن کی تلاوت کر کے دعا کرتا ہے تو ۴۰ ہزار فرشتے آمین کہتے ہیں۔

دعائیں کیجیے--- خدا سے ڈرتے ہوئے' امیدوں کے ساتھ' نرمی اور اصرار کے ساتھ' عاجزی کے ساتھ--- اپنے لیے دعا کیجیے' ہر ضرورت کے لیے اور ہر ایک کے لیے' خصوصاً اُمت کے اجتماعی مسائل کے لیے' اس کی عزت و وقار کے لیے' اس کے حکمرانوں کی بہتری کے لیے' دشمنوں سے اس کی حفاظت کے لیے' صلاح وتقویٰ کے امور یا باہمی تعاون اور اتحاد کے لیے' راہ حق پر ان کی استقامت کے لیے۔

حفظ قرآن

قرآن کا جتنا حصہ حفظ کر سکتے ہیں' ضرور کیجیے۔ قرآن اس لحاظ سے منفرد ہے کہ یہ خود تقاضا کرتا ہے کہ یاد رکھا جائے اور حفظ کیا جائے۔

لفظ حفظ' اب یاد کرنے کے محدود معنوں میں استعمال ہوتا ہے' جب کہ فہم و عمل بھی اس کے مفہوم میں شامل ہے۔ دوسری زبانوں میں کوئی ایسا لفظ نہیں جو اس کے مفہوم کو ٹھیک ٹھیک ادا کرے۔

اپنے اندر قرآن کے نفوذ کے لیے حفظ ایک ضروری ذریعہ ہے۔ یہ کوئی مشینی رسمی طریقہ نہیں ہے' بلکہ ایک اعلیٰ روحانی عمل ہے۔ حفظ ہی کے ذریعے' آپ قرآن کو نمازوں میں پڑھ سکتے ہیں اور جب آپ ان الفاظ کے ذریعے اپنے سے ہم کلام ہونے والے کے سامنے کھڑے ہوں تو ان کے معانی پر غور کر سکتے ہیں۔ مگر اس سے قطع نظر' اس طرح قرآن آپ کی زبان پر جاری رہتا ہے' آپ کے قلب میں جاگزیں رہتا ہے' اور آپ کے ذہن نشین رہتا ہے--- اور آپ کا ہر وقت کا مستقل ساتھی بن جاتا ہے۔ آپ جوں جوں زیادہ حفظ کریں گے آپ محسوس کریں گے کہ اس کی تلاوت میں آپ کی

اندرونی ذات کی شرکت ہوتی جاتی ہے اور آپ کے ذہن کے لیے اس کا مطالعہ اور مفہوم کو سمجھنا آسان تر ہوتا جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر مختلف طرح زور دیا ہے:

قرآن حفظ کرو' اللہ تعالیٰ اس دل کو عذاب نہیں دے گا جس میں قرآن ہوگا (شرح السنہ)۔

جس شخص کے اندر قرآن کا کوئی حصہ نہ ہو وہ ایک اجڑے ہوئے مکان کی طرح ہے (ترمذی)۔

قرآن کے لیے آپ نے جو وقت مختص کیا ہے' اس کا کچھ حصہ حفظ میں لگایئے' اسے منظم انداز سے کیجیے۔ اپنے اہداف کو مدت کے ساتھ مربوط کیجیے۔ آپ کی فہرست میں وہ سب حصے شامل ہونے چاہییں جن کی نبی اکرمؐ عموماً نمازوں میں یا دن اور رات کے خاص اوقات میں تلاوت کرتے تھے' یا جن کی تلاوت کی اپنے صحابہؓ کو ہدایت کرتے تھے' یا جن کے فضائل کا تذکرہ کرتے تھے۔ جب آپ قرآن باقاعدگی سے پڑھیں گے' تو کچھ حصوں میں لامحالہ کشش محسوس کریں گے' اور آپ کو انھیں بھی حفظ کرنا چاہیے۔

۵

مطالعہ وفہم

اہمیت وضرورت

آپ قرآن کی حقیقی اور مکمل برکات اس وقت تک نہیں سمیٹ سکتے جب تک کہ آپ اس کے معنی سمجھنے میں اپنے آپ کو نہ لگائیں اور معلوم نہ کریں کہ آپ کا پیدا کرنے والا آپ سے کیا کہہ رہا ہے۔ بلاشبہہ جو لوگ معنی نہیں سمجھ سکتے' ان کے حصے میں بھی کچھ نہ کچھ برکتیں ضرور آتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ مسلمانوں کی ایک عظیم اکثریت عربی نہیں جانتی اور بہت سے لوگوں کی زبان میں ترجمہ بھی دستیاب نہیں ہے' لیکن اگر وہ اخلاص ومحبت اور احترام سے قرآن کی تلاوت کریں گے تو وہ اس کے فوائد میں سے کچھ نہ کچھ حصہ پانے سے محروم نہ رہیں گے۔ کیوں کہ کسی ایسی ہستی کی رفاقت میں وقت گزارنا' جس سے آپ کو محبت ہو' اگرچہ آپ اس کی زبان نہ سمجھتے ہوں' آپ کے اس تعلق کو گہرا کرتا ہے لیکن اگر آپ یہ سمجھیں بھی کہ وہ کیا کہہ رہا ہے تو یہ تعلق مضبوط تر ہوگا اور برکات عظیم تر ہوں گی۔

دوسری طرف محض معنی سمجھنا بھی بے فائدہ ہوسکتا ہے۔ بہت سے لوگوں نے نبی اکرمؐ کی اپنی زبان سے قرآن سنا' وہ اس کا ہر لفظ سمجھتے تھے' پھر بھی مزید گمراہ ہوئے۔ لاکھوں لوگ ہیں جن کی زبان عربی ہے' وہ قرآن کا ہر لفظ سمجھتے ہیں' لیکن اس کا ان کی

زندگیوں پر کوئی اثر نہیں ہے۔ بے شمار مسلمان اور غیر مسلم اسکالر قرآن کے مطالعے میں زندگیاں صرف کر دیتے ہیں' ان کے مطالعے میں کوئی نقص مشکل ہی سے نکالا جا سکتا ہے' لیکن وہ قرآن کے حقیقی لمس سے محروم رہتے ہیں۔

لیکن اس کے باوجود' آپ کے لیے قرآن سمجھنے کی کوشش میں لگ جانے کی اشد ضرورت باقی رہتی ہے۔ قرآن ایک ہدایت' ذکر' تنبیہ اور شفا کے طور پر آیا ہے۔ یہ صرف ثواب کمانے کے لیے نہیں ہے۔ نہ صرف یہ ایک قابل احترام قدیم شے' مقدس سحر یا کتاب اسم ہے بلکہ یہ تو اس لیے آیا ہے کہ آپ کے اندر انقلابی تبدیلی لے آئے اور ایک نئی زندگی کی طرف آپ کی رہنمائی کرے۔ قرآن کو سمجھنا اس نئی زندگی کو پانے کی یقینی ضمانت نہیں ہے' لیکن اس کے بغیر قرآن کے حقیقی مقصد کے حصول اور انسانیت کو اس کی طرف دعوت دینے کا کام بے انتہا مشکل رہے گا۔

ذاتی مطالعہ

ہم اپنے طور پر خود قرآن کا مطالعہ اور اس کے معانی پر غور وفکر کیوں کریں؟ کیا یہ کافی نہیں کہ ہم کسی عالم سے اس کی تلاوت اور تفسیر سن لیں؟

یقیناً یہ کافی نہیں ہے' گو یہ بھی ضروری ہے۔ ایک نہایت اہم اور خاص وجہ سے آپ کو اپنی سی پوری کوشش کرنا چاہیے کہ قرآن جو کچھ کہتا ہے وہ آپ معلوم کریں اور اس میں جذب ہو جائیں۔ قرآن محض معلومات کی یا ''یہ کرو' وہ نہ کرو'' کے احکامات کا مجموعہ نہیں ہے۔ قرآن آپ کو صرف یہی نہیں بتاتا کہ خدا ہے اور وہ آپ سے کیا چاہتا ہے بلکہ وہ تو یہ چاہتا ہے کہ آپ کی شخصیت کو اپنی گرفت میں لے' آپ کو نئی زندگی سے آشنا کرے اور اللہ سے آپ کا ہمہ گیر تعلق قائم کر دے۔ اس لیے اسے آپ کے ایمان میں' ارادے میں اور صبر میں اضافہ کرنا چاہیے اور انھیں مضبوط کرنا چاہیے۔ اسے آپ کا تزکیہ کرنا چاہیے' سیرت کی تعمیر کرنا چاہیے اور رہن سہن کو اپنے رنگ میں ڈھالنا چاہیے۔ آپ

کو مسلسل جذبہ و تحریک دینا چاہیے' اور آپ کو اعلیٰ سے اعلیٰ بلندیوں تک لے جانا چاہیے۔

یہ سب اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ آپ قرآن کے ساتھ مطالعے' تفہیم اور غور وفکر کا ایک بالکل ذاتی تعلق قائم کریں۔ اس کی ہدایات پر غور وفکر کے بغیر آپ کا دل' آپ کے خیالات اور آپ کا عمل اس راستے پر نہیں چل سکے گا۔ ان ہدایات پر غور وفکر اور تدبر میں ڈوبے بغیر آپ اسے جذب نہیں کر سکتے' نہ یہ آپ کی زندگی پر اثر انداز ہو سکتا ہے۔

ذرا سوچیے! آپ پر قرآن کی تلاوت ترتیل کے ساتھ کیوں لازم کی گئی؟ سوائے اس کے کہ اس طرح آپ سمجھ سکیں اور تدبر کر سکیں۔ آپ سے کیوں چاہا گیا ہے کہ دوران تلاوت وقفہ کیا کریں۔ اگر آپ کو معلوم ہی نہ ہو کہ آپ کیا پڑھ رہے ہیں تو وہ مناسب اندرونی' جسمانی اور زبانی ردعمل کیسے دے سکتے ہیں جن پر قرآن نے اتنا زور دیا ہے۔

مطالعہ کے خلاف استدلال

مگر کیا یہ اندیشہ نہیں ہے کہ ایک شخص کسی عالم کی رہنمائی اور مطالعے کے ضروری لوازم کے بغیر خدا کی کتاب کو خود سے سمجھنے کے بہت بڑے کام کو اپنے سر لے تو وہ غلطی کر بیٹھے۔ وہ گمراہ بھی ہو سکتا ہے۔ ہاں' اس کا امکان ہے' خصوصاً اس صورت میں کہ اسے اپنے اہداف اور حدود کا علم نہ ہو۔ لیکن اگر آپ سرے سے سمجھنے کی کوشش نہ کریں' تو آپ کے لیے اور امت کے لیے بڑا خسارہ ہے۔ خود سے مطالعہ کرنے کے خطرات کو احتیاطی تدابیر اختیار کر کے اور یہ یقینی بنا کر کہ آپ اپنی حدود و اہداف سے آگے نہیں جائیں گے' کم کیا جا سکتا ہے لیکن مطالعہ ترک کرنے کے نقصان کا کوئی مداوا نہیں ہے۔

کچھ لوگوں کا استدلال ہے کہ کیا قرآن کے معنی خود سے سمجھنے کی کوشش کرنا' رسولؐ اللہ کے اس واضح ارشاد کے خلاف نہیں ہے: جو قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کرے'

جہنم میں اپنا مقام بنالے" (ترمذی)۔

ظاہر ہے کہ یہ حدیث اس مطالعے کی طرف اشارہ کر رہی ہے جس میں کوئی اپنی ذاتی رائے یا پہلے سے طے شدہ تصورات کی تائید کے لیے قرآن کو استعمال کرے، نہ کہ اگر کوئی کھلے ذہن سے اپنے کو قرآن کی ہدایت کے آگے ڈال دے۔ یا وہ کوئی ایسی تفسیر کرنے کی کوشش کرے جس کے لیے وہ ضروری علم نہ رکھتا ہو۔

دوسری صورت میں، جیسا کہ امام غزالیؒ بہ اصرار کہتے ہیں، رسولؐ اللہ نے اپنے صحابہ کو تاکید نہ کی ہوتی کہ قرآن کا مطلب سمجھنے میں خود کو لگائیں، اور نہ انھوں نے ایسا کیا ہوتا (جیسا کہ انھوں نے کیا)، نہ انھوں نے ان مطالب کو بیان کیا ہوتا جو آپ سے نہیں سنے تھے (جیسا کہ انھوں نے بیان کیے) اور نہ ان کی تفاسیر میں وہ اختلاف ہوئے ہوتے (جو کہ ہوئے)۔

خطرات کے اندیشے سے، بعض مذہبی رہنما کسی عالم کی رہنمائی کے بغیر، قرآن کا ترجمہ پڑھنے سے بھی منع کرتے ہیں۔ یا وہ انفرادی مطالعے کے لیے ایسی شرائط عائد کرتے ہیں جو محض چند افراد ہی غیر معمولی محنت کر کے پورا کر سکتے ہیں۔ ایسے مشورے، نیک نیتی کے باوجود، آپ کو ان خزانوں سے محروم رکھنے پر منتج ہوتے ہیں جو قرآن اپنے ہر طالب کو دیتا ہے۔ اگرچہ بعض صورتوں میں وہ خطرات حقیقی ہیں، لیکن ممانعت کی کوئی بنیاد یا منطق نہیں ہے۔

ذرا سوچیے: کیا آپ کسی عرب کو قرآن کے لفظی معنی سمجھنے سے روک سکتے ہیں؟ پھر آخر ایک غیر عرب ترجمہ قرآن کیوں نہ پڑھے۔ پھر کیا وہ کسی شخص کو، جو کچھ وہ پڑھے، اس کے معنی و مفہوم معلوم کرنے سے روک سکتے ہیں؟ پھر قرآن کا مطالعہ کرنے اور اس کا مفہوم سمجھنے کی کوششوں کی مخالفت کیوں کی جاتی ہے۔ آخری بات یہ کہ قرآن کے اولین مخاطبوں کے بارے میں، وہ کافر ہوں یا مسلمان، کیا کہیں گے۔ وہ ناخواندہ بدو اور تاجر تھے، جنھیں مطالعے کی کوئی سہولت مہیا نہ تھی، پھر بھی کئی کافر، محض قرآن سن کر مسلمان

ہوئے، کسی تفسیر کا مطالعہ کیے بغیر، اور صرف پہلی دفعہ سننے کے نتیجے میں۔

بلاشبہ انھیں یہ منفرد اور اعلیٰ ترین اعزاز حاصل تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی زندگیوں کا، جو ایمان دعوت اور جہاد کی بھٹیوں سے گزر کر قرآن پر عمل کر رہے تھے 'مشاہدہ' کریں۔ ہمیں یہ اعزاز نہ حاصل ہے، نہ ہم یہ حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن اسے ہماری حوصلہ شکنی کا سبب نہ بننا چاہیے۔ کوئی وجہ نہیں کہ جب ہم شرائط پوری کر دیں، اور جیسا کہ بار بار زور دیا جا رہا ہے، ہم بھی ایمان دعوت اور جہاد کی زندگی گزاریں جیسی کہ صحابہ کرامؓ نے گزاریں تو قرآن ہمارے لیے اپنے دروازے نہ کھول دے۔ قرآن کو سمجھنے کی ہر کوشش کی نفی کر کے صرف کسی عالم کے قدموں میں بیٹھنے سے گم راہ ہو جانے سے تحفظ نہیں ہوسکتا۔ اصل علاج صحیح طریقہ کار اختیار کرنے میں ہے۔

اس کا مطلب یہ نہیں کہ عربی زبان اور دوسرے علوم القرآن کے ضروری علم، یا اہل اور قابل اعتماد اساتذہ سے سیکھنے یا معاصر انسانی علوم سے آگاہ ہونے کی لازمی ضرورت سے انکار کیا جا رہا ہے۔ یہ اہم ہیں لیکن اسی حد تک کہ آپ اپنے مطالعہ قرآن سے کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کے پاس وہ اوزار ہونے چاہییں جو آپ کے ہدف حاصل کرنے کے لیے ضروری ہیں۔ لیکن آپ قرآن کو سمجھنے کی کسی بھی کوشش سے محض اس لیے اپنے کو بری نہیں کر سکتے کہ آپ کو یہ سب اوزار میسر نہیں ہیں، یا آپ کسی سکہ بند استاد کے پاس نہیں جا سکتے۔

تصور کیجیے کہ آپ ایک جزیرے پر ہیں۔ آپ عربی نہیں جانتے، نہ سیکھنے کا کوئی موقع ہے۔ آپ کو اچھے استاد یا اچھی تفسیر جیسے وسائل بھی میسر نہیں ہیں۔ نہ آپ یہ حاصل کر سکتے ہیں۔ بلاشبہ ان حالات میں آپ کو قرآن کا صحیح صحیح فہم حاصل کرنے کے لیے مناسب قابلیت پیدا کرنے کی ضرورت تسلیم کرنا چاہیے اور اس کے لیے ہر ممکن کوشش کرنا چاہیے لیکن اس کے باوجود، قرآن آپ کے لیے اللہ کی جانب سے رہنمائی ہے۔

خوش قسمتی سے، ہم میں سے کوئی بھی ایسے جزیرے پر نہیں رہتا۔ ایسے "جزیرے"

ہماری سستی و کاہلی' بے توجہی' بے عملی' اور ہمارے اس یقین میں کمی کی وجہ سے ہمارے تصورات میں وجود رکھتے ہیں۔ قرآن کو سمجھنے کے لیے اس کے ساتھ ذہن و قلب کی رفاقت ہماری زندگی کے لیے اسی طرح ضروری ہے جس طرح جسم کے لیے غذا۔ جو بات یاد رکھنے کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ کوئی شخص قرآن کا ایک نسخہ ہاتھ میں لیے کسی جزیرے پر واقعتاً رہتا ہے یا نہیں' جس کے لفظی معنی وہ کچھ نہ کچھ سمجھ لیتا ہے' یا کسی شخص نے قرآنی علوم میں مہارت حاصل کر لی ہے یا نہیں--- بہرحال قرآن پر غوروفکر کے لیے ذاتی طور پر دل و جان سے لگ جانے کی ضرورت اور مطالبہ قائم رہتا ہے۔

قرآن کا زور

قرآن ہر شخص کے لیے رہنما' اس کا استاد اور مربی ہے۔ اس لیے اس کو سمجھنے کی بڑی اہمیت ہے ورنہ اس کی حیثیت ایک مقدس دستاویز سے زیادہ نہ ہوگی۔ دل و دماغ کو قرآن کے پیغام کے لیے کھولنے میں' ذاتی کوششوں کی مرکزی اہمیت خود قرآن نے وضاحت سے بیان کر دی ہے۔

ہمیں قرآن کے فہم کے لیے اپنے دلوں پر قفل لگانے کی شدید حماقت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے:

کیا ان لوگوں نے قرآن پر غور نہیں کیا' یا ان کے دلوں پر قفل چڑھے ہوئے ہیں (محمد ۴۷:۲۴)۔

اسی لیے قرآن پر غوروفکر کے لیے تدبر و تفکر کی دعوت قرآن کے ہر صفحے پر موجود ہے۔ تم سنتے کیوں نہیں؟ تم دیکھتے کیوں نہیں؟ تم سوچتے کیوں نہیں؟ تم عقل سے کام کیوں نہیں لیتے؟ تم تدبر کیوں نہیں کرتے؟ اگر یہ دعوت ہر اس انسان کے لیے نہیں جو سننے' دیکھنے اور سوچنے کی صلاحیت رکھتا ہے' تو کس کے لیے ہے!

نہایت اصرار کے ساتھ یہ اعلان کیا گیا ہے کہ قرآن اس لیے نازل کیا گیا ہے کہ

اسے سمجھا جائے۔

یہ ایک بڑی برکت والی کتاب ہے جو اے نبیؐ ہم نے تمھاری طرف نازل کی ہے تاکہ یہ لوگ اس کی آیات پر غور کریں اور عقل و فکر رکھنے والے اس سے سبق لیں (ص ۳۸:۲۹)۔

اسی طرح' قرآن' عبادالرحمٰن کی یہ صفت بیان کرتا ہے:

جنھیں اگر ان کے رب کی آیات سنا کر نصیحت کی جاتی ہے تو وہ اس پر اندھے اور بہرے ہو کر نہیں رہ جاتے (فرقان ۲۵:۷۳)۔

اس کے برخلاف ان لوگوں کو حیوانات سے بھی بدتر قرار دیتا ہے جو اپنی آنکھوں' کانوں اور قلوب کو دیکھنے' سننے اور غوروفکر کرنے کے لیے استعمال نہیں کرتے۔

ان کے پاس دل ہیں مگر وہ ان سے سوچتے نہیں۔ ان کے پاس آنکھیں ہیں مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں۔ ان کے پاس کان ہیں مگر وہ ان سے سنتے نہیں۔ وہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے زیادہ گئے گزرے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو غفلت میں کھوئے گئے ہیں (الاعراف ۷:۱۷۹)۔

جب تک آپ قرآن کے معنی نہ سمجھیں' جب تک یہ نہ جانیں کہ اللہ آپ سے کیا کہہ رہا ہے اور جب تک اسے جاننے کے لیے ذاتی طور پر خوب کوشش نہ کریں' آپ قرآن کے حقیقی خزانے اور عظیم برکات حاصل نہیں کر سکتے۔

دورِ اوّل کا طریقہ

وہ حدیث' جس میں تین دن میں قرآن ختم کرنے کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے' دراصل قرآن کو سمجھنے کی ضرورت واضح کرتی ہے یعنی اس صورت میں (تین دن میں) سمجھ نہیں پاؤ گے۔ جو شخص معنی نہیں سمجھتا یا جو اس پر غوروفکر نہیں کرتا وہ اس ہدایت کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ امام غزالی نے احیاء العلوم میں متعدد مثالیں دی ہیں کہ صحابہ کرامؓ اور

تابعین کس طرح اپنے آپ کو اس کام کے لیے وقف کر دیتے تھے۔

ایک دفعہ حضرت انسؓ بن مالک نے کہا: اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص قرآن پڑھتا ہے' لیکن قرآن ایسے شخص پر لعنت کرتا ہے' کیوں کہ وہ اسے سمجھتا نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے نزدیک قرآن سمجھنا ایمان کی علامت ہے۔ بہت زمانہ گزر چکا ہے۔ ایسا وقت آ گیا ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ ایک شخص کو ایمان لانے سے قبل مکمل قرآن دیا جاتا ہے۔ وہ فاتحہ سے آخر تک تمام صفحات پڑھ جاتا ہے۔ نہ اسے اس کے احکامات کی خبر ہوتی ہے' نہ ڈراووں کی اور نہ ان مقامات کی جہاں اسے توقف کرنا چاہیے۔ وہ اس پر سے اس طرح پھلانگتا ہے' جس طرح کوئی جلوس میں بھاگنے والا پھلانگتا ہے۔ حضرت عائشہؓ نے ایک شخص کو قرآن کو بڑبڑانے کے انداز سے پڑھتے سنا تو فرمایا: اس نے نہ قرآن کو پڑھا' نہ خاموش رہا۔ حضرت علیؓ کا قول ہے: جس قرآن کے پڑھنے پر غور نہ کیا جائے' اس کے پڑھنے میں کوئی خیر نہیں۔ ابوسلیمان دارانی کہتے ہیں: میں ایک آیت تلاوت کرتا ہوں اور پھر ۴' ۵ راتیں اس کے ساتھ بسر کرتا ہوں' اگلی آیت پر اس وقت تک نہیں آتا جب تک کہ زیرغور آیت پر اپنا تدبر مکمل نہیں کر لیتا۔

ظاہر ہے کہ اگر قرآن ہر شخص کے لیے کتاب ہدایت ہے تو جس طرح ایک سرتاپا عالم فاضل ہدایت پانے کا استحقاق رکھتا ہے اسی طرح 'جزیرے' کا ایک باشندہ بھی ہدایت کا مستحق ہے۔ اساتذہ یا کتابیں نہ ہوں تب بھی اس کا مفہوم واضح طور پر سمجھ میں آنا چاہیے۔ اجتماعی طور پر' اور انفرادی طور پر آپ کو اس پر اپنا وقت لگانا چاہیے تاکہ اس کا فہم حاصل کریں' سمجھیں اور غوروفکر کر کے' اپنی زندگی کے لیے اس کے معنی سمجھیں اور معلوم کریں کہ خدا آپ سے کیا کہتا ہے۔

ذاتی مطالعے میں اندیشے

ضروری ہے کہ اس طرح کے کام میں جو خطرات پیش آنا لازمی ہیں' ان کو خوب

اچھی طرح سمجھ لیا جائے اور ان سے بچاؤ کے لیے مناسب اقدامات کر لیے جائیں۔

اوّل: یاد رکھیے کہ قرآن کا سمجھنا ایک وسیع اور کثیر الاطراف عمل ہے جس کی قسمیں' سطحیں' درجات اور کئی پہلو ہیں۔ آپ کو ان سب سے واقف ہونا چاہیے۔ اس لیے سمجھنا کہ دل کو غذا فراہم ہو اور اس لیے سمجھنا کہ فقہی نکات کا استنباط کیسے ہوتا ہے' ان دونوں میں لازماً فرق ہوگا۔

دوم: اپنے آپ کو جانچیے اور اپنی صلاحیتوں اور خامیوں کو اچھی طرح پہچان لیجیے۔ مثال کے طور پر: ہدایت کے قرآنی ضابطے کا فہم' عربی پر آپ کی گرفت' حدیث اور سیرت پر آپ کی نظر' مصادر تک آپ کی پہنچ--- ان سب کے بارے میں ٹھیک ٹھیک اندازہ کر لیجیے۔

سوم: اپنے مقاصد کو ٹھیک ٹھیک سمجھ لیجیے اور اپنے مطالعے کے واضح اہداف طے کر لیجیے۔ کبھی بھی ایسا کام کرنے کی کوشش نہ کیجیے جو آپ کی صلاحیتوں اور حدود سے ماورا ہو۔ مثال کے طور پر' اگر آپ عربی زبان نہیں جانتے تو صرف ونحو کے مسائل میں نہ اُلجھیے' اپنے آپ کو صرف درست لفظی معنوں تک محدود رکھیے۔ اگر آپ کو اسباب نزول' ناسخ منسوخ اور قدیم تفسیروں سے واقفیت نہیں ہے تو آپ قرآن سے اپنی ذاتی فقہ برآمد نہ کریں' یا کسی خاص موقف کی تائید یا اس پر تنقید نہ کریں۔

چہارم: آپ کے جو نتائجِ مطالعہ اُمت کے تسلیم شدہ مفہوم سے مختلف ہوں' ان کو حتمی نہ سمجھیں' نہ اس کی اشاعت شروع کر دیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ کو اپنی رائے رکھنے سے منع کیا جا رہا ہے' نہ اس کا انکار کیا جا رہا ہے کہ علما کی رائے غلط ہو سکتی ہے۔ بلکہ یہ کہا جا رہا ہے کہ اس کو مسترد کرنے یا اس میں ترمیم کرنے کے لیے' آپ کو زیادہ نہیں تو ان کے برابر قابلیت کا مالک ہونا چاہیے۔ یہ آپ کو اس ذمہ داری سے بری نہیں کرتا ہے کہ آپ جو کچھ قرآن سے اخلاقی طور پر درست پاتے ہیں' اس پر عمل کریں' اور جسے اخلاقی طور پر غلط پاتے ہیں اس سے احتراز کریں۔

پنجم: اپنے محدود علم کی وجہ سے آپ اکثر اپنے نتائج کے بارے میں شبہے میں ہوں گے۔ ایسی صورت میں جب تک کہ آپ مکمل تقابلی مطالعہ نہ کرلیں' یا قرآن کے کسی خداترس عالم باعمل سے اس پر گفتگو نہ کرلیں' اپنے خیالات کو حتمی شکل نہ دیں۔

فہم کے درجات

ہم قرآن کے مطالعے کو قرآن کی درج ذیل آیت کے مطابق دو درجوں --- تذکر اور تدبر میں تقسیم کرسکتے ہیں:

تاکہ یہ لوگ اس کی آیات پر غور کریں اور عقل وفکر رکھنے والے اس سے سبق لیں (ص ۳۸:۲۹)۔

تذکر

تذکر قرآن میں کثرت سے استعمال کیا گیا ہے۔ اس کا مختلف طرح سے ترجمہ کیا گیا ہے: متنبہ ہونا' نصیحت پانا' یاد کرنا' سبق حاصل کرنا' دل پر اثر لینا۔ اس سے وہ عمل مراد لیا جاسکتا ہے جس میں آپ قرآن کے پیغام اور اس کی تعلیمات کو گرفت میں لینے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ آپ یہ جانیں کہ آپ کے لیے ان کا مطلب کیا ہے' وہ آپ سے کیا تقاضا کرتا ہے؟ اسے دل تک جانے دیا جائے تاکہ قلب وذہن اور عمل کے حوالے سے مناسب تبدیلی ہو۔ جو کچھ علم میں آئے' اس کے مطابق عمل کرنے کا عزم ہو۔ اور آخری بات یہ کہ متعین کیا جائے کہ دوسرے انسانوں کو کیا پیغام پہنچانا ہے۔

تذکر فہم کی ایسی قسم ہے جسے اپنی اصل نوعیت کے حوالے سے حصول علم کے اعلیٰ درجے کی معاونات کی حاجت نہیں ہے۔ آپ کو ہر لفظ کے معنی معلوم نہ ہوں' تمام اہم اور کلیدی الفاظ کے مکمل مفہوم کو جاننے کی قابلیت نہ رکھتے ہوں' آپ ہر آیت نہ سمجھتے ہوں لیکن مجموعی پیغام' خصوصاً وہ پیغام جو آپ کے لیے ہے--- زندگی کیسے گزاری جائے؟

واضح اور روشن ہوکر سامنے آجائے۔

قرآن کو سب سے پہلے سننے والوں نے اس کو سب سے زیادہ سمجھا اور اس سے سب سے زیادہ فائدہ اٹھایا۔ وہ شہر کے تاجر' کاشت کار' گلہ بان' شتر سوار اور بدو تھے۔ ان کی بغلوں میں تفاسیر' لغت اور صرف ونحو کی موٹی موٹی کتابیں نہ تھیں۔ نہ انھیں فلسفے' تاریخ' جغرافیے' آثارِ قدیمہ' بشریات اور عمرانی اور فطری علوم پر دست رس حاصل تھی۔ مگر اس کے باوجود وہ قرآن سمجھنے میں سب سے زیادہ کامیاب تھے۔ انھوں نے قرآن کے پیغام کو دل سے قبول کیا اور اس کے مطابق زندگی گزارنا شروع کردی۔ اس لیے فہم کی یہ قسم' ہر اس شخص کے لیے دستیاب ہے' اور ہونا چاہیے جو اس کے لیے کم سے کم ضروری شرائط پوری کرتا ہے۔ وہ کیا پاتا ہے' اس کی شدت اور درجہ اس کی صلاحیت اور کوشش پر منحصر ہوگا۔ یقیناً حصول علم کی معاون چیزوں سے اس عمل میں نئے پہلوؤں کا اضافہ ہوگا' زیادہ رسوخ حاصل ہوگا' نئی بصیرت ملے گی--- لیکن یہ لازمی نہیں ہیں۔

قرآن واضح طور پر اعلان کرتا ہے کہ اسے سمجھنا آسان ہے' ہر مخلص متلاشی کے لیے یہ موجود ہے اگر وہ صرف سمجھ کر پڑھے' اور اس پر غور کرے۔ یہ وہ تذکر ہے جس کی طرف قرآن ہر دیکھنے والے سننے والے سوچنے والے کو دعوت دیتا ہے۔ یہ آیات اس مفہوم میں ہیں:

ہم نے اس قرآن کو نصیحت کے لیے آسان ذریعہ بنا دیا ہے۔ پھر کیا ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا۔ (القمر ۵۴:۱۷)

ہم نے اس کتاب کو تمھاری زبان میں سہل بنا دیا ہے تاکہ یہ لوگ نصیحت حاصل کریں (الدخان ۴۴:۵۸)۔

ہم نے اس قرآن میں لوگوں کو طرح طرح کی مثالیں دی ہیں کہ یہ ہوش میں آئیں (الزمر ۳۹:۲۷)۔

اس تاریخ میں عبرت کا سبق ہے ہر اس شخص کے لیے جو دل رکھتا ہو یا توجہ سے

سنے (ق ۵۰: ۳۷)۔

تذکر فہم کی کوئی نچلی سطح نہیں ہے۔ یہ قرآن کا اصل بنیادی مقصد ہے۔ تذکر کے ذریعے ہدایت نور اور شفا حاصل کرنے کے لیے آپ کو اپنی پوری زندگی کوشش کرنی ہوگی اور اس عمل کے ذریعے آپ خود ذاتی طور پر ایسے زر و جواہر جمع کرتے رہیں گے جو کبھی ختم نہ ہوں گے۔

تدبر

فہم کا ایک دوسرا درجہ تدبر ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ ہر لفظ‘ ہر آیت اور سورہ کے مکمل معنی معلوم کرنے کی کوشش کریں۔ اہم الفاظ‘ تشبیہات اور مثالوں میں پنہاں مکمل معنی دریافت کریں۔ آپ متن کا نظم اور اس میں جاری وحدت معلوم کریں۔ آپ مرکزی موضوعات کا تعین کریں‘ شان نزول‘ تاریخی پس منظر اور لغت کی باریکیوں میں جائیں۔ آپ مختلف تفاسیر کا تقابلی مطالعہ کریں۔ پھر یہ کہ آپ بندے کے‘ اپنے خدا‘ دوسرے انسانوں‘ خود اپنے آپ اور اردگرد کی دنیا سے تعلق کے تمام مضمرات دریافت کریں۔ آپ افراد اور معاشرے کے لیے قوانین اور اخلاقی اصول مستنبط کریں۔ ریاست و معیشت کے لیے قواعد و ضوابط‘ تاریخ اور فلسفے کے اصول اور انسانی علم کی موجودہ سطح کے لیے مضمرات معلوم کریں۔ اس طرح کے مطالعہ کے لیے آپ کے اہداف و مقاصد کے لحاظ سے قرآن کے مختلف علوم کا وسیع اور گہرا علم درکار ہوگا۔

تذکر اور تدبر‘ فہم کی دو ایسی علیحدہ قسمیں نہیں جن کا ایک دوسرے سے تعلق نہ ہو‘ یہ ایک دوسرے میں شامل ہوتی ہیں۔

آپ کے مقاصد

آپ کے مقاصد کیا ہونا چاہییں؟

ظاہر ہے کہ ہر فرد کے مقاصد مختلف ہوں گے۔ میرے نقطہ نظر کے مطابق‘ تذکر ہر مسلمان کے لیے فرض ہے جو قرآن سمجھنے کا اہل ہے یا ہو سکتا ہے۔ اس لیے‘ ایک اوسط تعلیم یافتہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے جو اپنی صلاحیتوں اور تحدیدات کی روشنی میں اللہ سے اپنے عہد کو پورا کرنے کی کوشش کر رہا ہے‘ تذکر آپ کا اولین اور اہم ترین مقصد ہونا چاہیے۔

یاد رکھیے کہ تذکر میں آپ دراصل اپنے ذہن و قلب کو جلا بخشنے‘ ایمان میں اضافہ کرنے‘ قرآن جو پیغام آپ کو دے رہا ہے اسے معلوم کرنے‘ اس طرف دل کو متوجہ کرنے اور اسے یاد کرنے کے لیے نکلتے ہیں۔ اپنی ساری محنتوں کے نتیجے میں آپ کو خدا کی آواز سننے کے قابل ہونا چاہیے: وہ کیا چاہتا ہے کہ آپ کیا بنیں اور کیا کریں۔

فہم کی سطحیں اور شکلیں

آپ کے فہم قرآن کی مختلف سطحیں ہو سکتی ہیں:

اول : آپ اس کا سادہ لفظی مفہوم اس طرح سمجھیں جیسے کہ آپ کوئی ایسی کتاب پڑھیں جس کی زبان آپ کو آتی ہے‘ جیسے کوئی عربی جاننے والا قرآن پڑھ کر سمجھے۔

دوم : آپ معلوم کریں کہ اہل علم نے اس سے کیا سمجھا ہے: ان کے بیان سن کر‘ یا ان کی تفاسیر اور دوسرے ماخذ سے استفادہ کر کے۔

سوم: آپ مطالعے اور غور و فکر کے ذریعے اس کا مفہوم معلوم کریں اور اسے جذب کریں تاکہ آپ تذکر کی سطح تک پہنچیں۔ اگر آپ کے اندر صلاحیت اور احساسِ ضرورت ہے‘ تو تدبر کی سطح حاصل کریں۔

چہارم: اس کے احکامات کی اطاعت کر کے اور جو فرائض اور مشن یہ آپ کو سونپتا ہے‘ انھیں پورا کر کے اس کے حقیقی معنی دریافت کریں۔

بنیادی شرائط

اپنی کوششوں کو مفید اور نتیجہ خیز بنانے کے لیے کچھ بنیادی شرائط کا پورا کیا جانا ضروری ہے۔

عربی

اول : اتنی عربی سیکھنے کی کوشش کریں کہ کسی ترجمے کی مدد کے بغیر آپ قرآن کے معنی سمجھ سکیں۔ یہ پہلا قدم ہے اور سب سے ضروری شرط۔

یہ بہت مشکل کام معلوم ہوتا ہے۔ مگر میں نے دیکھا ہے کہ ایک دفعہ سنجیدگی اور لگن سے شروع کر دیا جائے تو نیم خواندہ افراد بھی محض چند ماہ میں یہ مہارت حاصل کر لیتے ہیں۔ کسی استاد یا صرف کسی مناسب کتاب کی مدد سے مطالعہ کے ۱۲۰ گھنٹے (۴ گھنٹے روز کے حساب سے ایک ماہ) سے زائد اس کے لیے درکار نہ ہوں گے کہ آپ یہ جان سکیں کہ قرآن آپ سے کیا کہہ رہا ہے۔ لیکن قرآن کے مطالعے کی اپنی کوششوں کو عربی جاننے تک ملتوی نہ کیجیے۔ کوئی اچھا ترجمہ، یا جو بہترین دستیاب ہے، لیجیے اور اپنا کام شروع کر دیجیے۔ یہ سمجھے بغیر قرآن پڑھنے سے، بہر حال بہتر ہے۔

پورا قرآن پڑھنا

دوم: سب سے پہلے صرف لفظی معنی سمجھتے ہوئے شروع سے آخر تک پورا قرآن پڑھ ڈالیے۔ اگر عربی نہیں آتی، تو ترجمے کی مدد سے۔

اچھا تو یہ ہے کہ آپ قرآن پاک کی ایک مہینے میں مکمل تلاوت کا خصوصی منصوبہ بنائیں۔ اس میں روزانہ ۲ گھنٹے سے زیادہ نہ لگیں گے۔ اس کے بعد آپ اپنی سہولت کے مطابق رفتار آہستہ کر سکتے ہیں مگر اس طرح کا طائرانہ مطالعہ آپ کو ساری زندگی جاری

رکھنا چاہیے، جس رفتار سے بھی آپ کے لیے مناسب ہو (جیسا کہ مطالعہ کے آداب کے حوالے سے آپ پڑھ چکے ہیں)۔

قرآن کے گہرے مطالعے سے قبل، پورے قرآن کی ایک ابتدائی باترجمہ تلاوت بہت اہمیت رکھتی ہے۔ اس سے آپ کو قرآن کے مجموعی پیغام، اس کی زبان اور طرز بیان، دلیل، استدلال اور تعلیمات اور احکامات کا کچھ اندازہ ہو جائے گا۔ باقاعدہ مطالعے سے آپ قرآن سے مانوس ہو جاتے ہیں، اس کی مربوط وحدت کو محسوس کرتے ہیں، اور اس کو ایک اکائی کے طور پر دیکھنے لگتے ہیں۔ اس طرح کے مطالعے سے اس بات کا اندیشہ کم ہو جاتا ہے کہ آپ کسی چیز کی ایسی تعبیر کر لیں جو لوگ قرآن کے مجموعی مفہوم کے مطابق نہ ہو۔ جو قرآن تک اس کے مضامین اور سیاق سے اپنی واقفیت کے بجائے محض اشاریوں کے ذریعے پہنچنا چاہتے ہیں، وہ اپنی تعبیر میں غلطی کر سکتے ہیں۔ قرآن کے متن سے باقاعدہ ربط میں رہنا اس کے مجموعی فہم کے لیے ضروری کلید ہے۔ یہ آیات اور الفاظ کے علیحدہ علیحدہ معنی سمجھنے میں بہت زیادہ مددگار ہوگا۔ مسلسل اور دیرپا تعلق کے نتیجے میں اکثر ایسا ہوگا کہ آپ قرآن کی عبارت کو اچانک اپنے سے باتیں کرتا ہوا اور اپنے سوالوں کا جواب دیتا ہوا محسوس کریں گے۔

درحقیقت کسی ایک ہی وقت میں، مختلف مقاصد حاصل کرنے کے لیے آپ مطالعہ قرآن کے لیے مختلف طریقے اختیار کر رہے ہوں گے--- کسی متعین وقت میں ختم کرنے کے لیے آپ تیز تیز پڑھنے میں مصروف ہو سکتے ہوں گے یا کسی ایک لفظ، یا کسی ایک آیت کا مفہوم معلوم کرنے کے لیے گھنٹوں صرف کر رہے ہوں گے۔ ایک ہی حصے کے مفہوم پر غور کرنے کے لیے آپ بار بار اس کی تلاوت کر رہے ہوں گے، کبھی تیز، کبھی آہستہ، یا ایک دفعہ پورے میدان سے واقف ہونے کے بعد کسی ایک موضوع پر رہنمائی حاصل کرنے کے لیے آپ پورے قرآن کے صفحات اُلٹ پلٹ رہے ہوں گے۔ آپ خود غور وفکر کر رہے ہوں تو کم وقت لگے گا، لیکن طویل اور مختصر تفاسیر کا تقابلی مطالعہ کر رہے

ہوں تو مختصر حصے کے مطالعے میں بھی بہت زیادہ وقت لگ سکتا ہے۔

تفاسیر کا مطالعہ

سوم: آپ پورے قرآن کو ایک دفعہ سمجھ کر پڑھ چکے ہیں اور اب نسبتاً کم رفتار سے جو آپ کو مناسب لگتی ہے' باقاعدہ مطالعہ کر رہے ہیں۔ اس مرحلے پر کوئی مختصر قابل اعتبار تفسیر یا حواشی لے لیں اور اس کا مطالعہ کریں۔ عربی' اُردو اور دوسری زبانوں میں متعدد مختصر تفاسیر موجود ہیں۔

جو کچھ آپ نے اب تک خود حاصل کیا ہے' مختصر حواشی کا مطالعہ اس کی نسبت زیادہ تفصیلی نظر قرآن کے بارے میں آپ کو دے گا۔ یہ بعض ایسے اہم میدانوں تک پہنچائے گا جنھیں آپ خود اپنے غور وفکر سے دریافت نہیں کر سکتے تھے: زبان' طرز بیان' استدلال' تاریخی پس منظر' تفصیلی مفہوم۔ اس سے آپ کی بعض غلطیوں کی اصلاح بھی ہوسکتی ہے۔

کوشش کریں کہ قرآن کے ذاتی تفصیلی مطالعے میں جب آپ کو مدد کی ضرورت ہو تو آپ مختصر تفاسیر تک ہی محدود رہیں۔ کم سے کم آغاز میں طویل اور مفصل تفاسیر میں نہ الجھیں۔ ان کی طویل بحثیں اکثر خدا کے کلام سے آپ کے براہ راست زندہ تعلق میں دیوار بن جاتی ہیں۔ اگر مکمل تفسیر دستیاب نہ ہو تو جزوی تفاسیر پڑھیے۔ اسلامی لٹریچر کے مطالعے کے دوران' مباحث اور نتائج میں جو چیز قرآن پر مرکوز ہو' اسے خصوصی طور پر توجہ سے دیکھیے۔ آپ کو اس طرح کے لٹریچر سے' بہت منتشر ہونے کے باوجود' فہم قرآن میں بڑی مدد ملے گی۔

یاد رکھیں کہ ایمان کو تقویت دینے کے لیے اور زندگی گزارنے کے لیے ضروری ہدایت طویل تفاسیر کے مطالعے کے بغیر ہی آپ کو مل سکتی ہے۔ صرف کسی اُلجھن کو دُور کرنے' کسی باریک نکتے کی تحقیق کرنے' یا کسی شبہ کو دُور کرنے کے لیے آپ کو تفسیر سے

مدد لینے کی ضرورت پڑے گی۔

منتخب حصوں کا مطالعہ

چہارم: مثالی صورت تو یہ ہے کہ آپ بالکل آغاز سے قرآن کا مطالعہ شروع کریں اور آخر تک جائیں۔ ان شاء اللہ آپ میں سے کچھ ضرور ایک دن اس کا آغاز کریں گے' لیکن شاید آپ میں سے بیش تر کے لیے یہ دن ابھی بہت دور ہو' یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ دن آئے ہی نہیں۔ اس لیے آپ کو اپنا مطالعہ جتنی جلد ہو سکے شروع کر دینا چاہیے۔

اس مقصد کے لیے کچھ مختصر حصوں' مخصوص سورتوں یا ایک آیت ہی کا انتخاب کریں اور ان کا تفصیل سے مطالعہ کریں۔ اگر آپ دعوت اور اپنی تربیت کے کام میں مصروف ہیں تو بعض حصوں کا مطالعہ آپ کے لیے ضروری ہوگا۔ بعض اوقات باقاعدہ مطالعے کے دوران ایسے حصے سامنے آجائیں گے جن کا آپ تفصیل سے مطالعہ کرنا چاہیں گے۔ لیکن آپ کسی ایک مرکزی موضوع کی مناسبت سے بنائے ہوئے باقاعدہ نصاب کے مطابق بھی یہ مطالعہ کر سکتے ہیں۔ اصل اہمیت اس بات کی ہے کہ آغاز کر دیں اور آپ کو معلوم ہو کہ مطالعہ کیسے کرنا ہے' اس کی نہیں کہ کس جگہ سے مطالعے کا آغاز کریں۔ (اس کتاب کے اختتام پر بعض حصے تجویز کیے گئے ہیں)

مطالعے کے آغاز کے لیے منتخب حصوں سے آپ کو بہت سے فائدے ہوں گے۔

الف- قرآن کے ساتھ اپنے سفر کے اہم ترین مرحلوں میں سے ایک میں تذکر کا نہایت ضروری تعلق قائم کر کے آپ پیش رفت کر سکتے ہیں' بجائے اس کے کہ غیر معین مدت تک کے لیے انتظار کریں۔

ب- آپ کو ایسے اہم طریقے' کلیدیں اور سراغ ہاتھ آجائیں گے جو آپ کو قرآن کے ان حصوں کو سمجھنے میں مدد دیں گے جن کا مطالعہ آپ فوراً تفصیل

سے نہیں کر سکتے۔ اسی لیے قرآن اپنے پیغام کو مختلف شکلوں میں بیان کرتا ہے (الزمر ۳۹:۲۳)۔

ج- آپ قرآن کے مجموعی نظام کا بہتر تصور حاصل کر لیں گے جو آپ کے فہم قرآن کو صحیح راستے پر رکھنے کے لیے ضروری ہے۔

د- آپ دوسرے انسانوں کو قرآن کا پیغام پہنچانے کے لیے بہتر اہلیت حاصل کر لیں گے۔

منتخب حصوں کا تفصیلی مطالعہ عام مطالعے کا بدل نہیں ہوسکتا، جس کے فوائد، نوعیت اور اہمیت کے لحاظ سے مختلف ہیں۔ اس لیے قرآن کے طویل حصوں کی تلاوت کو کبھی ترک نہ کریں۔ جیسا کہ پہلے بھی زور دے کر بتایا گیا ہے، تفصیلات پر توجہ دینے اور مجموعی کل کو نظر انداز کرنے سے آپ کا فہم اور تصورات متاثر ہو سکتے ہیں۔

بار بار پڑھنا

پنجم: جو حصہ آپ نے مطالعہ کے لیے منتخب کیا ہے، آپ کو اسے بار بار پڑھنا چاہیے۔ اس کو ایسا معمول بنالیں جس کی ہمیشہ پابندی کرنا ہے۔ جتنی دیر ممکن ہو اس کے ساتھ ٹھہریں، اس کے ساتھ رہیں، اس میں سکونت اختیار کریں اور اپنے دل و دماغ کو اس کا مسکن بن جانے دیں۔ اس طرح کا طویل تعلق حقیقی معانی سمجھنے کے لیے لازمی کلید ہے۔ جیسے جیسے قرآنی الفاظ آپ کے دل پر نقش ہوں اور آپ کی زبان پر رہیں، آپ کو ان پر غور وفکر کرنا، سہل تر محسوس ہوگا۔ پھر صرف اس وقت پر ہی نہیں جو آپ نے مطالعے کے لیے مخصوص کر رکھا ہے، بلکہ روز مرہ زندگی میں چلتے پھرتے بھی قرآن اپنا مفہوم آپ پر آشکار کرے گا، اس لیے کہ قرآن کے الفاظ اور آیات آپ کے ذہن میں پلٹ پلٹ کر آتے رہیں گے۔

متلاشی ذہن

ششم: سوال کرنے والے ذہن، تلاش کرنے والی روح اور معانی کے لیے بے تاب دل کو نشو ونما دیجیے۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں، قرآن اندھے اعتقاد کا مطالبہ نہیں کرتا۔ وہ یہ کہتا ہے کہ اسے بند ذہنوں اور کانوں اور قفل لگے دماغوں سے مطالعہ نہ کیا جائے۔ غور وفکر کی دعوت قرآن کا سب سے زیادہ پرزور اور سارے قرآن میں پھیلا ہوا موضوع ہے۔

یاد رکھیں سوال کرنا، معنی سمجھنے اور علم حاصل کرنے کی کلید ہے۔ اس لیے ہمیشہ جتنے بھی ضروری سوال ہیں، ضرور اٹھائیے--- مثال کے طور پر: اس لفظ یا آیت کے لفظی معنی کیا ہیں؟ اس سے کیا دوسرے معانی مراد لیے جا سکتے ہیں؟ تاریخی پس منظر اور شان نزول اگر معلوم ہے تو کیا ہے؟ ہر لفظ، حصے یا آیت کا سیاق وسباق کیا ہے؟ ہر آیت کا پہلے اور بعد کی آیات کے مفہوم سے کیا ربط ہے؟ کس داخلی نظم اور موضوعاتی وحدت کو تلاش کیا جا سکتا ہے؟ کیا کہا گیا ہے؟ کیوں کہا گیا ہے؟ اس کے عام وخاص مضمرات کیا ہیں؟ بڑے موضوع کیا ہیں؟ مرکزی موضوع کیا ہے؟ میرے لیے، ہمارے لیے، آج اس کا کیا پیغام ہے؟ اپنے سوالات کو نوٹ کر لیں اور جیسے جیسے مطالعہ جاری رکھیں، ان کے جواب تلاش کرتے رہیں۔

سوالات اٹھانے سے ڈریے نہیں۔ آپ کو ان کے جوابات فوراً نہ ملیں، نہ خود آپ حاصل کر سکیں نہ کسی کی مدد سے، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جواب حاصل کرنے کی کوشش میں آپ جو کچھ بھی پائیں، اس سے فائدہ ہی ہوگا۔ اگر آپ بعض اصولوں کا خیال رکھیں تو آپ کو کوئی نقصان نہ ہوگا۔

الف- ایسے سوالات نہ پوچھیں جن کے جواب انسانی فہم سے بالا ہیں یا جن کا تعلق متشابہات (آل عمران ۳:۷) سے ہے مثلاً عرش کس طرح کا ہے۔

ب- بال کی کھال نہ نکالیں' اور نہ ایسے سوالات پوچھیں جن کا زیرِ مطالعہ حصے کے حوالے سے آپ کی زندگی سے کوئی تعلق بھی نہ ہو۔

ج- ایسے جواب نہ دیں جو مناسب یا ضروری علم یا مضبوط استدلال پر مبنی نہ ہوں۔

د- ایسے سوالات جن کے آپ جواب نہ پاسکیں' جنھیں آپ اپنی بہترین کوشش کے باوجود سمجھ نہ سکیں' انھیں کچھ دیر کے لیے چھوڑ دیں اور قرآن کی دوسری باتوں کی طرف توجہ دیں۔ وقت آئے گا کہ آپ کو کسی کتاب یا استاد سے رہنمائی ملے گی یا خود ہی جواب مل جائیں گے۔

خود قرآن کے اندر کافی مثالیں موجود ہیں کہ اولین ایمان لانے والے کس طرح سوالات کرتے تھے۔ اسی طرح بہت سی اہم اور راہ نما مثالیں ہیں کہ کس طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ سوالات اور غوروفکر کی حوصلہ افزائی کرتے تھے۔

مطالعہ کی معاونات

ھفتم: مطالعے میں مدد دینے کے لیے آپ کو کچھ چیزوں کی ضرورت ہوگی۔ کوشش کیجیے کہ جتنی آپ کو فراہم ہوسکتی ہیں ہو جائیں۔

١- آپ کے پاس ایک اردو ترجمہ قرآن ہونا چاہیے۔ یہ کم سے کم ہے جس کی آپ کو ضرورت ہوگی۔ یہ تلاوت کے لیے اور مطالعہ کے لیے استعمال کیجیے۔ اگر یہ مناسب سائز کا ہے تو مختلف حصے حفظ کرنے کے لیے بھی استعمال ہوسکتا ہے۔ یہ خیال رہے کہ یاد کرنے کے لیے ہمیشہ یہی ایک نسخہ استعمال کیجیے' ورنہ دہرانا بہت مشکل ہوجائے گا۔ یہ یاد رکھیے کہ کوئی بھی ترجمہ نہ کامل ہوسکتا ہے نہ بالکل صحیح ہوسکتا ہے۔ ہر ترجمے میں مترجم کی جانب سے تفسیر وتعبیر کا عنصر ضرور شامل ہوتا ہے۔

قرآن کا ''مستند'' ترجمہ نہ ہے' نہ ہوسکتا ہے۔

٢- اسی نسخے میں مختصر تشریح ہو' یا اس مقصد کے لیے کوئی دوسرا قرآن حاصل کیجیے۔ لیکن ایک آپ کے پاس ہونا ضرور چاہیے۔ ایک ترجمہ اور ایک قابل اعتماد تفسیر آپ کے ابتدائی بنیادی مقاصد کے لیے کافی ہونا چاہییں۔

٣- یہ ضروری تو نہیں ہے' لیکن آپ کو مفید محسوس ہوگا کہ آپ کے پاس ایک سے زائد ترجمے اور تفسیریں ہوں تاکہ آپ الفاظ کے وہ مختلف معنی تلاش کرسکیں جو مختلف مفسرین نے سمجھے ہیں۔

٤- زیادہ گہرے مطالعے کے لیے آپ کے پاس ایک مفصل تفسیر ہونا چاہیے۔

٥- عربی کی ایک اچھی لغت' ترجیحاً قرآنی لغت' آپ کے پاس ہو' تاکہ آپ الفاظ کے معنوں کی گہرائی میں جاسکیں۔

٦- ایک اشاریہ/معجم بھی رکھیے۔ (مطالعے کے لیے کچھ دوسری معاونات کا تذکرہ اس کتاب کے آخر میں ملے گا)

مطالعہ کیسے کریں؟

کسی منتخب حصے کے تفصیل سے مطالعہ کرنے کے لیے مرحلہ بہ مرحلہ طریق کار ذیل میں تجویز کیا جاتا ہے۔ اس کے لیے کوئی متعین قواعد وضوابط نہیں۔ آپ کو شاید یہ بہتر لگے کہ اپنی صلاحیتوں اور تحدیدات کے مطابق خود اپنا کوئی طریقہ وضع کریں جو آپ کے لیے زیادہ مفید ہو۔ اصل اہمیت اس بات کی ہے کہ آپ ایک منظم طریقے سے آغاز کریں اور ذیل میں درج ترتیب کے مطابق چلنے کی کوشش کریں:

اولاً' آپ زیرِ مطالعہ حصے کا خود مطالعہ کریں۔ ثانیاً' جو کچھ آپ سمجھ سکتے ہیں' اسے سمجھنے کے لیے معاوناتِ مطالعہ سے مدد لیں' یا کسی اہل استاد کے پاس جائیں۔

ثالثاً، دونوں ذرائع سے اپنے مطالعے کو زیادہ سے زیادہ مکمل مطالعے تک، جس حد تک ممکن ہے، لے جانے کی کوشش کریں۔

پہلا مرحلہ: اپنے کو مانوس کیجیے اور اپنے مسائل کو متعین کیجیے۔

۱- بنیادی شرائط اور داخلی شرکت کے حوالے سے جو کچھ آپ کو یاد ہوا سے جلدی جلدی ذہن میں دہرا لیجیے۔ محسوس کیجیے کہ اللہ آپ کے ساتھ ہے، اس سے دعا کیجیے کہ آپ جو کچھ مطالعہ کرنے والے ہیں، اس میں وہ آپ کی مدد کرے۔

۲- مطلب سمجھتے ہوئے کم سے کم تین دفعہ اس کی تلاوت کیجیے، یا اتنی دفعہ کہ بغیر دیکھے، آپ اس کے بنیادی مضامین کو ذہن میں لاسکیں۔ اب آپ نے گویا انھیں جذب کر لیا ہے اور جب چاہیں ان پر غوروفکر کر سکتے ہیں۔ قاعدہ یہ ہے کہ الفاظ کی تعبیر کی تلاش شروع کرنے سے پہلے ان کے معانی خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لیں۔

۳- متن کو پڑھے بغیر، تمام اہم نکات جو آپ سمجھ سکتے ہیں، انھیں لکھ لیجیے۔ پھر ان کا متن سے تقابل کر کے نظرثانی کیجیے۔

۴- اگر کوئی مرکزی موضوع نظر آئے تو اسے لکھ لیجیے۔

۵- عبارت کو اتنے مختصر حصوں میں تقسیم کر لیجیے جو آپ کے خیال میں ایک ہدایت یا ہدایات کے ایک مجموعے کے حامل ہیں۔

۶- جن الفاظ، یا جملوں کو آپ معنی سمجھنے میں مرکزی اہمیت کا حامل سمجھتے ہیں، ان سب پر نشان لگا لیجیے۔

۷- سوالات قائم کریں، جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے اور انھیں لکھ لیجیے۔

دوسرا مرحلہ: آپ نے جو پڑھا ہے، اس پر غور کر کے اپنے سوالات کے جواب خود دینے کی کوشش کیجیے۔ اگلے حصے میں جو رہنما خطوط دیے گئے ہیں ان کی روشنی

میں اس کا مفہوم اور پیغام سمجھنے کی کوشش کیجیے۔

۸- معلوم کریں کہ اہم الفاظ کا کیا مطلب ہے؟

۹- ہر آیت یا آیت کے ٹکڑے کا مفہوم متعین کیجیے۔

۱۰- ان کے باہمی ربط پر غور کیجیے، کوئی بات پہلے کیوں آئی ہے، یا بعد میں کیوں آئی ہے۔ کیا نظم اور وحدت پائی جاتی ہے۔

۱۱- عبارت کا مطلب، فوری سیاق میں، سوالات کے وسیع تر سیاق میں، اور قرآن کے مجموعی سیاق میں معلوم کیجیے اور سمجھیے۔

۱۲- متعین کیجیے کہ اس سے کیا کیا مختلف ہدایات اور تعلیمات اخذ کی جاسکتی ہیں۔

۱۳- سوال کیجیے یہ مجھ سے کیا کہتا ہے؟ اس کا تقاضا ہمارے زمانے سے کیا ہے؟

۱۴- سوچیے کہ آپ سے، اُمت مسلمہ سے اور پوری انسانیت سے کیا کرنے کا تقاضا کیا جا رہا ہے۔

تیسرا مرحلہ: جو کچھ بھی مطالعہ کی معاون چیزیں آپ کے پاس ہیں ان کی مدد سے اور اساتذہ کی مدد سے معنی معلوم کیجیے اور مرحلہ دوم (۸-۱۴) سے گزر جائیے--- آپ نے جو کچھ خود سے سمجھا تھا اس پر نظرثانی کر لیجیے، تصحیح کر لیجیے، تبدیل کر لیجیے، اضافہ کر لیجیے، توثیق کر لیجیے یا مسترد کر دیجیے۔

چوتھا مرحلہ: جو کچھ آپ اس طرح سمجھے ہیں، اسے لکھ لیجیے یا قلب و ذہن میں محفوظ کر لیجیے۔ جو سوالات رہ گئے ہیں، انھیں نوٹ کر لیجیے۔ کسی مفہوم کو حتمی اور مکمل نہ سمجھیے۔ آپ مطالعہ جاری رکھیں گے تو مزید معنی معلوم ہوتے رہیں گے اور نظرثانی کی ضرورت محسوس ہوتی رہے گی۔

معنی کیسے سمجھیں؟

قرآن کے معنی سمجھنے میں جو اصول اور رہنما خطوط پیش نظر رہنے چاہییں وہ متعدد ہیں اور ان سب پر تفصیل سے گفتگو کے لیے ضخیم کتاب کی ضرورت ہوگی۔ یہاں ہم نہایت اختصار سے صرف چند اہم اصولوں کی طرف توجہ دلائیں گے جو قرآن کے معنی سمجھنے کی کوشش کرتے ہوئے آپ کے پیش نظر رہنے چاہییں۔

عمومی اصول

زندہ حقیقت کے طور پر سمجھیے

اول: قرآن کے ہر لفظ کو اس طرح سمجھیے کہ جیسے یہ آج نازل کیا جا رہا ہے۔ اس کو آج کے جدید دور کے لیے اتنی ہی متعلق اور زندہ کتاب سمجھیے جتنی یہ چودہ صدی پہلے اس وقت تھی جب نازل کی گئی تھی۔ ایک لحاظ سے' اگر یہ غیر متبدل اور ابد تک کے لیے ہے' تو اب کوئی مختلف پیغام نہیں دے سکتی۔ اس لیے قرآن کی کسی آیت کو محض قصہ ماضی نہ سمجھیے۔ تب ہی آپ اسے ہمیشہ زندہ رہنے والے اور ہر لمحہ اپنی مخلوقات کی حیات کا انتظام کرنے والے حی و قیوم خدا کا زندہ کلام تصور کریں گے۔

جیسا کہ آپ نے دیکھا ہے' آپ کے مطالعہ میں آپ کے قلب کی شرکت لازمی ہے۔ آپ کے ذہن اور عقل کو بھی قرآن کے بارے میں سوچتے ہوئے اس حقیقت کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیے۔ اس کے مضمرات بے پناہ ہیں۔ اس کی وجہ سے آپ قرآن کی ہر بات کا اطلاق کر سکیں گے اور اپنی دنیا کو اس کی روشنی میں دیکھ سکیں گے۔ کوشش کیجیے کہ یہ اطلاق اپنی زندگی سے اس کا تعلق اس روشنی میں قائم کر کے ہو۔ موجودہ پریشانیاں اور مسائل' اور آپ کے اسی زمانے کے علم اور ٹکنالوجی' تجربات اور سطحیں --- سب کا

جواب قرآن میں ملنا چاہیے۔

دوم: اہم تر بات یہ ہے کہ یہ سمجھیے کہ قرآن کے ہر پیغام کا خطاب آپ سے اور آپ کی برادری سے ہے۔ ایک دفعہ جب آپ کچھ آگے بڑھ جائیں تو یہ سمجھنے کی کوشش کریں کہ ہر قرآنی آیت آپ کی ذاتی صورت حال میں کیا پیغام دے رہی ہے۔ آپ نے پہلے دیکھا ہے کہ اپنی داخلی شرکت بڑھانے کے لیے کس طرح پیش رفت کی جانی چاہیے۔ اب آپ دیکھیں گے کہ یہ فہم قرآن کے لیے آپ کے ذہن کو کس طرح کھول دیتا ہے۔ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن سیکھنے آیا۔ آپؐ نے اس کو سورۃ الزلزال کی تعلیم دی۔ جب آپؐ ان الفاظ تک پہنچے **من یعمل مثقال ذرۃ** --- تو اس آدمی نے کہا: یہ میرے لیے کافی ہے۔ اور چلا گیا۔ آپؐ نے فرمایا: یہ شخص ایک فقیہہ کی حیثیت سے واپس گیا ہے۔ (ابو داؤد)

بلاشبہہ میں یہ یقین رکھتا ہوں کہ قرآن کا کوئی ایک حصہ بھی ایسا نہیں ہے جس میں آپ کے لیے کوئی ذاتی پیغام نہ ہو۔ بس آپ کے اندر اسے تلاش کرنے کی فکر اور نظر ہونی چاہیے۔ خدا کی ہر صفت کا تقاضا ہے کہ اس کے مطابق اس سے تعلق استوار کیا جائے۔ زندگی بعد موت کا ہر بیان چاہتا ہے کہ اس کے لیے تیاری کی جائے۔ اس کے انعامات کی تمنا کی جائے۔ اس کی تکلیفوں سے بچنے کی خواہش اور کوشش کی جائے۔ ہر مکالمہ آپ کو اپنے اندر شریک کرتا ہے اور ہر کردار آپ کے سامنے ایک نمونہ لاتا ہے کہ جس کی آپ پیروی کریں یا پیروی کرنے سے بچیں۔ ہر حکم قرآنی' چاہے آپ کی موجودہ صورت حال میں بظاہر ناقابل اطلاق ہو' پھر بھی آپ کے لیے کچھ پیغام رکھتا ہے۔ عمومی بیانات آپ کے لیے خصوصی معانی رکھتے ہیں۔ خصوصی بیانات' واقعات اور حالات ہمیشہ ایسے عمومی اصولوں تک لے جاتے ہیں جن کا آپ اپنی زندگیوں میں اطلاق کر سکتے ہیں۔

کُل کے ایک جزو کے طور پر سمجھیے

سوم: مکمل قرآن خود اپنے اندر ایک اکائی ہے۔ یہ ایک وحی ہے۔ اگرچہ پیغام متفرق اور بہت زیادہ شکلوں میں آیا ہے لیکن فی الحقیقت ایک ہی پیغام ہے۔ اس کا ایک عالمی نظریہ ہے۔ ہدایت کا ایک مجموعی فریم ورک ہے۔ تمام حصے ایک دوسرے کے ساتھ مکمل مطابقت رکھتے ہیں۔ یہ اس کے مُنزّل مِنَ اللّٰہ ہونے کی ایک علامت ہے۔

کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے؟ اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں وہ اختلاف پاتے (النساء ۴:۸۲)۔

آپ کو کوشش کرنی چاہیے کہ یہ واحد پیغام اور فریم ورک مکمل طور پر آپ کی گرفت میں آجائے۔ پھر آپ کو ہر چیز کو اس پیغام یعنی ایک کتاب: مکمل قرآن کا ایک جزو سمجھنا چاہیے خواہ یہ ایک لفظ ہو‘ ایک آیت ہو‘ پیراگراف ہو یا ایک سورت ہو۔ پورے قرآنی فریم ورک سے کوئی حصہ الگ نہ کیجیے ورنہ مسخ شدہ مفہوم تک پہنچیں گے۔ آپ جن معنوں تک بھی پہنچیں‘ انھیں مطابقت کے لیے مجموعی سیاق وسباق میں رکھ کر جانچیے۔

منتخب حصوں کا مطالعہ کرتے ہوئے آپ کو ان کا تجزیہ کر کے‘ الگ الگ کر کے‘ ہر لفظ اور ہر جملے کو علیحدہ علیحدہ سمجھنا ہوگا مگر ان کو واپس ساتھ جوڑنا نہ بھولیے‘ اسی سے آپ کے سامنے یک جا تصویر آئے گی۔ پھر اس تصویر کو قرآن کے مجموعی پیغام کے سیاق میں رکھیے۔ اس کے بغیر آپ کا منتخب حصوں کا مطالعہ آپ کو متضاد سمتوں میں لے جا سکتا ہے۔ یہ نہ کریں تو آپ منتخب حصوں سے قرآن کے حقیقی نقطۂ نظر کی طرف رہنمائی پانے کے بجائے انھیں اپنے نقطۂ نظر کی تائید میں استعمال کرنے کی غلطی میں پڑ سکتے ہیں۔

جس وقت آپ ان معانی کو تلاش کر رہے ہوں جو آپ کے زمانے اور حالات پر منطبق ہو سکیں‘ آپ کو پورے قرآن کو بھی اپنے مطالعے میں لانا چاہیے۔ بصورت دیگر آپ قرآن کی روشنی میں اس کا تنقیدی جائزہ لینے کے بجائے‘ قرآن کو عصری فکر کے

مطابق ڈھالنے کی سنگین غلطی کے مرتکب ہو سکتے ہیں۔

درج بالا کی روشنی میں یہ مناسب نہیں ہے کہ قرآن کے مطالعہ کا آغاز معجم کے ذریعے کیا جائے۔ جب تک آپ نے قرآن کو کئی دفعہ خود نہ پڑھ لیا ہو اور اس کے مجموعی فریم ورک کو مکمل طور پر نہ سمجھ گئے ہوں۔ کسی موضوع کو معجم کے ذریعے آیات جمع کر کے کسی موضوع کو زیرمطالعہ نہ لایئے۔ اسے تب ہی استعمال کیجیے جب آپ اپنے مطالعہ کی بنیاد پر حوالوں کی ضرورت محسوس کریں۔

مربوط‘ یک جا متن کے طور پر سمجھیے

چہارم: قرآن میں آپ ظاہری طور پر ایک طرح کا عدم ربط دیکھتے ہیں‘ اس کے باوجود قرآن میں اعلیٰ پیمانے کا نظم اور ربط موجود ہے۔ ہر حصہ دوسرے حصے سے‘ ہر آیت دوسری آیت سے اور ہر سورت دوسری سورت سے مربوط ہے۔ موضوعات کی ظاہری تبدیلی کے پیچھے انھیں جوڑنے والا ایک دھاگا موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاتبین وحی کو ہدایت دیتے تھے کہ کس وحی کو کس مقام پر رکھا جائے۔

آپ کو یہ اندرونی ربط تلاش کرنے کی کوشش کرنا چاہیے خواہ پہلی کوشش میں آپ اس تک نہ پہنچ سکیں بلکہ ہو سکتا ہے کہ یہ آپ پر اپنے کو ظاہر کرنے میں طویل وقت لے۔ جب قرآن کو اس ربط کے حوالے سے سمجھا جائے گا تب ہر حصہ اپنے مکمل تر معانی آپ پر ظاہر کرے گا۔

اپنے مکمل وجود کے ساتھ سمجھیے

پنجم: قرآن کے مطالعے میں اپنے پورے وجود کو لگا کر معانی سمجھیے۔ دل و دماغ اور احساس و دانش نے مل کر آپ کی شخصیت بنائی ہے۔ قرآن کوئی ایسا پارسل نہیں ہے جسے ذہن کی مدد سے کھولا جائے‘ نہ محض کوئی ایسا نمونۂ حسن ہے کہ جمالیاتی لطف اٹھایا

جائے۔ قرآن کی طرف ایک منقسم شخص کی طرح نہ جائیں' جب آپ اس کا مطالعہ کریں تو اپنی عقل یا جذبات کسی کو بھی پیچھے نہ چھوڑیں' دونوں کو ساتھ آنے دیں۔

قرآن جو بتاتا ہے' اسے سمجھیے

ششم : جو قرآن آپ کو بتاتا ہے اسے سمجھیے' نہ کہ وہ جو آپ قرآن کو بتاتے ہیں۔ کبھی بھی قرآن کی طرف اس لیے نہ جائیں کہ اپنی رائے کی تائید' اپنے نقطۂ نظر کی تصدیق' یا اپنے مقدمے کا ثبوت حاصل کریں۔ آپ ہمیشہ کھلے ذہن سے جائیں اور خدا کی آواز سننے اور اس کے آگے سرِتسلیم خم کرنے کے لیے تیار ہوں۔

متفق علیہ آرا کی حدود میں سمجھیے

ہفتم: قرآن کا مطالعہ کرنے اور سمجھنے والے آپ پہلے آدمی نہیں ہیں۔ آپ سے پہلے افراد کا ایک سلسلہ ہے جنھوں نے یہ کام کیا ہے اور قیمتی ورثہ تیار کیا ہے۔ آپ اسے نظرانداز نہیں کر سکتے۔ اس لیے آپ کو قرآن کے قریب اس طرح نہ جانا چاہیے جیسے کوئی اس سے پہلے اس کے قریب نہ گیا ہو اور نہ اپنا راستہ سابقہ تفسیروں سے باہر بنانا چاہیے۔ ایسا مفہوم بھی درست نہیں ہو سکتا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان یا آپ کی سنت کے خلاف ہو یا جو اُمت کے خلاف ہو۔ ایسے نتائج جو نسل بعد نسل آنے والے قیمتی ورثے سے بالکلیہ مختلف ہوں یا نئے ہوں' ان کی اساس علمی طور پر مضبوط ہونا چاہیے۔

صرف قرآنی معیارات سے سمجھیے

ہشتم : قرآن پاک دوسری کتابوں کی طرح نہیں ہے۔ یہ ہر لحاظ سے اپنی مثال آپ ہے۔ اس کی اپنی زبان اور محاورہ ہے۔ طرز' منطق اور استدلال ہے اور سب سے بڑھ کر منفرد مقصد اور اپروچ ہے۔ اس کو ایسے انسانی معیارات سے سمجھنا لاحاصل ہوگا جو

قرآنی نہ ہوں۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ ہر انسان کی اپنے خالق کی طرف رہنمائی کی جائے اور خدا کے ساتھ ایک بالکل نیا تعلق قائم کر کے اس میں انقلابی تبدیلی پیدا کر دی جائے۔ ہر بات اسی مقصد سے وابستہ ہے اور اسی مقصد کے گرد گھومتی ہے۔

اس کے کچھ اہم مضمرات ہیں:

۱- اس کے معانی کے سمندر کی نہ کوئی تہہ ہے نہ کوئی کنارا۔ سچائی کے ایک عام متلاشی کے لیے کہ وہ زندگی کیسے گزارے' جو معانی کافی ہیں وہ جب بھی صحیح جذبے سے اور صحیح طریقے سے اس کی طرف آئے' کسی نہ کسی درجے میں انھیں آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔

۲- اس کی زبان ایسی ہے کہ ایک عام آدمی سمجھ سکتا ہے۔ اس نے وہ الفاظ استعمال کیے ہیں جو روزمرہ زندگی میں استعمال ہوتے ہیں اور عام ہیں۔ یہ نئی ناقابلِ فہم اصطلاحات وضع نہیں کرتا' نہ فلسفہ' سائنس' منطق یا دوسرے علوم کی فنی اور علمی زبان استعمال کرتا ہے۔ یہ پرانے عام الفاظ کو بالکل نئے معانی دیتا ہے۔

۳- نہ یہ تاریخ کی کتاب ہے نہ سائنس کی۔ نہ فلسفہ کی نہ منطق کی۔ یہ ان سب کو استعمال کرتی ہے لیکن انسان کو راستہ دکھانے کے لیے۔ اس لیے کسی حالیہ انسانی معلومات کی تصدیق قرآن سے کرنے کی کوشش نہ کیجیے۔ یہ معلومات اس کا مفہوم پانے کے لیے ضروری نہیں' گو فہم کو وسیع کرنے کے لیے ان سے ہمیشہ مدد لی جاسکتی ہے۔

۴- قرآن کا طرزِ استدلال انسان کے فطرت' تاریخ اور خوداپی :ات کے تجربات پر مبنی ہے۔ یہ اپنے سننے والوں کے لیے اسی دنیا سے بحث کرتا ہے جس کو وہ پہچانتے ہیں اور ان مقدمات سے کام لیتا ہے جن کو وہ تسلیم کرتے ہیں۔ اس میں یہ منفرد ہے۔ اس طرح وہ ان کے دل

ودماغ کو فتح کرتا ہے اور ان کو تبدیل کر دیتا ہے۔

قرآن کو قرآن سے سمجھیے

نہم : قرآن کی بہترین تفسیر خود قرآن ہے۔ بظاہر یہ اپنے بہت سے الفاظ اور مباحث کی تکرار کرتا ہے' لیکن یہ تکرار خوامخواہ نہیں ہوتی۔ کسی خاص لفظ یا بحث کی تکرار عموماً کسی نئے مفہوم پر روشنی ڈالتی ہے یا کسی نئے پہلو پر توجہ مرکوز کرتی ہے۔ یہ معانی سمجھنے کی آپ کو کوشش کرنا چاہیے۔

کسی لفظ' آیت یا حصے کے معانی سمجھنے کے لیے خود قرآن کے اندر دیکھیے۔ مثال کے طور پر رب' اللہ' دین' عبادت' کفر' ایمان' ذکر جیسے کلیدی الفاظ کو آپ اگر ان مختلف سیاق میں مطالعہ کریں جن میں قرآن نے انھیں استعمال کیا ہے تو ان کا مفہوم بہتر طور پر سمجھ سکتے ہیں۔

حدیث اور سیرت سے سمجھیے

دھم : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہم فرائض میں سے ایک قرآن کی تشریح تھا۔ یہ انھوں نے اپنے قول وعمل سے کیا۔ اس لیے حدیث وسیرت کا پورا سرمایہ قرآن فہمی کا قیمتی ذریعہ ہے۔ نہ صرف وہ حدیث جس میں تفصیلی نکات ہیں بلکہ تمام احادیث مفید ہیں۔ مثال کے طور پر ایمان' جہاد اور توبہ جیسے موضوعات پر احادیث' قرآن کی ان آیات کو سمجھنے میں آپ کو بہت مدد دیں گی جہاں یہ موضوعات بیان کیے گئے ہیں۔

عربی زبان سے سمجھیے

یازدھم : قرآن کے لیے آپ کی پہلی کلید زبان ہے۔

۱- یہ قرآن کے فہم کے لیے سیرت پاکؐ کے ساتھ بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ قرآن زبان سے اپنے کو واضح' زندہ اور قابل فہم بناتا ہے۔ قرآن میں جو عربی استعمال کی گئی

ہے۔ اس کی کچھ خصوصیات آپ کے علم میں ہونی چاہییں۔

اوّل: قرآن کا انداز خطابت کا ہے' تحریر کا نہیں۔ ایک خطاب میں بہت سی باتیں اس مفروضے پر بیان نہیں کی جاتیں کہ براہِ راست سننے والے انھیں بغیر کہے بھی سمجھنے میں کوئی دقت محسوس نہیں کریں گے۔ اس سے اس کی تاثیر اور طاقت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس لیے کہ سننے والے' مقرر کے الفاظ اور اپنے ماحول سے مسلسل رابطے میں ہوتے ہیں۔ بہت زیادہ تفصیلات کسی تقریر کو بے اثر بنا دیتی ہیں۔ بعض وقت صیغے بھی اچانک تبدیل ہو جاتے ہیں' اس سے بھی عبارت کی تاثیر میں اضافہ ہوتا ہے۔ آپ کو ان تبدیلیوں کے لیے چوکنا ہونا چاہیے اور متعین کرنا چاہیے کہ کون کس سے مخاطب ہے۔ سلسلۂ کلام اچانک منقطع بھی ہو جاتا ہے۔ آپ کو ان مقامات کو پہچاننا ہوگا۔

دوم : یہی نہیں کہ عربی زبان اپنے بیان میں بڑی بلیغ ہے' اکثر اس میں جوڑنے والے الفاظ اور ٹکڑے نہیں ہوتے۔ اس لیے ابہام ہوتا ہے' حذف ہوتا ہے اور اسی طرح کی دوسری خصوصیات جن کے بارے میں آپ کو محتاط رہنا ہوگا۔ یہ آپ اپنے اساتذہ سے یا تفسیر کی کتابوں سے سیکھ سکتے ہیں۔

سوم : الفاظ اور جملوں کے براہِ راست لغوی معنی ان الفاظ یا جملوں کو الگ سے سمجھنے کے لیے کافی نہیں ہوتے۔ آپ کو قرآن کے محاورے' ادبی انداز اور اس کے مجموعی فہم کا احساس اور شعور حاصل کرنا ہوگا۔ نزولِ وحی کے وقت کے عربی ادب سے واقفیت بہت زیادہ مددگار ہو سکتی ہے۔ تاہم ایک مبتدی ہونے کی وجہ سے آپ کی اس تک رسائی نہ ہوگی۔

طریق کار کے لیے ہدایات

مذکورہ بالا عمومی اصولوں کے فریم ورک میں طریقۂ کار کے حوالے سے کچھ ہدایات آپ کے لیے مفید ہوں گی۔

الفاظ کا مطالعہ

اوّل : سب سے پہلے ان الفاظ کا مفہوم متعین کرنے کی کوشش کیجیے جنھیں آپ متن کے فہم کے لیے ضروری سمجھتے ہیں۔ آپ کے پاس جو ترجمہ اور مختصر تفسیر ہے ابتدا میں آپ کو اس سے رہنمائی ملے گی۔ ڈکشنری بھی دیکھیے لیکن ڈکشنری کے معانی کو کافی نہ سمجھیے۔ لفظ کا سیاق و سباق بحیثیت مجموعی قرآن اور اس کا تصورِ جہاں (world view) آپ کا بہترین رہنما ہوگا۔

متن کا سیاق

دوم : الفاظ اور ان کے راست لغوی معانی سمجھنے کے بعد قرآنی حصے کو اس کے متن کے سیاق میں پڑھیے اور یہ سمجھنے کی کوشش کیجیے کہ اس کا کیا مطلب ہے۔ سابقہ اور مابعد حصے پڑھیے اور سمجھنے میں دقت پیش آ رہی ہو تو پوری سورت پڑھیے۔

تاریخی پس منظر

سوم : جس قدر ضروری اور متعلقہ تاریخی معلومات آپ حاصل کر سکتے ہوں، جمع کر لیجیے لیکن یہ یقینی طور پر مستند ہوں۔ اس حوالے سے آپ کو ایسی احادیث ملیں گی جن میں اسباب نزول کا بیان ہے۔ یہ آپ کو قیمتی معلومات دیں گی مگر ذہن میں تین باتیں رکھیے: پہلی یہ کہ یہ احادیث نزول وحی کے وقت کے واقعے کو ہمیشہ ٹھیک ٹھیک بیان نہیں کرتیں، بلکہ ان حالات کو بیان کرتی ہیں جن میں اس کو متعلق اور قابلِ اطلاق سمجھا گیا ہے۔ دوسرے یہ کہ نزول وحی کے حوالے سے متن کی گواہی زیادہ اہمیت رکھتی ہے، تاریخی معلومات قبول کرتے ہوئے اسے نظرانداز نہ کرنا چاہیے۔ تیسرے یہ کہ متن کو اپنے موجودہ حالات پر منطبق کرتے ہوئے تاریخی معلومات کو آپ کے فہم میں رکاوٹ نہیں بننا چاہیے۔

اصل معانی

چہارم : لغوی معانی سمجھنے کے بعد جہاں تک ہو سکے یہ سمجھنے کی کوشش کیجیے کہ اس کے پہلے سامعین نے اس کا کیا مطلب سمجھا تھا۔ لغوی معانی جاننا ایک آسان کام ہو سکتا ہے، لیکن چودہ صدیوں بعد دوسرے تہذیبی پس منظر میں اصل معانی معلوم کرنا ایک مشکل اور پیچیدہ کام ہے۔ ان مشکلات پر بحث کا یہ مقام نہیں، میں صرف آپ کو محتاط کر رہا ہوں۔

اپنی صورت حال پر انطباق

پنجم : آپ کا دوسرا کام یہ ہے کہ متن کو اپنی صورت حال کے حوالے سے پڑھیں اور سمجھیں۔ یہ بھی اتنا ہی بڑا کام ہے جتنا اصل معانی کا تعین، خصوصاً اگر آپ قرآن کے اندر اپنے مطلب کے معانی تلاش کرنے کے چکر میں نہیں پڑنا چاہتے۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ اس حوالے سے تعبیر کے پیچیدہ مسائل پر یہاں بحث کی جائے۔ نہ میں ان کو غیراہم سمجھتا ہوں۔ یہ ایک ایسا کام ہے جسے آپ نظرانداز نہیں کر سکتے اور نہ بچ سکتے ہیں۔ اگر آپ صرف ایک بنیادی اصول کا خیال رکھیں اور اس کی پابندی کریں، یعنی یہ کہ قرآن کی طرف کھلے ذہن سے آئیں اور اس سے وہ ہرگز نہ کہلوائیں جو آپ کے خیال میں درست ہے، تو آپ ایسے پھندوں سے بچ جائیں گے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ پیچیدہ فقہی اور اخلاقی مسائل کے بجائے اپنی زندگی کے لیے ضروری پیغام پر توجہ رکھیں۔ بعض وقت یہ ممکن ہوتا ہے بعض وقت ضروری ہو جاتا ہے کہ اپنے حالات میں قرآن کے حقیقی مقصد اور اہمیت کو سمجھنے کے لیے آج کل کی اصطلاحات استعمال کی جائیں۔ لیکن یہ اسی حد تک کیا جائے کہ براہِ راست واضح اصل معانی برقرار رہیں اور اصل اصطلاحات گم نہ ہو جائیں۔

دُور از کار اور غیر متعلق معانی

ششم : ایسے دُور از کار معانی ڈھونڈنے میں نہ پڑیے جو ایک عام آدمی کبھی نہ سمجھ سکے نہ ایسے معانی کی طرف جائیے جن کا آپ کی زندگی سے اور قرآن پر اولین ایمان لانے والوں کی زندگیوں سے کوئی واسطہ نہ ہو۔

علم اور ذہانت کی سطح

ہفتم : آپ کے علم اور ذہانت کی جو سطح ہے اسی پر معانی کو سمجھیں۔ لیکن اس کے پہلے مخاطبین کی جو علمی سطح تھی اس کو نظر انداز نہ کیجیے تاکہ آپ گمراہ نہ ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ قرآن میں اپنے مفہوم پڑھنے شروع کر دیں۔

موجودہ انسانی علم

ہشتم : اس حقیقت سے مفر نہیں کہ ہر شخص قرآن سمجھنے میں اپنے علم کو استعمال کرے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کے پاس یہ علم ہونا چاہیے تاکہ آپ قرآنی معیارات سے ان مسائل کا تنقیدی جائزہ لے سکیں جو یہ اٹھاتا ہے' ان پر قرآن سے رہنمائی حاصل کر سکیں اور قرآن کو اپنے زمانے کے محاورے میں سمجھ سکیں۔ میں پھر کہوں گا کہ اپنے علم سے ہر طرح سے قرآن سمجھنے میں مدد لیں لیکن جدید علم کی قرآن سے تصدیق نہ کرائیں۔ موجودہ زمانے کے تمام سائنسی انکشافات کی قرآن سے پیش گوئی نہ کرائیں۔ سائنسی نظریات کے بارے میں' خصوصاً محتاط رہیں' اس لیے کہ یہ ریتیلی سطح کی طرح بدلتے ہیں۔ آئن سٹائن' کوپرنیکس' نٹشے یا برگساں کو قرآن میں پڑھنا اتنا ہی غلط ہے جتنا ارسطو' بقراط اور افلاطون کو پڑھنا۔

جو آپ سمجھ نہیں سکتے

نہم : بہت سے ایسے الفاظ اور آیات ہوں گی جو ہر طرح کی کوشش کے باوجود آپ نہیں سمجھ سکیں گے۔ ایسا اس لیے ہوگا کہ آپ کا علم کافی نہیں ہے یا یہ زیادہ مشکل ہیں۔ ایسی صورتوں میں اپنی مشکلات کو ایک جگہ لکھ لیں اور آگے بڑھ جائیں۔ ایسی باتوں میں الجھنے میں وقت نہ صرف کیجیے جو کسی خاص مرحلے پر آپ کی صلاحیت سے بالا ہوں۔

سیرت پاکؐ

قرآن کو سمجھنے اور جذب کرنے کے لیے آپ کو رسول اکرمؐ کے اتنا قریب آنا چاہیے جتنا آپ آ سکتے ہیں۔ آپؐ کی حیات طیبہ قرآن کی بہترین تصویر ہے اور اس کے مفہوم اور پیغام کے لیے سب سے زیادہ یقینی رہنما ہے۔ یہ زندہ قرآن ہے۔ اگر آپ قرآن کو دیکھنا چاہتے ہیں' صرف پڑھنا نہیں' تو رسولؐ اللہ کو دیکھیے جیسا کہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا: **کان خلقہ القرآن**- آپؐ کا خُلق قرآن تھا۔ آپ قرآن فہمی میں ابن جریر' ابن کثیر' کشاف اور رازی کی عظیم تفاسیر کے مقابلے میں سیرت پاکؐ کو زیادہ معاون پائیں گے۔ رسولؐ سے قریب آنے کے لیے آپؐ کے اقوال یعنی حدیث پڑھیے اور آپؐ کی زندگی یعنی سیرت کا جتنا مطالعہ کر سکتے ہوں' کیجیے۔ آپ دیکھیں گے کہ قرآن میں اگرچہ سوانحی تفصیلات نہیں ہیں لیکن سیرت کا بہترین بیان ہے۔ دوسرے یہ کہ سنت رسولؐ کی پیروی کی کوشش کیجیے۔ اس طرح آپ انھیں یعنی قرآن کو سمجھیں گے۔

مزید یہ کہ:

''تم اللہ سے محبت کرو گے اور اللہ تم سے محبت کرے گا'' (آل عمران ۳:۳۱)۔

٦

اجتماعی مطالعہ

اہمیت اور ضرورت

فہم قرآن کی جستجو میں ضروری ہے کہ آپ حق کے متلاشی دوسرے افراد کے ہمراہ شریک سفر بن جائیں۔ یہ تو ضروری ہے کہ آپ انفرادی طریقے پر قرآن مجید کا مطالعہ کرتے رہیں' لیکن جب آپ قرآن کے مفہوم اور مطالب کی تلاش اور جستجو کرنے والے دوسرے اہل ایمان کے ساتھ مل کر اجتماعی مطالعہ کرتے ہیں' تو آپ کے استفادے کے ثمرات دگنے ہو جاتے ہیں۔ اجتماعی مطالعے میں دل و دماغ کی قوت اخذ بڑھ جاتی ہے اور وہ زیادہ صحیح طریقے سے مفہوم اور مطالب کو اپنی گرفت میں لے آتے ہیں۔ جس طرح باہمی رفاقت میں آپ قرآن کے زیر سایہ زندگی بسر کرتے ہیں اسی طرح باہمی رفاقت میں قرآن کے تقاضے پورے کرنے کا مرحلہ بھی آسانی سے طے ہو جاتا ہے۔ اس طرح عمل پیرا ہونے اور تقاضے پورے کرنے سے آپ قرآن کی برکتوں سے پوری طرح مستفید ہو سکتے ہیں اور فہم قرآن کے دروازے بھی زیادہ کھل جاتے ہیں۔

قرآن کا تخاطب خصوصیت کے ساتھ اجتماعیت یا جماعت سے ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نزول وحی کے ساتھ ہی ایک ایسی جماعت قائم کرنے کی کوشش شروع کر دی تھی جس کا مرکز اور محور قرآن ہو۔ اپنی حیات طیبہ کا ہر لمحہ آپؐ نے اس مقصد

کے لیے صرف کر دیا۔ اقراء کے حکم کے ساتھ ہی قُمْ فَاَنْذِرْ (اٹھو اور ڈراؤ) کا حکم بھی نازل ہوا۔ اسی طرح جہاں یہ حکم نازل ہوا: اے نبیؐ تمھارے رب کی کتاب میں سے جو کچھ تم پر وحی کیا گیا ہے اس کی تلاوت کرو (پڑھو اور پھیلاؤ) (الکہف ۱۸:۲۷)' تو اس سے اگلی آیت میں یہ حکم نازل ہوا: اور اپنے دل کو ان لوگوں کی معیت پر مطمئن کرو جو اپنے رب کی رضا کے طلب گار بن کر صبح و شام اسے پکارتے ہیں' اور ان سے ہرگز نگاہ نہ پھیرو (الکہف ۱۸:۲۸)۔

قرآن کی یہ آیت واضح اور موثر انداز میں قرآن کی تلاوت اور ایک متحد و مربوط گروہ (معاشرہ) قائم کرنے کے درمیان ربط قائم کر رہی ہیں۔

کوئی نماز بغیر قرآن پڑھے مکمل نہیں ہوتی' اور کوئی نماز بلا عذر شرعی بغیر جماعت کے ادا نہ کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ نماز میں قرآن مجید کے پڑھنے کا کیا فائدہ' جب اس کو نہ سنا جائے' نہ سمجھا جائے اور نہ اس پر غور ہی کیا جائے؟ ظاہر ہے کہ باجماعت نماز میں تلاوت قرآن اجتماعی فہم قرآن کا موقع ہے' اور اس طرح قرآن فہمی کا مقصد دن میں پانچ مرتبہ اجتماعی طریقے سے حاصل کیا جاتا ہے۔

قرآن کی دعوت کو سارے انسانوں تک پہنچانے کا تقاضا بھی یہی مطالبہ کرتا ہے کہ قرآن کو اجتماعی طور پر پڑھا جائے اور سمجھا جائے۔ لفظ ''تلاوت'' جب حرف ''علیٰ'' کے ساتھ بولا جاتا ہے تو اس کا مطلب ہوتا ہے: سنانا' پہنچانا' نشر کرنا' اشاعت کرنا۔ قرآن مجید کی تلاوت کرنا نبوت کے بنیادی مقاصد میں شامل ہے اور اسی لیے اُمت مسلمہ کے مقاصد میں بھی شامل ہے۔

اسی طرح قرآن مجید بالواسطہ یہ ہدایت دیتا ہے کہ اس کو گھروں اور خاندانوں میں پڑھا جائے۔ فرمایا گیا: نبیؐ کی بیویو! یاد رکھو اللہ کی آیات اور حکمت کی ان باتوں کو جو تمھارے گھروں میں سنائی جاتی ہیں (الاحزاب ۳۳:۳۴)۔

جو لوگ اس لیے جمع ہوتے ہیں کہ قرآن کی تلاوت کریں اور اس کا مطالعہ کریں'

وہ مبارک ہیں۔ ان پر اللہ کے فرشتے اللہ کی رحمت کے ساتھ نازل ہوتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

جب کبھی لوگ اللہ کے گھروں میں جمع ہوتے ہیں' قرآن مجید کی تلاوت کرنے اور اس کو ایک دوسرے کے ساتھ مل کر پڑھنے اور پڑھانے کے لیے' ان پر برکت نازل ہوتی ہے' رحمت ان کو گھیرے میں لے لیتی ہے' فرشتے ان پر سایہ کرتے ہیں اور اللہ اپنی محفل میں ان کا ذکر کرتا ہے (مسلم)۔

اس لیے قرآن کو تنہا پڑھ کر مطمئن نہ ہونا چاہیے بلکہ دوسرے متلاشیان حق کو جمع کر کے اجتماعی طور پر سعادت کا یہ کام انجام دینا چاہیے۔

اجتماعی مطالعے کے طریقے

اجتماعی مطالعے کے دو طریقے ہو سکتے ہیں:

۱- جب ایک مختصر سا گروہ ایک جگہ جمع ہو کر اس طرح قرآن کا مطالعہ کرتا ہے کہ ہر شریک اس مطالعے میں سرگرمی سے حصہ لے۔ اس میں بعض بعض سے زیادہ صاحبِ علم ہوتے ہیں اور کوئی ایک زیادہ علم والا فرد ان کی رہنمائی کرتا ہے۔ اس کو ہم حلقہ یا حلقہ مطالعہ کہیں گے۔

۲- جب ایک چھوٹا یا بڑا گروہ ایک جگہ جمع ہوتا ہے اور کسی صاحب علم کا درس سنتا ہے۔ اس میں سامعین صرف سوالات کر سکتے ہیں۔ اس کو ہم درس قرآن کہیں گے۔

آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ حلقہ کس طرح چلایا جاتا ہے' اور درس کی تیاری کس طرح کی جاتی ہے۔ یہاں ہم صرف عمومی ہدایات پر گفتگو کریں گے۔ یہ بھی واضح رہے کہ اس کام کے لیے نہ کوئی معین معیار ہو سکتا ہے اور نہ کوئی معین طریقہ کار۔ مختلف افراد اپنا خاص انداز اور خاص طریقہ کار اختیار کر سکتے ہیں۔

درج ذیل ہدایات دراصل اشارات ہیں جن کو مخصوص حالات اور اپنی استعداد

کے مطابق اختیار کیا جا سکتا ہے۔

چار بنیادی ضابطے

اجتماعی مطالعے کے لیے چار بنیادی ضابطے ضروری ہیں:

۱- حلقہ میں شرکت یا درس کی ذمہ داری کا حق ادا کرنے کے لیے پوری طرح تیاری کرنا چاہیے۔ سرسری نظر ڈال لینے سے تیاری نہیں ہوتی۔ تیاری کرنے کو آخری لمحے تک موخر کرتے چلے جانا بھی درست نہیں۔ یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے کہ ایک نظر ڈالنے سے سب کچھ یاد آ جائے گا۔ قرآن کے متعلق کوئی بات غور و فکر کیے بغیر زبان سے نہیں نکالنی چاہیے۔ زیادہ مناسب طریقہ یہ ہے کہ اس سلسلے میں آپ نے جو مطالعہ کیا ہے اور آپ جو کچھ کہنا چاہتے ہیں، اسے نوٹ کر لیں۔

۲- آپ خواہ مبتدی ہوں یا صاحب علم، آپ درس دے رہے ہوں یا حلقہ میں شرکت کر رہے ہوں، بہرکیف آپ اپنے طور پر ان حصوں کا مطالعہ ضرور کریں جو حلقہ یا درس کا موضوع ہوں۔

۳- ہمیشہ اپنی نیت خالص رکھیے یعنی یہ کہ مقصد قرآن کو سمجھنا ہے اور اس کے مطابق عمل کرنا ہے، اور یہ سب اس لیے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے۔

۴- اجتماعی مطالعہ تفریح کے لیے، یا علمی نکات بیان کرنے کے لیے، یا بحث و تکرار کے لیے نہیں ہونا چاہیے۔ مطالعہ قرآن کا نتیجہ اتباع قرآن کی شکل میں ظاہر ہونا چاہیے اور اس دعوت کو پھیلانے کی لگن بھی پیدا ہونا چاہیے جو قرآن اپنے قاری سے یہ [illegible] کرتا ہے۔

حلقہ مطالعہ

درج ذیل رہنما خطوط اجتماعی مطالعے کو موثر بنا سکتے ہیں:

شرکا

۱- شرکا کی تعداد ۳ تا ۱۰ ہونا چاہیے۔ ان کی علمی و ذہنی سطح میں بہت زیادہ تفاوت نہ ہو۔ کوئی بھی چیز کم ہو تو یہ مکالمہ بن جائے گا، کوئی بھی چیز زیادہ ہوئی تو ہر شریک کی سرگرم شرکت متاثر ہوگی۔

۲- زور ہمیشہ پیغام، سیاق و سباق اور جو کچھ سبق اور رہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے اس پر رہنا چاہیے۔ ان باریک نکات میں ہرگز نہ الجھیے جن کا حقیقی زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

۳- سب شرکا کو اپنے مقاصد، حدود اور طریق کار سے مکمل طور پر آگاہ ہونا چاہیے۔

۴- سب شرکا کو اپنے کام سے ضروری وابستگی ہونا چاہیے اور یہ احساس ہونا چاہیے کہ اس کے لیے وقت، توجہ اور محنت مطلوب ہوگی۔

۵- سب شرکا کو معلوم ہونا چاہیے کہ قرآن کے ذریعے اپنا راستہ کس طرح تلاش کریں۔ (اس کتاب کا مطالعہ اس کے لیے مفید ہو سکتا ہے)

۶- شرکا کو ایک دوسرے کے لیے اجنبی کی طرح نہیں بلکہ قرآن پر ایمان کے مشترک رشتے میں بندھے ہوئے بھائیوں کی طرح ہونا چاہیے جو اس کا فہم حاصل کرنے اور اس کی پیروی کرنے کا پختہ عزم رکھتے ہیں۔

حلقہ مطالعہ کس طرح چلایا جائے

۱- سب سے پہلے ایک شریک اپنا حاصل مطالعہ پیش کرے۔

۲- اس کے بعد دوسرے شرکا کو شامل ہو کر مزید تشریح، تصحیح، ترمیم کرنا، سوالات اٹھانا اور جواب فراہم کرنا چاہیے۔

۳- اگر سب شرکا کو مطالعہ کرنا ہے تو آپ پہلے سے کسی ایک کو پیش کرنے کا کہہ دیں۔ اس سے پیش کش کا معیار بہتر ہوگا۔ دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ عین وقت پر کسی

شریکِ حلقہ سے مطالعہ پیش کرنے کے لیے کہیں‘ اس صورت میں ہر شخص چوکنا رہے گا اور محنت کرے گا۔

۴- یہ بات ہمیشہ مفید ہوگی کہ شرکا میں سے ایک زیادہ باعلم اور ماخذ تک پہنچ رکھنے والا ہو۔ پیش کش میں جو کمی یا خامی رہ گئی ہے‘ وہ اسے دورانِ بحث دُور کرسکتا ہے۔ گفتگو کے انداز اور رخ کو متعین کرسکتا ہے۔

۵- اگر کوئی شریک قرآن کا اچھا علم رکھتا ہے تو وہ آغاز میں مداخلت نہ کرے‘ اسے چاہیے کہ شرکا جو کچھ کہنا چاہتے ہیں انھیں کہنے دے اور پھر اگر وہ غلطی کریں تو شائستگی سے ان کی اصلاح کردے یا ان کے علم میں اضافہ کرے۔ اس کا رویہ توجہ دلانے والے اور سوال اٹھانے والے فرد کا ہونا چاہیے‘ نہ کہ بحث کرنے والے کا۔

۶- اختتام پر کسی شریک (بہتر ہے کہ نگران یا استاد) کو ہمیشہ زیرِ مطالعہ حصہ کا عمومی پیغام‘ سارے موضوعات اور عمل کی دعوت کو اختصار سے بیان کرنا چاہیے۔

درس کی تیاری

اجتماعی درس کے لیے مندرجہ ذیل ہدایات معاون ثابت ہوں گی:

۱- سب سے پہلے سامعین کی نوعیت اور استعداد کے متعلق صحیح اندازہ لگانا چاہیے۔ ان کا علم‘ ان کی فہم و فراست‘ ان کا درجہ ایمان‘ ان کے تفکرات اور پریشانیاں اور ان کی خواہشات و ضروریات کیا ہیں؟

۲- پھر سامعین کو سامنے رکھ کر موزوں آیات کا انتخاب کرنا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کے پاس چند آیات کی تیاری موجود ہے‘ بس اس کو پیش کر دیا‘ خواہ اس کا تعلق سامعین کے حالات اور تقاضوں سے ہو یا نہ ہو۔

۳- اسی طرح زبان‘ طرزِ بیان‘ اظہارِ بیان میں بھی سامعین کا لحاظ ضرور رکھنا چاہیے۔

۴- اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کیجیے کہ وہ آپ کو توفیق بخشے کہ آپ قرآن کا صحیح مفہوم

پاسکیں اور اسے سامعین کے سامنے بیان کرسکیں۔

۵- پہلے آیات کا مطالعہ کیجیے اور نوٹس تیار کیجیے۔ یہ سوچیے کہ آپ کہنا کیا چاہتے ہیں‘ پورا مضمون کس ترتیب سے پیش کرنا چاہتے ہیں‘ آغاز کس طرح کریں گے اور اختتام کیسے ہوگا؟

۶- وقت کا پورا لحاظ رکھیے۔ طے شدہ وقت سے زیادہ ہرگز آگے نہ بڑھیے‘ خواہ آپ کے ذہن میں کتنے ہی قابلِ قدر نکات موجود ہوں اور آپ کو انھیں پیش کرنے کا شوق بھی ہو۔ آپ کے ذہن میں یہ بات رہنی چاہیے کہ سامعین کے یاد رکھنے کی صلاحیت محدود ہوتی ہے۔ وہ آپ کے علم و فضل کے مداح تو بن جائیں گے مگر آپ سے زیادہ سیکھیں گے نہیں۔

طویل حصے کو مختصر سے وقت میں بھی بیان کیا جاسکتا ہے اور مختصر سے حصے کو طویل وقت میں بھی۔ یہ سب اس بات پر منحصر ہے کہ آپ زیرِ درس آیات سے درحقیقت سامعین کو سنانا کیا چاہتے ہیں۔

۷- آخر میں درس کا پیغام واضح الفاظ میں سامعین کے سامنے پیش کر دیجیے تاکہ وہ ان کے ذہنوں میں محفوظ رہے‘ اور وہ اس پر غور کرتے رہیں۔ اس پیغام کا تعلق آیات زیرِ درس کے مرکزی مضمون سے ہونا چاہیے۔

درس دینے کا طریقہ

۱- درس دیتے ہوئے صرف دو مقاصد پیش نظر ہونے چاہییں:

الف- اللہ کا کلام اللہ کے بندوں کو سنانے سے صرف اللہ کی رضا مقصود ہو۔

ب- قرآن کا پیغام واضح انداز میں اور مؤثر زبان میں پیش ہونا چاہیے۔

۲- یہ بات ہمیشہ پیش نظر رہے کہ یہ صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے کہ وہ قرآن کا پیغام آپ کی زبان سے سامعین کے دل و دماغ میں اتار دے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے

ساتھ محتاجی کی اس نسبت سے آپ کی اپنی یہ ذمہ داری کم نہیں ہو جاتی کہ آپ کما حقہ تیاری کریں' اور بہترین طریقے سے درس دینے کی کوشش کریں۔ قرآن کے پیغام کو زندہ اور متحرک پیغام کے طور پر پیش کریں اور پیغام کا تعلق وقت کے حالات سے اور مسائل سے جوڑتے چلے جائیں تاکہ اس کی اہمیت واضح ہو۔

طرز ادا کی تاثیر کا انحصار اس پر نہیں ہے کہ آپ کا بیان فصاحت و بلاغت کے اعلیٰ معیار کا حامل ہو۔ سیدھے سادے انداز میں بیان کیجیے تو زیادہ مؤثر ہوگا۔ اصل اہمیت آپ کی نیت اور آپ کی تیاری کی ہے۔

۳- پہلے سامعین کے سامنے ساری آیات کی تلاوت کریں' پھر ترجمہ سنائیں' پھر تشریح و تفسیر بیان کریں۔ آیات کو دوبارہ پڑھ کر تشریح کریں یا نہ کریں' یا پہلے ایک مختصر تمہید بیان کر دیں' پھر ایک ایک آیت کی تشریح کرتے جائیں--- جتنا وقت آپ کے پاس ہو' اسی کے پیش نظر آپ اپنے لیے کوئی طریقہ اختیار کر سکتے ہیں۔ اگر وقت مختصر ہو تو تمام آیات کا آغاز میں تلاوت کرنا بھی ضروری نہیں۔ یہ وقت سامعین کی توجہ مبذول کرانے اور ان کو ذہنی طور پر تیار کرنے میں صرف کریں کہ کیا چیز ان کے سامنے پیش کی جانے والی ہے۔

۴- ایک ایک آیت لیں' یا چند آیات اکٹھی' جیسے چاہیں ترجمہ اور تشریح بیان کریں۔ اصل چیز یہ ہے کہ آپ کے بیان سے سامعین پر یہ بات واضح ہو جانی چاہیے کہ یہ مربوط بیان ہے اور ایک آیت سے دوسری آیت کا مضمون پیدا ہو رہا ہے۔

۵- اختتام پر خلاصہ اور نتیجہ ضرور پیش کرنا چاہیے۔ اگر وقت باقی ہو تو تمام آیات کو دوبارہ پڑھ کر ان کا ترجمہ سنانا بھی مفید ہو سکتا ہے۔ اس طرح قرآن کی آیات کے ترجمے سے درس کا ربط سامعین کے ذہن میں تازہ ہو جائے گا۔

۶- آپ اپنا بیان نہ پیش کریں' قرآن کی آیات خود بولیں۔ تفسیر کے بغیر بھی قرآن بڑی تاثیر رکھتا ہے' خاص طور پر اہل زبان کے لیے۔ بیچ بیچ میں اپنی آرا کو ضرورت

سے زیادہ داخل کرنا دراصل قرآن کو بولنے سے روک دینے کے مترادف ہے۔ لمبی لمبی تشریحوں کا نقصان یہ ہے کہ سامع کا ذہن تشریح میں گم ہو جاتا ہے' اور آیات کے مطلب پر اس کی توجہ نہیں رہتی۔ اس لیے تشریح مختصر ہو۔ جہاں ضروری ہو جائے وہاں اگر بیان طویل ہو' تب بھی بار بار آیت دہرا کر اس سے ربط قائم رکھنا ضروری ہے۔ کوشش یہ کیجیے کہ قرآن اور سامعین کے ذہنوں کے درمیان فاصلہ نہ پیدا ہو۔

۷- قرآن کے نمونے اور انداز پر اپنا درس پیش کرنے کی کوشش کیجیے۔ کامیابی کا یہ سب سے بہتر طریقہ ہے۔ آغاز میں کچھ دشواری محسوس ہوگی مگر بتدریج راہ آسان ہو جائے گی۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ قرآن کو بار بار پڑھا جائے' اس کے حصے ازبر کیے جائیں اور اس کے اسلوب بیان کو جذب کیا جائے۔

قرآنی اسلوب کے درج ذیل حقائق آپ کو معلوم ہونے چاہییں:

(الف) یہ دل و دماغ' عقل اور جذبات یعنی کل انسان کو خطاب کرتا ہے۔

(ب) اس کا تخاطب شخصی ہے' براہ راست ہے' مختصر ہے اور اس میں فکری اپیل اور دعوت عمل پائی جاتی ہے۔

(ج) اس کی زبان اور بیان بھی اتنا ہی زوردار ہے جتنا اس کا پیغام زوردار ہے۔ یہ سیدھا دل پر اثر انداز ہوتا ہے۔

(د) یہ ایسے دلائل دیتا ہے جو سامعین آسانی سے سمجھ سکیں۔ یہ دلائل روزمرہ کی زندگی اور مشاہدے سے فراہم کیے جاتے ہیں۔ یہ زود ہضم ہوتے ہیں۔ یہ تخیلی' تجریدی یا منطقی نہیں ہوتے۔

۸- تجریدی انداز نہ اختیار کیجیے' نہ فلسفہ بنا کر پیش کیجیے بلکہ قرآن کی دعوت کو زندہ و متحرک بنا کر پیش کیجیے۔ قرآن کا پیغام پہنچانے میں نظم اور کسی قدر تصورات کا استعمال بھی ضروری ہے۔ اس کے لیے عام فہم زبان استعمال کیجیے تاکہ ہر شخص سمجھ

سکے۔

۹- عمل کی دعوت دینا' تجدید عہد کرانا' عزم نو پیدا کرنا' آپ کے درس کا لازمی حصہ ہونا چاہیے۔ تاریخ کا ذکر ہو یا مظاہر فطرت کا تذکرہ' کوئی امرونہی ہو یا کوئی بیان اور مکالمہ' ہر حال میں درس پیش قدمی کرنے' اطاعت کرنے اور عمل کرنے پر اُبھارنے میں معاونت کرے۔

۱۰- قرآن سے اپنے نظریات نہ برآمد کریں بلکہ اپنے نظریات قرآن کے تابع بنائیں۔

۱۱- بیان ایسا ہو کہ قرآن سامعین کے دل میں اُتر جائے۔ قرآن کی قدروقیمت اور محبت دلوں میں پیدا ہو جائے۔ احسان مندی اور شکرگزاری کے جذبات دل میں موجزن ہوں۔ درس میں ان مقاصد کا حصول پیش نظر رہنا چاہیے۔

۱۲- سامعین کے ردعمل پر بھی توجہ دیتے رہنا چاہیے۔ ان کے ردعمل کی روشنی میں اپنی گفتگو کو مختصر یا ختم یا کوئی نئی بات جس کی ضرورت ہو' جیسا حالات کا تقاضا ہو' وہ کرنا چاہیے۔

صاحب درس کو اپنا منفرد طریقہ کار' طرز بیان اور اسلوب بیان پیدا کرنا چاہیے۔

۷

قرآن کے مطابق زندگی

قرآن کی پیروی

اگر آپ پہلے ہی لمحے سے اس خدا کے آگے کامل سپردگی میں اپنے اندر تبدیلی لانا اور اپنی زندگی کی تعمیرنو کرنا شروع نہ کردیں جس نے آپ کو قرآن دیا ہے تو قرآن پڑھنے سے آپ کو بہت تھوڑا فائدہ ہوگا' آپ کے حصے میں نقصان اور پریشانی بھی آسکتی ہے۔ اگر عمل کے لیے قوت ارادی اور کوشش نہ ہو تو قلب کی کیفیات' روح کی وجد آفرینی اور علم میں اضافے سے آپ کو کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اگر قرآن آپ کے اعمال پر کوئی اثر نہ ڈالے اور آپ اس کے احکامات کی اطاعت نہ کریں اور جو وہ منع کرتا ہے' اس سے نہ رکیں تو پھر سمجھ لیجیے آپ قرآن کے قریب نہیں ہو رہے۔

قرآن کے ہر صفحے پر سرتسلیم خم کرنے' اطاعت کرنے' عمل کرنے اور تبدیلی لانے کی دعوت ہے۔ جو اس کے حکم تسلیم نہ کریں' انھیں کافر' ظالم اور فاسق کہا گیا ہے (المائدہ ۵:۴۴-۴۷)۔ جن لوگوں کو اللہ کی کتاب دی گئی ہے لیکن وہ نہ اس کو سمجھتے ہیں نہ اس پر عمل کرتے ہیں انھیں ایسے گدھے قرار دیا گیا جو بوجھ لادے ہوئے ہیں مگر جو کچھ لادے ہوئے ہیں' نہ اس کو جانتے ہیں نہ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں (الجمعہ ۶۲:۵)۔

یہ وہ لوگ ہیں جن کے خلاف اللہ کے رسولؐ قیامت کے روز فریاد کریں گے: اے میرے رب، میری قوم نے اس قرآن کو پس انداز کردہ چیز بنالیا تھا (الفرقان ۲۵:۳۰)۔

قرآن کو ترک کر دینا، ایک طرف رکھ دینا اس کا مطلب ہے اس کو نہ پڑھنا، نہ سمجھنا، نہ اس کے مطابق زندگی گزارنا۔ اس کو ایک قصہ پارینہ سمجھنا جس کا اب کوئی کام نہیں رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی پیروی پر زور دینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ آپ نے فرمایا:

میری اُمت کے بہت سے منافق قرآن پڑھنے والوں میں سے ہوں گے۔ **(احمد)**

وہ شخص قرآن کا سچا ماننے والا نہیں ہے جو اس کے حرام کیے ہوئے کو حلال سمجھتا ہے۔ **(ترمذی)**

قرآن کی تلاوت کرو تاکہ تم جو کچھ وہ منع کرتا ہے، اس سے رک سکو۔ اگر یہ تمھیں اس قابل نہ بنائے کہ تم رک جاؤ تو تم نے اس کی حقیقی معنوں میں تلاوت نہیں کی ہے۔ **(طبرانی)**

صحابہ کرامؓ کے لیے قرآن سیکھنے کا مطلب، اس کو پڑھنا، اس پر غوروفکر کرنا اور اس پر عمل کرنا ہوتا تھا۔ روایت ہے کہ

جو لوگ قرآن پڑھنے میں مشغول تھے، بتاتے ہیں کہ عثمانؓ ابن عفان اور عبداللہؓ بن مسعود جیسے لوگ جب ایک دفعہ رسولؐ سے دس آیات سیکھ لیتے تھے تو جب تک ان آیات میں علم اور عمل کے حوالے سے جو کچھ ہوتا تھا، اسے واقعی نہیں سیکھ لیتے تھے، آگے نہیں بڑھتے تھے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ انھوں نے قرآن اور علم ایک ساتھ سیکھا ہے۔ اس طرح بعض وقت وہ صرف ایک سورت سیکھنے میں کئی برس صرف کرتے تھے **(سیوطی: الاتقان فی علوم القرآن)**۔

حسن بصریؒ کہتے ہیں: ''تم نے رات کو اُونٹ سمجھ لیا ہے جس پر تم قرآن کے

مختلف مراحل سے گزرنے کے لیے سواری کرتے ہو۔ تم سے پہلے والے لوگ اسے اپنے مالک کے پیغامات سمجھتے تھے۔ رات کو اس پر غوروفکر کرتے تھے اور دن اس کے مطابق گزارتے تھے''۔ **(احیاءُ العلوم)**

قرآن کے مطالعے سے آپ کے دل میں ایمان پیدا ہونا چاہیے۔ اس ایمان کے مطابق آپ کی زندگی کو ڈھلنا چاہیے۔ یہ کوئی تدریجی مرحلہ وار عمل نہیں ہے جس میں آپ پہلے کئی برس قرآن پڑھنے میں، پھر اسے سمجھنے میں، پھر ایمان مضبوط کرنے میں صرف کریں۔ اور پھر اس کے بعد اس پر عمل کریں۔ جب آپ کلام الٰہی سنتے ہیں یا تلاوت کرتے ہیں تو آپ کے اندر ایمان کی چنگاری روشن ہو جاتی ہے۔ جب اندر ایمان داخل ہو جاتا ہے، تو آپ کی زندگی بدلنی شروع ہو جاتی ہے۔ جو بات آپ کو یاد رکھنی چاہیے وہ یہ ہے کہ قرآن کے مطابق زندگی گزارنے کا سب سے زیادہ بنیادی تقاضا یہ ہے کہ آپ ایک بڑا فیصلہ کریں۔ دوسرے جو کچھ بھی کر رہے ہوں، معاشرے کے مطالبات کچھ بھی ہوں، آپ کے آس پاس کوئی بھی افکار غالب ہوں، آپ کو اپنی زندگی کا راستہ مکمل طور پر تبدیل کرنا ہوتا ہے۔ یہ فیصلہ عظیم قربانیاں چاہتا ہے۔ لیکن اگر آپ قرآن کو خدا کا کلام تسلیم کر کے اس پر ایمان لا کر چھلانگ لگانے کو تیار نہ ہوں تو آپ جو وقت قرآن کے ساتھ صرف کر رہے ہیں، اس کا کوئی اچھا نتیجہ سامنے نہیں آئے گا۔

پہلے قدم پر، پہلے ہی لمحے یہ بالکل واضح کر دیا گیا ہے کہ قرآن صرف ان لوگوں کے لیے ہدایت ہے جو خدا کی مرضی کے خلاف زندگی گزارنے کے نقصانات، اور اس کی ناراضی مول لینے سے بچنے کے لیے عمل کرنے کو تیار ہیں اور جو نتائج رکھتے ہیں، یہی متقی ہیں **(البقرہ ۲:۱-۵)**۔

قرآن علم اور عمل کے درمیان اور ایمان اور عمل صالح کے درمیان کوئی دُوری اور فاصلہ تسلیم نہیں کرتا۔

قرآنی مشن کی تکمیل

قرآن کے مطابق زندگی گزارنے کا ایک ضروری اور اہم حصہ یہ ہے کہ اپنے اردگرد کے لوگوں تک اس کا پیغام پہنچائیں۔ اللہ کے رسولؐ پر جیسے ہی پہلی وحی نازل ہوئی آپؐ نے اسے عوام تک پہنچانے کے عظیم کام کا احساس کرلیا۔ دوسری وحی قُمْ فَاَنْذِر کا حکم لیے ہوئے آئی۔ پھر متعدد مقامات پر رسولؐ پر یہ واضح کیا گیا کہ قرآن کو پہنچانا‘ اسے سنانا اور اس کی تشریح کرنا‘ آپؐ کا اولین فریضہ اور آپؐ کی زندگی کا مشن ہے (الانعام ۱۹:۶‘ الفرقان ۱:۲۵‘ الانعام ۱۰۵:۶‘ المائدہ ۶۷:۵‘ مریم ۹۷:۱۹‘ الاعراف ۱۵۷:۷)

اب آپؐ کے پیروکار ہونے اور اللہ کی کتاب کے حامل ہونے کی حیثیت سے یہی مشن ہمارے سپرد ہے۔ ہمارے پاس قرآن ہونے کا تقاضا ہے کہ ہم اسے اپنے اور دوسروں تک پہنچائیں۔ قرآن سننے کا مطلب ہے کہ اسے سنائیں۔ ہمیں اسے پوری انسانیت پر واضح کرنا چاہیے اور بتانا چاہیے اور چھپا کر نہیں رکھنا چاہیے۔

ان اہل کتاب کو وہ عہد بھی یاد دلاؤ جو اللہ نے ان سے لیا تھا کہ تمھیں کتاب کی تعلیمات کو لوگوں میں پھیلانا ہوگا‘ انھیں پوشیدہ رکھنا نہیں ہوگا۔ مگر انھوں نے کتاب کو پس پشت ڈال دیا اور تھوڑی قیمت پر اسے بیچ ڈالا۔ کتنا برا کاروبار ہے جو یہ کر رہے ہیں (آل عمران ۱۸۷:۳)۔

اگر آپ کے قلب میں اور ہاتھ میں کوئی چراغ ہے تو اس کی روشنی پھیلنی چاہیے۔ اگر آپ کے اندر کوئی آگ لگی ہے تو اس کی تپش پھیلنی چاہیے۔ جو عارضی دنیاوی مقاصد کے لیے ایسا نہیں کرتے وہ درحقیقت اپنے پیٹ آگ سے بھر رہے ہیں۔

حق یہ ہے کہ جو لوگ ان احکام کو چھپاتے ہیں جو اللہ نے اپنی کتاب میں نازل کیے ہیں اور تھوڑے سے دنیاوی فائدوں پر انھیں بھینٹ چڑھاتے ہیں وہ دراصل اپنا

پیٹ آگ سے بھر رہے ہیں۔ قیامت کے روز اللہ ہرگز ان سے بات نہ کرے گا‘ نہ انھیں پاکیزہ ٹھہرائے گا۔ وہ اللہ کی لعنت کے مستحق ہوں گے:

جو لوگ ہماری نازل کی ہوئی روشن تعلیمات کو چھپاتے ہیں درآں حالے کہ ہم انھیں سب انسانوں کی رہنمائی کے لیے اپنی کتاب میں بیان کر چکے ہیں‘ یقین جانو کہ اللہ بھی ان پر لعنت کرتا ہے اور تمام لعنت کرنے والے بھی ان پر لعنت بھیجتے ہیں (البقرہ ۱۶۹:۲)۔

البتہ جو اس روش سے باز آجائیں اور اپنے طرزِ عمل کی اصلاح کرلیں اور جو کچھ چھپاتے تھے‘ اسے بیان کرنے لگیں‘ ان کو میں معاف کردوں گا (البقرہ ۱۶۰:۲)۔

لیکن اگر وہ اسی حالت میں مرگئے تو ان پر سب کے سب لعنت کریں گے۔

جن لوگوں نے کفر کا رویہ اختیار کیا اور کفر کی حالت میں ہی جان دی ان پر اللہ‘ فرشتوں اور سب انسانوں کی لعنت ہے (البقرہ ۱۶۱:۲)۔

اللہ ان کی طرف نظر نہیں ڈالے گا:

رہے وہ لوگ جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں تو ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ اللہ قیامت کے روز ان سے بات کرے گا نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ انھیں پاک کرے گا (آل عمران ۷۷:۳)۔

اب‘ اپنے آپ پر نظر ڈالیے‘ آج کل کے مسلمانوں کو دیکھیے۔ اس حقیقت کے باوجود کہ دن رات لاکھوں افراد قرآن کی تلاوت کرتے ہیں‘ اس سے ہمارے حالات میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یا تو اسے ہم پڑھتے ہیں اور سمجھتے نہیں ہیں‘ یا اگر سمجھتے ہیں تو اسے تسلیم نہیں کرتے یا اس پر عمل نہیں کرتے‘ یا اگر ہم اس پر عمل کرتے ہیں تو ہم اس کا ایک حصہ تسلیم کرتے ہیں اور ایک مسترد کرتے ہیں‘ یا جس وقت ہم اسے پڑھنے میں اور اس کے کسی ایک حصہ پر عمل کرنے میں مصروف ہیں تو ہم اسے چھپانے کا اور اس کی روشنی دنیا

تک نہ پہنچانے کے بدترین جرم کا ارتکاب کر رہے ہیں۔

> ان میں بعض ان پڑھ ہیں جو کتاب الٰہی کو صرف اپنی آرزوؤں کا مجموعہ خیال کرتے ہیں اور محض وہم و گمان پر چلے جا رہے ہیں۔ پس ہلاکت اور تباہی ہے ان لوگوں کے لیے جو اپنے ہاتھوں سے شریعت تصنیف کرتے ہیں۔ پھر لوگوں سے کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس سے آیا ہے تاکہ اس کے ذریعے سے تھوڑی سی قیمت حاصل کرلیں (البقرہ ۲: ۷۸-۷۹)۔

> تو کیا تم کتاب کے ایک حصے پر ایمان لاتے ہو اور دوسرے حصے کے ساتھ کفر کرتے ہو۔ پھر تم میں سے جو لوگ ایسا کریں ان کی سزا اس کے سوا کیا ہے کہ دنیا کی زندگی میں ذلیل و خوار ہو کر رہیں اور آخرت میں شدید ترین عذاب کی طرف پھیر دیے جائیں (البقرہ ۲: ۸۵)۔

ہمارے ذہنوں میں ذرّہ برابر شبہہ نہیں ہونا چاہیے کہ جب تک ہم قرآن کے گواہ ہونے کی سب سے اہم ذمہ داری ادا نہیں کریں گے، جو ہم پر اس کا حامل ہونے اور اسے پڑھنے کی وجہ سے آتی ہے، ہم قرآن کا حق ہرگز ادا نہیں کرسکتے۔ بے عزتی، ذلت و تحقیر اور پس ماندگی جو ہمارے حصے میں آئی ہے صرف اس رویے کی وجہ سے آئی ہے جو ہم قرآن کے ساتھ اور جو مشن اس نے ہمارے سپرد کیا ہے اس کے ساتھ رکھے ہوئے ہیں۔

> اللہ تعالیٰ اس قرآن سے بعض قوموں کو زوال عطا کرتا ہے اور بعض کو عروج۔

> کاش انھوں نے تورات اور انجیل اور ان دوسری کتابوں کو قائم کیا ہوتا جو ان کے رب کی طرف سے ان کے پاس بھیجی گئی تھیں۔ ایسا کرتے تو ان کے لیے اوپر سے رزق برستا اور نیچے سے ابلتا (المائدہ ۵: ۶۶)۔

ہم قرآن کے بارے میں کتنا ہی اعلیٰ علمی معیار حاصل کرلیں، ہم قرآن کے مکمل اور حقیقی معانی سمجھنے اور دریافت کرنے میں اس وقت تک کامیاب نہیں ہوسکتے جب تک ہم قرآن کی اطاعت نہ کریں۔

رسولؐ نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا: ”تم لوگوں میں ایسے لوگ ہوں گے کہ جب تم اپنی نمازوں کا ان کی نمازوں سے، اپنے روزوں کا ان کے روزوں سے، اپنے اچھے اعمال کا ان کے اچھے اعمال سے مقابلہ کرو تو تمھیں اپنے اعمال بہت کم تر محسوس ہوں گے۔ وہ قرآن پڑھتے ہوں گے لیکن یہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا (بخاری)۔

تسلیم و اطاعت قرآن کے حقیقی مشن کی تکمیل کے لیے ہی نہیں، اس کا مفہوم سمجھنے کی بھی یقینی کلید ہے۔ پیروی کرنے سے ایسے معانی سامنے آتے ہیں جنھیں آپ محض غوروفکر سے ہرگز نہیں پاسکتے۔ پھر آپ قرآن کا مشاہدہ کرنے لگتے ہیں۔ سید مودودیؒ کے یادگار الفاظ میں جو بھلائے نہیں جاسکتے:

> لیکن فہم قرآن کی اِن ساری تدبیروں کے باوجود آدمی قرآن کی رُوح سے پوری طرح آشنا نہیں ہونے پاتا جب تک کہ عملاً وہ کام نہ کرے جس کے لیے قرآن آیا ہے۔ یہ محض نظریات اور خیالات کی کتاب نہیں ہے کہ آپ آرام کرسی پر بیٹھ کر اسے پڑھیں اور اس کی ساری باتیں سمجھ جائیں۔ یہ دُنیا کے عام تصورِ مذہب کے مطابق ایک نِری مذہبی کتاب بھی نہیں ہے کہ مدرسے اور خانقاہ میں اس کے سارے رموز حل کرلیے جائیں--- یہ ایک دعوت اور تحریک کی کتاب ہے۔ اس نے آتے ہی ایک خاموش طبع اور نیک نہاد انسان کو گوشۂ عزلت سے نکال کر خدا سے پھری ہوئی دنیا کے مقابلے میں لاکھڑا کیا۔ باطل کے خلاف اس سے آواز اُٹھوائی اور وقت کے علمبرداران کفروفسق وضلالت سے اس کو لڑا دیا۔ گھر گھر سے ایک ایک سعید رُوح اور پاکیزہ نفس کو کھینچ کھینچ کر لائی اور داعیٔ حق کے جھنڈے تلے ان سب کو اکٹھا کیا۔ گوشے گوشے سے ایک ایک فتنہ جو اور فساد پرور کو بھڑکا کر اُٹھایا اور حامیانِ حق سے ان کی جنگ کرائی۔ ایک فردِ واحد کی پکار سے اپنا کام شروع کر کے خلافتِ الٰہیہ کے قیام تک پورے تیئیس سال یہی کتاب اس عظیم الشان تحریک کی

رہنمائی کرتی رہی، اور حق و باطل کی اس طویل و جاں گُسل کشمکش کے دَوران میں ایک ایک منزل اور ایک ایک مرحلے پر اسی نے تخریب کے ڈھنگ اور تعمیر کے نقشے بنائے۔

اب بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ سرے سے نزاعِ کفر و دین اور معرکۂ اسلام و جاہلیت کے میدان میں قدم ہی نہ رکھیں اور اس کشمکش کی کسی منزل سے گزرنے کا آپ کو اتفاق ہی نہ ہُوا ہو اور پھر محض قرآن کے الفاظ پڑھ پڑھ کر اس کی ساری حقیقتیں آپ کے سامنے بے نقاب ہو جائیں۔ اسے تو پوری طرح آپ اُسی وقت سمجھ سکتے ہیں جب اسے لے کر اُٹھیں اور دعوت اِلی اللہ کا کام شروع کریں اور جس جس طرح یہ کتاب ہدایت دیتی جائے اُس طرح قدم اُٹھاتے چلے جائیں۔ تب وہ سارے تجربات آپ کو پیش آئیں گے جو نزولِ قرآن کے وقت پیش آئے تھے۔ مکّہ اور حبش اور طائف کی منزلیں بھی آپ دیکھیں گے اور بدر و اُحد سے لے کر حُنین اور تبوک تک کے مراحل بھی آپ کے سامنے آئیں گے۔ ابوجہل اور ابولہب سے بھی آپ کو واسطہ پڑے گا، منافقین اور یہود بھی آپ کو ملیں گے، اور سابقینِ اوّلین سے لے مؤلفۃ القلوب تک سبھی طرح کے انسانی نمونے آپ دیکھ بھی لیں گے اور برت بھی لیں گے۔ یہ ایک اَور ہی قسم کا "سلوک" ہے، جس کو میں "سلوکِ قرآنی" کہتا ہوں۔ اِس سلوک کی شان یہ ہے کہ اس کی جس جس منزل سے آپ گزرتے جائیں گے، قرآن کی کچھ آیتیں اور سورتیں خود سامنے آ کر آپ کو بتاتی چلی جائیں گی کہ وہ اسی منزل میں اُتری تھیں اور یہ ہدایت لے کر آئی تھیں۔ اس وقت یہ تو ممکن ہے کہ لُغت اور نحو اور معانی اور بیان کے کچھ نکات سالک کی نگاہ سے چھپے رہ جائیں، لیکن یہ ممکن نہیں ہے کہ قرآن اپنی رُوح کو اس کے سامنے بے نقاب کرنے سے بخل برت جائے۔

پھر اسی کُلیہ کے مطابق قرآن کے احکام، اس کی اخلاقی تعلیمات، اس کی معاشی اور تمدّنی ہدایات اور زندگی کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں اس کے بتائے ہوئے اُصول و قوانین آدمی کی سمجھ میں اُس وقت تک آ ہی نہیں سکتے جب تک کہ وہ عملاً ان کو برت کر نہ دیکھے۔ نہ وہ فرد اس کتاب کو سمجھ سکتا ہے جس نے اپنی انفرادی زندگی کو اس کی پیروی سے آزاد کر رکھا ہو اور نہ وہ قوم اس سے آشنا ہو سکتی ہے جس کے سارے ہی اجتماعی ادارے اس کی بنائی ہوئی روش کے خلاف چل رہے ہوں (تفہیم القرآن، جلد اول، ص ۳۳ تا ۳۵)۔

ضمیمہ ۱

رسولؐ اللہ خاص طور پر کون سے حصے پڑھتے تھے

قرآن کی کچھ آیات اور سورتیں ایسی ہیں جن کے بارے میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو مخصوص نمازوں میں یا خصوصی مواقع پر نسبتاً کثرت سے پڑھا کرتے تھے یا جن کے فضائل اور اجر بیان کر کے آپ نے خصوصی طور پر ان کی تلاوت پر اُبھارا۔

جو احادیث یہاں درج کی جارہی ہیں وہ اس لیے نہیں ہیں کہ قرآن کے ایک حصے کی برتری دوسرے حصے پر ثابت کی جائے۔ آپ کو قرآن کے دوسرے حصوں کو نظرانداز نہیں کرنا چاہیے کہ انھی حصوں کو پڑھنے اور یاد کرنے میں لگ جائیں۔ یہ انتخاب اس لیے مفید ہے کہ ایک شخص ہر چیز کو یاد کر کے ہر روز نہیں پڑھ سکتا اور ضرورت ہوتی ہے کہ کسی مخصوص حصے کو پڑھنے کا معمول بنایا جائے۔ اس سے بہتر بات کیا ہوسکتی ہے کہ اس معاملے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی جائے اور جس اجر کا آپ نے وعدہ کیا ہے اس کی اُمید رکھی جائے۔ یہ بات یاد رکھیں کہ اللہ کے رسولؐ رمضان کے مہینے میں کم سے کم ایک بار مکمل قرآن کی تلاوت کرتے تھے۔ آپ تہجد میں طویل قرأت کرتے تھے، سورۃ البقرہ اور آل عمران ایک رکعت میں پڑھتے تھے۔

مختلف نمازوں میں آپؐ کیا پڑھتے تھے

فجر میں:

- آپؐ سورہ ق (۵۰) اور ایسی ہی دوسری سورتیں پڑھتے تھے۔ (حضرت جابرؓ بن سمرۃ - مسلم، باب القراۃ فی الصبح، ج ۱، ص ۱۸۷)
- آپؐ نے سورہ واقعہ (۵۶) پڑھی۔ (ترمذی)
- میں نے آپؐ کو سورہ تکویر (۸۱) پڑھتے سنا۔ (عمروؓ بن حریث، ج ۱، ص ۱۸۶، مسلم)
- جب آپؐ مکہ میں تھے، آپؐ نے سورہ مومنون (۲۳) ۴۵ تا ۵۰ آیات تک پڑھی۔ (عبداللہؓ بن السائب - مسلم، ج ۱، ص ۱۸۶)
- آپؐ نے الکافرون (۱۰۹) اور اخلاص (۱۱۲) پڑھی۔ (ابوھریرہ، مسلم)
- آپؐ نے الفلق (۱۱۳) اور الناس (۱۱۴) پڑھی۔ (عقبہؓ بن عامر، احمد، ابوداؤد)
- آپؐ نے البقرہ (۲) اور آل عمران (۳) سے کچھ آیات پڑھیں۔
- روایت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے سورہ البقرہ پڑھی۔ (موطا)
- حضرت عثمانؓ بن عفان اکثر سورہ یوسف (۱۲) پڑھا کرتے تھے۔ (موطا)
- حضرت عمرؓ بن خطاب نے سورہ یوسف اور حج پڑھی۔ (موطا)
- حضرت عمرؓ نے ابوموسیٰ کو لکھا کہ طوال مفصل پڑھا کرو (سورہ محمد (۴۷) سے سورہ بروج (۸۵) تک)۔
- رسولؐ نے سورہ الکافرون (۱۰۹) اور الاخلاص (۱۱۲) نماز فجر سے پہلے کی دو رکعات میں پڑھیں۔ (ابوہریرہؓ، ابن ماجہ)

جمعہ کے دن فجر میں

- آپ نے پہلی رکعت میں حم السجدہ (۳۲) اور دوسری میں الدھر (۷۶) پڑھی۔ (ابوہریرہؓ، بخاری و مسلم)

ظہر اور عصر میں

- آپؐ سورۃ اللیل (۹۲) اور ایک دوسری روایت کے مطابق الاعلیٰ (۸۷) پڑھا کرتے تھے، اسی طرح عصر کی نماز میں۔ (جابرؓ بن سمرۃ، مسلم)
- آپؐ سورۃ البروج، طارق اور ایسی ہی سورتیں پڑھا کرتے تھے۔ (جابر بن سمرۃ، ترمذی)
- حضرت عمرؓ نے ابوموسیٰ کو لکھا کہ اوساط مفصل (سورۃ البروج سے سورۃ البینہ) تک پڑھا کرو۔ (ترمذی)

مغرب میں

- میں نے آپؐ کو المرسلت (۷۷) پڑھتے ہوئے سنا (ام الفضل، بخاری و مسلم)
- میں نے آپؐ کو سورہ طور (۵۲) پڑھتے ہوئے سنا۔ (جبیر بن مطعم، بخاری و مسلم)
- آپؐ سورہ الکافرون اور الاخلاص پڑھا کرتے تھے۔ (روایت عبداللہؓ بن عمر، ابن ماجہ) خصوصاً جمعہ کی راتوں میں (جابرؓ بن سمرۃ)
- آپ نے سورہ دخان (۴۴) پڑھی۔ (عبداللہؓ بن عتبہ، نسائی)
- آپ نے الاعراف پڑھی۔ (حضرت عائشہ، نسائی)

- آپ نے مغرب کے بعد کی دو رکعات میں سورہ الکافرون اور الاخلاص پڑھی۔ (عبداللہؓ بن مسعود، ترمذی)
- حضرت عمرؓ نے ابوموسیٰ کو لکھا کہ قصار مفصل پڑھا کرو۔ (البینہ سے الناس تک)

عشا میں

- آپؐ نے معاذ بن جبل کو ہدایت کی سورہ الشمس (۹۱)، الضحیٰ (۹۳)، اللیل (۹۲)، اور الاعلیٰ (۸۷) پڑھو اور البقرۃ جیسی لمبی سورتیں نہ پڑھو۔ (حضرت جابر، بخاری و مسلم)۔ اتنی لمبی سورتیں کہ نمازیوں پر بوجھ ہو اور وہ نماز سے بھاگ کھڑے ہوں، نہ پڑھیں۔
- میں نے آپؐ کو سورہ والتین (۹۵) پڑھتے ہوئے سنا (البراء بن عازب، بخاری و مسلم)

جمعہ اور عید کی نمازوں میں

- میں نے آپؐ کو نماز جمعہ میں پہلی رکعت میں سورہ الجمعہ اور دوسری رکعہ میں سورہ المنافقون پڑھتے ہوئے سنا۔ (ابوہریرہؓ، مسلم)
- آپؐ جمعہ اور عیدین کی نمازوں میں سورۃ الاعلیٰ اور الغاشیہ پڑھا کرتے تھے اور اگر جمعہ اور عید ایک ہی دن پڑ گئے تو آپؐ نے دونوں نمازوں میں ایک ہی سورتیں پڑھیں (نعمانؓ بن بشیر، مسلم)
- آپؐ عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر میں سورہ ق (۵۰) اور قمر (۵۴) پڑھا کرتے تھے۔ (روایت ابا واقد اللیثیؓ، مسلم)

آپؐ خاص مواقع پر کیا پڑھتے تھے

تہجد میں

- نیند سے بیدار ہو کر آپؐ آسمان کی طرف دیکھتے تھے اور "ان فی خلق السموات والارض" آخر سورت تک پڑھتے تھے۔ آل عمران (۳: ۹۰-۲۰۰) (عبداللہؓ بن عباس، بخاری)

صبح اور شام کے وقت

- سورہ اخلاص، الفلق اور الناس، تین تین دفعہ۔ انھیں صبح و شام پڑھو۔ یہ تمھاری ہر ضرورت پوری کریں گی۔ (عبداللہؓ بن خبیب، ترمذی، ابوداؤد)
- آیت الکرسی اور حٰمٓ ○ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ○ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ (سورہ مومن ۴۰: ۲-۴)۔ جو ان کی صبح تلاوت کرے گا ان کی وجہ سے شام تک حفاظت میں رہے گا اور جو شام کے وقت تلاوت کرے گا، ان کی وجہ سے صبح تک حفاظت میں رہے گا۔ (ابوہریرہؓ، ترمذی)
- سورۃ الحشر کی آخری تین آیات (۵۹: ۲۲-۲۴)۔ اگر کوئی صبح ان کی تلاوت کرے تو شام تک ۷۰ ہزار فرشتے اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور اگر وہ شام میں کرے تو وہ صبح تک اس طرح کرتے ہیں (معقلؓ بن یسار، ترمذی)
- سورۃ الروم کی تین آیات (۳۰: ۱۷-۱۹)۔ اگر کوئی صبح کے وقت ان کی تلاوت کرے تو دن بھر جو نیک کام وہ نہیں کر سکا اس کا اجر دیا جاتا ہے اور اگر شام کو تلاوت کرتا ہے تو رات کے وقت وہ جو نیک عمل نہ کر سکے اس کا اجر دیا جاتا ہے (عبداللہؓ بن عباس، ابوداؤد)۔

سونے سے قبل یا دورانِ شب:

رات کو سونے سے قبل آیت الکرسی کی تلاوت کرو۔ آپؐ نے تصدیق کی ہے کہ اس طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک محافظ تمھارے ساتھ رہے گا اور صبح تک شیطان تمھارے قریب نہیں آئے گا (بخاری)۔

جب آپؐ بستر پر جاتے تھے تو دونوں ہاتھ قریب لا کر سورہ اخلاص، الفلق اور الناس پڑھ کر ان میں پھونکتے تھے۔ پھر آپؐ جہاں تک ممکن ہوتا تھا، اپنا ہاتھ اپنے جسم پر پھیرتے تھے۔ سر، چہرہ اور جسم کے سامنے کے حصے۔ ایسا تین دفعہ کرتے تھے (حضرت عائشہؓ، بخاری و مسلم)۔

- **سورۃ البقرہ** کی آخری دو آیات پڑھو، جو رات کو انھیں پڑھے گا وہ اس کے لیے کافی ہوگا (عبداللہ بن مسعودؓ-بخاری و مسلم)۔
- **آل عمران** کا آخری رکوع (۳:۱۹۰-۲۰۰)۔ اس کا اجر رات بھر کی حفاظت ہے۔
- **الدخان** (۴۴) صبح کو ۷۰ ہزار فرشتے اس کے لیے مغفرت کریں گے (ابو ہریرہؓ، ترمذی)۔
- مسبحات کی تلاوت کرو۔ **بنی اسرائیل** (۱۷) **الحدید** (۵۷) **الحشر** (۵۹) **الصف** (۶۱) **الجمعۃ** (۶۲) **التغابن** (۶۴) **الاعلیٰ** (۸۷)۔ آپؐ کا معمول تھا کہ سونے سے پہلے ان کی تلاوت کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ان میں ایک آیت ہے جو ہزار آیات سے بہتر ہے۔ (عرض باز ساریہؓ، ابو داؤد، ترمذی)
- **السجدہ** (۳۲) **الملک** (۶۷) آپؐ جب تک ان کو پڑھ نہیں لیتے تھے سوتے نہ تھے (روایت جابرؓ، احمد، ترمذی)۔

بعض حصوں کے فضائل کے بارے میں آپؐ نے کیا فرمایا

○ سورہ الفاتحہ (۱)

— کیا/تمھیں قرآن کی سب سے عظیم سورت کی تعلیم نہ دوں؟ آپ نے فرمایا اور پھر **سورہ فاتحہ** کی تعلیم دی اور کہا کہ یہ عظیم قرآن ہے جو مجھے دیا گیا ہے (حضرت ابوسعیدؓ بن المعلیٰ، بخاری)۔

— ایک فرشتے نے رسولؐ اللہ سے کہا، ان دونوروں پر خوشیاں منایئے جو آپ کو دیے گئے ہیں اور آپؐ سے پہلے کسی رسول کو نہیں دیے گئے تھے۔ **سورہ الفاتحہ** اور **البقرہ** کی آخری دو آیات (عبداللہؓ بن عباس، مسلم)۔

— اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اس طرح کی کوئی چیز نہ تورات میں، نہ انجیل میں، نہ زبور میں اور نہ قرآن میں نازل کی گئی ہے (ابو ہریرہؓ، ترمذی)۔

— یہ ہر مرض کی شفا ہے (عبدالملک بن عمیر، دارمی)۔

○ سورہ الفلق اور سورۃ الناس (۱۱۳، ۱۱۴):

— اس جیسی چیزیں کبھی دیکھی نہیں گئیں (عقبہ بن عامر، مسلم)۔

پناہ تلاش کرنے والا ان جیسی دو چیزوں سے بہتر چیز کی پناہ تلاش نہیں کر سکتا۔ (عقبہ بن عامر، ابو داؤد)۔

○ سورۃ الاخلاص (۱۱۲):

— آپؐ نے پوچھا کیا تم میں سے کوئی ایک رات میں تہائی قرآن نہیں پڑھ سکتا۔ پھر فرمایا: **سورہ الاخلاص** پڑھا کرو۔ اس لیے کہ اس ہستی کی قسم جس کے قبضے میں میری زندگی ہے، یہ ایک تہائی قرآن پڑھنے کے مترادف ہے۔ (حضرت ابوسعید الخدریؓ)

— آپؐ نے ایک شخص کے بارے میں جو ہر نماز میں سورہ اخلاص اس لیے پڑھتا تھا اس میں رحمٰن کی شان کا ذکر ہے' فرمایا کہ اسے بتا دو کہ اللہ اس سے محبت کرتا ہے (عائشہؓ، بخاری ' مسلم)۔

— آپؐ نے ایک شخص سے جو سورہ اخلاص سے محبت کرتا تھا فرمایا "تمھاری اس سے محبت تمھیں جنت میں داخل کردے گی"۔ (انسؓ، ترمذی و بخاری)

○ **سورۃ الکافرون (۱۰۹):**

— یہ قرآن کے ایک چوتھائی کے برابر ہے (عبداللہ ابن عباسؓ و انس بن مالکؓ، ترمذی)۔

○ **سورۃ النصر (۱۱۰):**

— یہ قرآن کے ایک چوتھائی کے برابر ہے۔ (انسؓ، ترمذی)

○ **سورۃ التکاثر (۱۰۲):**

— کیا تم میں سے کوئی ایک دن میں ایک ہزار آیات کی تلاوت نہیں کرسکتا؟ آپؐ نے پوچھا: پھر فرمایا: کیا تم میں سے کوئی سورۃ التکاثر کی تلاوت نہیں کرسکتا؟

○ **سورۃ الزلزال (۹۹):**

— یہ نصف قرآن کے برابر ہے (روایت عبداللہؓ بن عباس' انسؓ بن مالک' ترمذی)

○ **آیت الکرسی ' البقرہ (۲:۲۵۵) :**

— آپؐ نے پوچھا: کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کی کتاب میں کون سی آیت عظیم ترین ہے اور جب بتایا گیا کہ آیت الکرسی ہے تو آپ نے فرمایا: تمھیں علم مبارک ہو' اے ابوالمنذر (ابی بن کعب کی کنیت' مسلم)

○ **اٰمَنَ الرَّسُوْل ...... (البقرہ ۲: ۲۵۵)**

— جس گھر میں یہ آیت تین رات تلاوت کی جائے' شیطان اس کے قریب نہیں آتا (نعمانؓ بن بشیر' ترمذی)۔

— یہ عرش الٰہی کے نیچے اللہ کی رحمت کے خزانوں میں سے ہے جو اللہ نے اُمت کو دیا ہے۔ اس دنیا میں یا اس دنیا میں کوئی ایسا خیر نہیں جو اس میں شامل نہ ہو۔ (حضرت ایفعؓ بن عبدالکلاعی' دارمی)

— انھیں سیکھو اور اپنی عورتوں اور بچوں کو سکھاؤ' اس لیے کہ یہ برکت ہیں اور دعائیں ہیں۔ (ابوذرؓ، حاکم)

○ **سورۃ البقرۃ اور آل عمران (۲'۳):**

— دو پُرنور سورتوں البقرہ اور آل عمران کی تلاوت کرو اس لیے کہ وہ قیامت کے دن دو بادلوں' دو سایوں یا پرندوں کے دوغول کی طرح اپنے پڑھنے والوں کی وکالت کرتے ہوئے آئیں گی (ابوامامہؓ، مسلم)

— قیامت کے دن قرآن اپنے ان پڑھنے والوں کے ساتھ لایا جائے گا جو اس پر عمل کرتے تھے۔ سب سے آگے البقرہ اور آل عمران دو سیاہ بادل' چراغ یا پرندوں کے غول کی شکل میں ہوں گی۔ جو اپنے پڑھنے والوں کی وکالت کرتی ہوں گی (نواس ابن سمعانؓ، مسلم)۔

— (تلاوت قرآن ترک کرکے) اپنے گھروں کو قبرستان میں تبدیل نہ کرو۔ جس گھر میں سورۃ بقرہ پڑھی جاتی ہے' شیطان وہاں سے بھاگ جاتا ہے۔ (ابوہریرہؓ مسلم)

— سورہ بقرہ کی تلاوت کرو۔ اس کا پڑھنا برکت ہے اور اس کا ترک حسرت ہے۔ (ابوامامہؓ، مسلم)

— ہر چیز کا ایک ابھار ہوتا ہے۔ قرآن کا ابھار سورہ بقرہ ہے۔

○ سورۃ الانعام (۶):

— اس کے نزول کے وقت اتنے فرشتے تھے کہ افق ان سے چھپ گیا تھا۔ (جابرؓ، حاکم)

○ سورۃ الکہف (۱۸):

— جو بھی سورہ کہف کی پہلی دس آیات کو حفظ کرتا ہے اور ان پر عمل کرتا ہے وہ دجال سے محفوظ رکھا جائے گا۔ (ابوالدرداءؓ، مسلم)

— جو شخص جمعہ کے دن سورہ کہف کی تلاوت کرے گا' اس کے لیے اگلے جمعے تک روشنی رہے گی۔

○ سورۃ یٰسین :

— ہر چیز کا دل ہوتا ہے' قرآن کا دل یٰسین ہے۔ جو اسے پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے قرآن کی دس مرتبہ تلاوت لکھ لیتا ہے (انسؓ، ترمذی)۔

— جو اللہ کی رضا کے لیے سورۃ یٰسین کی تلاوت کرتا ہے' اس کے ماضی کے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ اس لیے اپنے مرنے والوں پر اس کی تلاوت کرو (معقل بن یسارؓ، بیہقی)۔

○ سورۃ فتح (۴۸):

— میں سورج کے نیچے کسی چیز سے بھی زیادہ اسے پسند کرتا ہوں (عمرؓ، بخاری)۔

○ سورۃ رحمٰن (۵۵):

— ہر چیز کا ایک زیور ہوتا ہے قرآن کا زیور سورہ رحمٰن ہے (حضرت عبداللہ بن

مسعودؓ، بیہقی)۔

○ سورہ واقعہ (۵۶):

— جو کوئی ہر رات سورہ واقعہ کی تلاوت کرتا ہے' کبھی بھوکا نہ رہے گا (عبداللہ بن مسعودؓ، بیہقی)۔

○ سورہ الملک (۶۷):

— تیس آیات کی یہ سورت ایک آدمی کے حق میں مداخلت کرتی ہے' یہاں تک کہ اس کے گناہ معاف کر دیے جائیں (ابوہریرہ' احمد' ترمذی' ابوداؤد)۔

— میں چاہتا ہوں کہ یہ ہر صاحب ایمان کے دل میں ہو (عبداللہ بن عباسؓ، حاکم)۔

ضمیمہ ۲

مطالعہ قرآن کے لیے مجوزہ نصابات

انفرادی طور پر یا حلقہ ہائے مطالعہ کے لیے قرآنی حصوں کا کوئی نصاب تجویز کرنے میں بڑی مشکلات ہیں۔ پہلی یہ کہ کیا شامل کیا جائے۔ مکمل قرآن سے کم ایک اطمینان بخش اور کافی انتخاب تقریباً ناممکن ہے۔ قرآن کے ہر حصے میں کوئی نہ کوئی اضافی یا نئی بات ہوتی ہے۔ جو حصے بظاہر مشابہہ ہوں یا جہاں تکرار محسوس ہوتی ہو' وہ بھی اپنی کوئی خاص بات پیش کرتے ہیں۔ محدود منتخب حصوں میں محدود موضوعات ہی آسکتے ہیں۔ اس لیے ہر نصاب میں یہ سنگین خامی رہے گی کہ اس میں اس سے زیادہ تعداد میں' اتنے ہی یا اس سے زیادہ اہم موضوعات شامل نہ کیے گئے ہوں۔ مزید یہ کہ کوئی بھی انتخاب یک طرفہ ہوگا اور انتخاب کرنے والے کی ترجیحات کا مظہر ہوگا جو ضروری نہیں کہ قرآن کی بھی ہوں۔ جو نصاب تجویز کیے جا رہے ہیں' ان کا مطالعہ کرتے ہوئے ان امور کا ذہن میں رکھنا نہایت اہمیت رکھتا ہے۔ برابر خیال رہے کہ جو کچھ شامل نہیں کیا گیا ہے وہ بھی اتنا ہی قیمتی ہے اور یہ کہ ایک خطاکار انسان آپ کی رہنمائی کر رہا ہے۔

دوسری مشکل یہ ہوتی ہے کہ کہاں سے شروع کیا جائے' کہاں ختم کیا جائے اور کس ترتیب سے چلا جائے۔ قابل اطمینان ترتیب تو قرآن کی اپنی ترتیب ہی ہوسکتی ہے جو خود اللہ کی جانب سے ہے مگر ایک نصاب میں ترتیب بدلنے سے بچا نہیں جا سکتا۔ اب

ترتیب بدلی جائے تو کس لحاظ سے بدلی جائے۔ پھر بھی یہ یک طرفہ ہی ہوگی۔ کوئی بھی ترتیب ایک جیسی متبادل ترتیبوں میں سے ایک ہوگی۔ آپ اس طرح آغاز کر سکتے ہیں کہ قرآن کے من جانب اللہ ہونے کی حیثیت کو طے کیا جائے اور پھر کائنات میں' تاریخ میں اور اپنے نفس میں جو شہادتیں ہیں' ان کا تعارف کروایا جائے۔ اللہ' رسالت اور آخرت پر ایمان' انفرادی و اجتماعی اخلاقیات' مسلمان کی زندگی کا مقصد اور نصب العین' ایمان' جہاد اور اللہ سے عہد پورا کرنے کی دعوت۔ کوئی بنیادی ایمان سے بھی آغاز کرسکتا ہے۔ میں نے یہاں اس بات کو ترجیح دی ہے (اور اسے حالات کے لحاظ سے تبدیل کیا جاسکتا ہے) کہ پڑھنے والوں کو اسلام کی برکات سے' ان کی زندگی کے مقصد سے اور اللہ سے ان کے وعدے کو یاد دلایا جائے۔ اس کی بنیاد سورہ بقرہ کی آیات ۴۰ تا ۴۷ کے میرے اس فہم پر ہے کہ اس میں اللہ نے گم کردہ راہ مسلمانوں سے کس طرح خطاب کیا ہے۔

ہر حلقہ مطالعہ میں آغاز اس بحث سے ہونا چاہیے کہ قرآن کو کس طرح پڑھا اور سمجھا جائے۔ اس مقصد کے لیے یہ کتاب مفید ہوسکتی ہے۔

سورہ فاتحہ خصوصی توجہ چاہتی ہے۔ اسے قرآن میں ایک منفرد مقام حاصل ہے۔ اس میں بنیادی مفاہیم کی پوری دنیا آ گئی ہے۔ آپ اسے ہر روز کئی بار پڑھتے ہیں۔ اس لیے اسے ہر نصاب کا جزو ہونا چاہیے۔ لیکن ایک مبتدی کو کسی اچھے استاد یا تفسیر کی کتاب سے مدد لینے کی ضرورت ہوگی تاکہ اس کے مطالعے سے ضروری فائدہ حاصل کر سکے۔ جب اس طرح کی مدد دستیاب ہو تو اسے نصاب میں لازماً شامل ہونا چاہیے' خواہ مجوزہ حصوں میں سے کسی کو چھوڑنا پڑے۔

قرآن کے آخر میں جو چھوٹی سورتیں ہیں اور جو آپ روزانہ نماز میں پڑھتے ہیں' وہ بھی اہم ہیں۔ ان کے مناسب فہم کے لیے بھی آپ کو مدد کی ضرورت ہوگی۔ وسائل دستیاب ہوں تو ان کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے۔

یہاں دو نصاب دیے جا رہے ہیں:

۱- بارہ منتخب حصوں کا مختصر نصاب: یہ اسٹڈی سرکل کے لیے ایک سال کے لیے نصاب کے طور پر مفید ہو سکتا ہے یا مختصر دورانیے کے تفصیلی مطالعے کے لیے جیسے ۱۲ ہفتے یا ۱۴ دن کا تعلیمی و تربیتی کورس۔ بشرطیکہ مطالعہ اور تیاری کے لیے مناسب وقت ہو یا ایک استاد موجود ہو۔ اس کی بنیاد پر پانچ سات دن کے مختصر نصاب بھی تیار کیے جاسکتے ہیں۔ ہر انتخاب کے ساتھ میں نے کچھ --- واضح رہے کہ کچھ' سب نہیں --- نمایاں نکات دیے ہیں جن پر آپ غور کر سکتے ہیں۔ کچھ قرآنی حوالے بھی دیے گئے ہیں تاکہ آپ ان کی روشنی میں ان پر غور کر سکیں۔ یہ حوالے بھی مکمل احاطہ نہیں کرتے اور ان کا ربط میرے فہم پر مبنی ہے۔ آگے چل کر حوالے کم دیے گئے ہیں اس لیے کہ یہ امید کی گئی ہے کہ آپ زیادہ آگے بڑھ چکے ہوں گے اور زیادہ مانوس ہو چکے ہوں گے۔

۲- چالیس منتخب حصوں کا طویل نصاب: یہ ہفتہ وار اسٹڈی سرکل کے لیے ایک سال کا نصاب ہے۔

مختصر نصاب: ۱۲ منتخب حصے

۱– سورہ حج (۲۲: ۷۷–۷۸)

ان نکات پر غور کیجیے: عبادت و اطاعت کی زندگی۔ اختتام اور تکمیل جہاد میں۔ شہادت کے مشن کے گرد۔ مسلمان ہونے کا مقصد۔ نماز، زکوٰۃ اور اعتصام باللہ بطور وسائل۔

۱.۱ رکوع و سجود پر عبادت و اطاعت کے افعال کی حیثیت سے۔ نماز، خصوصاً رات کی، قلب کی کیفیات اور نجی اور عوامی دائرے میں برتاؤ اور رویے کے مظہر کے طور پر۔ ۲:۱۲۵، ۱۶:۴۹، ۲:۴۳، ۷۶:۲۶، ۳۹:۹، ۷۷:۴۸، ۵:۵۵، ۹۶:۱۹، ۹:۱۱۲، ۴۸:۲۹، ۲:۵۸

۲.۱ عبادت پر، تخلیق کے مقصد کی حیثیت سے۔ اللہ کی جانب سے مرکزی پیغام۔ مکمل اطاعت اور سپردگی۔ کل زندگی سے متعلق۔ جھوٹے خداؤں سے منہ پھیرنا۔ ۵۱:۵۶، ۱۶:۳۶، ۲۱:۲۵، ۴:۳۶، ۳۹:۱۱، ۴۰:۶۶، ۱۲:۴۰۔

۳.۱ خیر پر، قلب سے لے کر زندگی کے ہر ہر حصے پر۔ ۸:۷۰، ۲:۲۶۹، ۲:۲۸۰، ۷۲:۲۰، ۹۹:۷۔

۴.۱ جہاد اور اس کے حق پر۔ ۴۹:۱۵، ۸:۷۴، ۳:۱۴۲، ۹:۱۹–۲۲، ۴:۹۵–۹۶، ۶۱:۱۱، ۹:۴۱–۴۵، ۹:۲۴۔

۵.۱ شہادت کے مشن کے لیے منتخب کیے جانے پر اور حضرت ابراہیمؑ سے تعلق پر۔ ۲:۱۲۸–۱۲۹، ۲:۱۴۳، ۶:۱۶۱–۱۶۴، ۳:۶۵–۶۸۔

۶.۱ حضرت ابراہیمؑ کے توحید، اطاعت اور قربانی کے اسوے پر۔ ۶:۷۹، ۶۰:۴، ۲:۱۳۱۔

۷.۱ دین پر کہ اس میں کوئی مشکل نہیں۔ ۵:۳–۶، ۲:۱۸۵، ۴:۲۶–۲۸۔

۸.۱ شہادت کے مشن پر۔ ۲:۲۱۳، ۳۳:۴۵، ۵:۶۷، ۴۸:۸، ۳:۱۸۷، ۴:۴۱، ۲:۱۵۹–۱۶۳، ۲:۱۷۴–۱۷۶۔

۹.۱ نماز اور اس کی اہمیت پر، اس کی اقامت کی باطنی و ظاہری شرائط۔ ۲:۳، ۱۹:۵۹، ۴:۴۳، ۲۳:۲، ۷:۲۹، ۲۹:۴۵، ۲:۲۳۹، ۴:۱۰۲–۱۰۳، ۲:۲۳۸، ۷۰:۲۳، ۳۴، ۱۷:۷۸، ۴:۱۴۲، ۲:۴۳، ۷:۳۱، ۶۲:۹–۱۱، ۱۹:۵۵، ۱۰۷:۱–۷، ۲۲:۴۱۔

۱۰.۱ زکوٰۃ، اس کی اہمیت اور اسپرٹ پر۔ ۴۱:۶–۷، ۹:۵، ۳۰:۳۹، ۹:۱۰۳۔

۱۱.۱ اعتصام باللہ پر۔ ۳:۱۰۱، ۳۱:۲۲، ۳۶:۷۷–۸۲۔

۲– سورہ بقرہ (۲: ۴۰–۴۷)

ان نکات پر غور کیجیے: ہدایت کی برکات اور دوسری باتوں کے یاد رکھنے پر، اللہ کے ساتھ عہد پورا کرنے پر، ایمان کے احیا پر، معمولی فائدوں کے لیے اللہ کے پیغام کا سودا کرنے پر، حق کو باطل کے ساتھ ملانے اور مسخ کرنے پر، حق کو چھپانے پر، نماز اور زکوٰۃ پر، نماز میں اور اس کے باہر اجتماعی زندگی پر۔ نفاق اور دو رنگی پر۔ صبر اور نماز پر اخلاقی قوت کے طور پر، اللہ سے ملاقات کے یقین پر جب کوئی چیز کام نہ آئے گی۔

۱.۲ ہدایت میں نعمت پر، فطرت میں، تاریخ میں۔ ۵:۳، ۲:۱۵۰، ۵:۷، ۱۶:۱۸، ۳:۱۰۳، ۸:۲۶، ۵:۲۰۔

۲.۲ عہد پر۔ ۹:۱۱۱، ۴۸: ۸-۱۰، ۷:۱۷۲، ۳۶:۶۰، ۳۳:۲۱-۲۴، ۵:۱۲-۱۳، ۳:۷-۷۷۔

۳.۲ سودے میں اللہ کے حصے پر، اس دنیا میں اور آخرت میں۔ ۳:۱۳۹، ۲۴:۵۵، ۵:۶۶، ۴:۶۶-۶۹۔

۴.۲ تجدید ایمان کی دعوت پر۔ ۴:۱۳۶-۱۳۹، ۵۷:۷-۱۶، ۴:۶۰-۶۱۔

۵.۲ دنیاوی مفادات کے لیے ایمان کا سودا کرنے پر۔ ۵:۴۴، ۲:۱۷۴-۱۷۶۔

۶.۲ عقائد اور اعمال میں حق کو باطل سے چھپانے پر۔ ۲:۷۵، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۵، ۹۱، ۹۴، ۱۰۲، ۱۱۱، ۱۱۳، ۵:۱۸۔

۷.۲ حق کو چھپانے پر۔ ۲:۱۵۷-۱۶۳، ۱۷۴-۱۷۶۔

۸.۲ نماز اور اس طرح جماعت کے ساتھ اجتماعی زندگی کی اہمیت پر۔ مسجد کی نماز باجماعت، اسلامی جماعت کے نمونے کے طور پر۔ ۱۸:۲۸، ۹:۱۶-۱۷، ۲۴:۳۶، ۲:۱۱۴، ۹:۱۰۷-۱۰۸۔

۹.۲ قول و عمل کے تضاد پر، خصوصاً دعوت میں۔ ۶۱:۲-۳، ۶۳:۱-۴۔

۱۰.۲ صبر اور نماز پر، اللہ سے وعدہ پورا کرنے کے لازمی ذرائع کے طور پر۔ ۲:۱۵۳-۱۵۷، ۴۱:۳۵، ۴۶:۳۵، ۷:۱۳۷، ۸:۴۶، ۳:۱۲۵، ۸:۶۵-۶۶۔

۱۱.۲ اللہ کی طرف واپس لوٹنے اور اس سے ملنے کی آگہی اور یقین، صبر اور نماز کی بنیاد کے طور پر۔ ۵۲:۴۸۔

۳- سورۃ المزمل (۷۳: ۱-۱۰، ۲۰)

ان نکات پر غور کیجیے: اعتصام بحبل اللہ۔ رات کی نمازوں میں تلاوت قرآن کے ذریعے ذکر تبتل، توکل، صبر، نماز، زکوٰۃ، انفاق، استغفار۔

۱.۳ قیام اللیل پر۔ ۳۲:۱۵-۱۶، ۳۹:۹-۲۳، ۵۱:۱۵-۱۹، ۱۷:۷۸-۸۲۔

۲.۳ دن میں تسبیح پر، دعوت کی حیثیت سے۔ ۲۰:۲۴-۳۳۔

۳.۳ ذکر پر تزکیہ کے لیے کلید کی حیثیت سے، ہر وقت، مختلف شکلوں میں، دل سے، زبان سے، جسم سے، اعمال سے، دعوت سے، جہاد سے۔ ۸۷:۱۵، ۳:۱۹۱، ۱۳:۲۸، ۳۹:۲۲-۲۳، ۶۲:۹، ۲:۱۵۰-۱۵۵۔

۵.۳ توکل پر، توحید پر---مبنی کلیدی داخلی قوت کی حیثیت سے، اس کی اسپرٹ اور ضرورت۔ ۸:۲-۴، ۶۵:۳، ۱۱:۱۲۳، ۱۲:۶۷، ۲۵:۵۸، ۱۴:۱۲۔

۵.۳ یقولون کی مختلف شکلوں پر جو صبر کا تقاضا کرتی ہیں۔ ۳۴:۸، ۲۱:۵، ۲۵:۴-۵، ۷، ۶۸:۸-۱۵، ۱۷:۹۰-۹۳، ۱۰:۱۵، ۱۷:۷۳۔

۶.۳ قرض حسنہ پر اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے یعنی انفاق پر۔ ۵۷:۱۱-۱۶، ۹۲:۱۸-۲۱، ۲۳:۶۰، ۲:۲۶۴-۲۷۴، ۳:۹۲، ۴:۳۸، ۵۷:۱۰، ۶۳:۱۱، ۳۵:۲۹۔

۷.۳ استغفار پر، اللہ کے پیغام میں مرکزی اہمیت: نگرانی، جائزہ، معذرت، رجوع، دنیا اور آخرت میں انعامات۔ ۴:۱۱۰، ۳:۱۵-۱۷، ۳:۱۳۳-۱۳۶، ۳:۱۴۶-۱۴۸، ۷۱:۷-۱۲، ۳۹:۵۳، ۶۴:۱۷۔

۴- سورۃ الحدید (۵۷: ۱-۷)

ان نکات پر غور کیجیے: ہر چیز کے اللہ کی شان بیان کرنے پر، بادشاہی اس کے لیے ہے، زندگی اور موت کا اختیار، ہر چیز پر اختیار، ہر چیز کا علم، جو کچھ دلوں میں ہے، اس کا علم۔ اس حوالے سے انفاق اور ایمان کی دعوت۔

۱.۴ اللہ کی صفات پر۔ ۲۲:۱۸، ۱۷:۴۴، ۱۰: ۳۱-۳۶، ۶:۵۹-۶۱، ۳: ۱۵۴، ۲۸:۷۰-۷۲، ۲:۲۵۵، ۵۹:۲۲-۲۴، ۳:۲۵-۲۶۔

۵- سورہ النحل (۱۶: ۱-۲۲)

ان نکات پر غور کیجیے: انفس و آفاق میں توحید، آخرت اور رسالت کی نشانیوں پر۔ بامقصد تخلیق، زمین و آسمان کی، انسان کی، حیوان کی۔ بارش برسانا، فصلوں کو اُگانا۔

رات اور دن' سورج' چاند اور ستارے۔ رنگوں کا تنوع۔ سمندروں میں موجود دولت اور خوراک۔ ستاروں کے ذریعے ہدایت۔

۱.۵ نشانیاں' ایسے دوسرے حصوں میں ۳۰:۱۷-۲۷' ۲۷:۵۹-۶۸' ۱۰:۱-۱۰' ۳۶:۳۱۔

۶- سورہ یٰسٓ (۳۶: ۵۰-۶۵)

ان نکات پر غور کیجیے: زندگی بعد از سفر کے مختلف مراحل پر۔ موت کی آمد اور آخری لمحات' دوبارہ زندگی' حساب' فیصلہ' انعام' سزا۔

۱.۶ آخرت پر۔ ۵۰:۱۶-۳۵' ۷۵: ۲۰-۳۰' ۱۸:۴۷-۴۹' ۲۰: ۱۰۰-۱۱۲' ۲۲:۱-۷' ۲۳:۹۹-۱۱۸' ۴۳:۶۶-۸۰' ۴۴: ۴۰-۵۹' ۵۱:۱-۲۷۔

۷- سورہ الحدید (۵۷: ۲۰-۲۵)

ان نکات پر غور کیجیے: موجودہ زندگی کی حقیقت اور نوعیت پر۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کی مدد کرنے کے لیے۔ جان و مال قربان کرنے پر آمادگی' انسانوں کے درمیان انصاف قائم کرنے کے لیے طاقت استعمال کرنے پر

۱.۷ اس دنیا کی زندگی پر اور آنے والی زندگی پر۔ ۳:۱۴-۱۵' ۱۸۵' ۱۰:۲۴' ۱۸:۴۵' ۴:۱۳۴' ۱۷:۱۸-۱۹' ۴۲:۱۹-۲۰۔

۲.۷ عدل و مساوات قائم کرنے پر۔ ۴:۱۳۵' ۶۱:۹-۱۴۔

۸- سورہ عنکبوت (۲۸: ۱-۲۰)

ان نکات پر غور کیجیے: ایمان کی جانچ اور کامیابی کے حصول کے لیے ابتلا و آزمائش کی ضرورت پر۔

۹- سورہ انفال (۸: ۷۲-۷۵)

ہجرت' جہاد اور اللہ کے کاموں میں مدد کے ایمان کے ساتھ ضروری اور لازمی تعلق پر غور کرو۔ جہاد کے لیے اجتماعیت کی ضرورت۔

۱۰- سورہ توبہ (۹: ۱۹-۲۴)

ان نکات پر غور کیجیے: ایمان اور جہاد مل کر اعلیٰ ترین اعمال۔ اللہ' اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کی محبت کے لیے اعزہ' مال و دولت' کیریئر' بزنس' جائداد' ہر چیز قربان کرنے پر۔

۱۱- سورہ نور (۲۴: ۴۷-۵۲' ۶۲-۶۴)

ان نکات پر غور کیجیے: اللہ کی مرضی پوری کرنے کے لیے جو اجتماعی زندگی قائم کی جائے اس کی بنیاد رسولؐ کی اطاعت اور اس کے ارشادات کے مطابق ہونے پر۔

۱۲- سورہ آل عمران (۳: ۱۹۰-۲۰۰)

ایک جامع خلاصہ: زمین اور آسمانوں کی تخلیق میں اور دن رات کے آنے جانے میں' اللہ' آخرت اور رسالت کی نشانیاں' ہر وقت ذکر الٰہی کے ساتھ زندگی گزارنا۔ آخرت کی زندگی اصل مقصد ہے۔ رسولؐ پر ایمان اور اعتماد' ایمان کے تقاضے: جدوجہد اور آزمائش' اجتماعی زندگی کے لیے ہدایات۔

توقع ہے کہ یہ نصاب کسی طویل نصاب کے جزو کے طور پر مطالعہ کیا جائے گا اور اس لیے اس میں ایک مسلمان کی زندگی کی انفرادی و اجتماعی خصوصیات پر کوئی چیز شامل نہیں کی گئی ہے۔

اگر ایسا نہیں ہے تو اضافی طور پر درج ذیل حصے شامل کر لیے جائیں:

(الف) بنی اسرائیل ۱۷:۹' ۲۳' ۳۹' اس کے ساتھ الفرقان ۲۵:۶۳-۷۷ اور لقمان ۳۱:۱۲-۱۹ کو بھی شامل کیا جائے۔

(ب) الحجرات ۴۹:۱۰-۱۴

طویل نصاب: ۴۰ منتخب حصے

ہفتہ وار حلقہ ہائے مطالعہ کے لیے ایک سال کا نصاب

۱- الحج	(۲۲:۷۷-۷۸)	عبادت کی زندگی' جہاد' شہادت کا مشن
۲- التوبہ	(۹:۱۱۱-۱۱۲)	ایمان کا عہد' عبادت کی زندگی
۳- النساء	(۴:۱۳۱-۱۳۷)	عدل کی گواہی' ایمان کی دعوت
۴- آل عمران	(۳:۱۰۲-۱۱۰)	اُمت کا مقصد
۵- الفتح	(۴۸:۸-۱۱)	رسولؐ کے مشن کو جاری رکھنے کا عہد
۶- البقرہ	(۲:۴۰-۴۶)	عہد پورا کرنے کی دعوت
۷- المزمل	(۷۳:۱۰'۲۰)	اللہ سے تعلق کی تعمیر
۸- الاسرا	(۱۷:۲۳-۳۹)	انفرادی و اجتماعی اخلاق
۹- النحل	(۱۶:۱-۱۶)	توحید' رسالت اور آخرت کے لیے نشانیاں
۱۰- النحل	(۱۶:۱۲-۲۲)	توحید' رسالت اور آخرت کے لیے نشانیاں
۱۱- یونس	(۱۰:۳۱-۳۶)	توحید کے لیے نشانیاں' ہدایت
۱۲- الحج	(۲۲:۱-۷)	آخرت کے لیے نشانیاں
۱۳- ق	(۵۰:۱-۱۸)	آخرت کے لیے نشانیاں
۱۴- المومنون	(۲۳:۹۹-۱۱۸)	آخرت
۱۵- یٰسین	(۳۶:۵۰-۶۵)	آخرت
۱۶- ق	(۵۰:۱۹-۳۵)	آخرت

۱۷- الزمر	(۳۸:۵۳-۶۶)	آخرت کے لیے تیاری
۱۸- الحشر	(۵۹:۱۸-۲۴)	آخرت کے لیے تیاری' اللہ کی صفات
۱۹- الحدید	(۵۷:۱-۷)	اللہ کی صفات۔ ایمان و انفاق کی دعوت
۲۰- الحدید	(۵۷:۱۲-۱۷)	ایمان اور انفاق
۲۱- الحدید	(۵۷:۲۰-۲۵)	موجودہ زندگی' انفاق' عدل قائم کرنا
۲۲- الصف	(۶۱:۹-۱۴)	رسولؐ اللہ کے مشن کو قبول کرنے کی دعوت' ایمان' جہاد
۲۳- العنکبوت	(۲۹:۱-۱۱)	ایمان کی جانچ
۲۴- الانفال	(۸:۷۲-۷۵)	ایمان' ہجرت' جہاد' جماعت
۲۵- النساء	(۴:۹۵-۱۰۰)	ہجرت' جہاد
۲۶- التوبہ	(۹:۱۹-۲۴)	جہاد سب سے افضل عمل' ہر چیز قربان کر دینا
۲۷- التوبہ	(۹:۳۸-۴۵)	جہاد
۲۸- آل عمران	(۳:۱۶۹-۱۷۵)	اللہ کی راہ میں جان دینا
۲۹- البقرہ	(۲:۲۶۱-۲۶۶)	انفاق فی سبیل اللہ
۳۰- البقرہ	(۲:۲۶۷-۲۷۲)	انفاق فی سبیل اللہ
۳۱- الانفال	(۸:۲۰-۲۹)	اجتماعی زندگی' اطاعت
۳۲- النساء	(۴:۶۰-۶۷)	اجتماعی زندگی' اطاعت
۳۳- النور	(۲۴:۴۷-۵۲' ۶۲-۶۴)	اجتماعی زندگی' سمع و طاعت
۳۴- الحجرات	۴۹:۱-۹	اجتماعی زندگی: قائدین سے تعلق
۳۵- المجادلہ	۵۸:۷-۱۳	اجتماعی زندگی: حقوق و فرائض
۳۶- الحجرات	۴۹:۱۰-۱۵	اجتماعی زندگی: باہمی تعلقات

۳۷- حم السجدہ (۴۱:۳۰-۳۶) دعوت اور مطلوبہ صفات

۳۸- البقرہ (۲:۱۵۰-۱۶۳) مشن اور اس کے تقاضے

۳۹- آل عمران (۲:۱۸۵-۱۹۲) خلاصہ

۴۰- آل عمران (۳:۱۹۳-۲۰۰) خلاصہ

باون (۵۲) ہفتوں کے لیے صرف چالیس (۴۰) انتخاب دیے گئے ہیں۔ بعض ہفتے ناغہ بھی ہوگا اور بعض حصوں کے مطالعے میں ایک ہفتے سے زیادہ لگ سکتا ہے۔

اگر وقت ہو تو قرآن میں جو حصص تاریخ سے متعلق ہیں ان کا بھی مطالعہ کرنا چاہیے۔ میں نے ان کو شامل نہیں کیا ہے۔ اس حوالے سے میری تجویز ہوگی کہ ہر ہفتے ایک نبی کا مطالعہ کیا جائے' مثلاً حضرت نوحؑ یا حضرت ہودؑ۔ مطالعہ سورۂ اعراف سے متعلقہ حصوں کی بنیاد پر ہو لیکن قرآن کے دوسرے متعلق حصے بھی پیش نظر رہیں۔

۱- الاعراف' ۷:۵۹-۶۴

۲- الاعراف' ۷:۶۵-۷۲

۳- الاعراف' ۷:۷۳-۷۹

۴- الاعراف' ۷:۸۰-۸۴

۵- الاعراف' ۷:۸۵-۹۳

۶- الاعراف' ۷:۹۴-۱۰۲

۷- ہود ۱۱:۱۱۶-۱۲۳

ضمیمہ ۳

مطالعہ کے معاونات

تراجم

قرآن کا شاید کوئی ترجمہ کبھی بھی اطمینان بخش نہیں ہو سکتا۔ نہ قرآن کا کوئی مستند (authorised) یا معیاری ترجمہ ممکن ہے۔ آپ درج ذیل میں سے کوئی بھی استعمال کر سکتے ہیں۔

(اصل کتاب میں انگریزی تراجم دیے گئے ہیں۔ یہاں مترجم کی جانب سے قرآن کے مناسب اردو تراجم کی نشان دہی کی جا رہی ہے۔)

۱- ترجمہ قرآن مجید — سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

۲- فتح الحمید — ترجمہ فتح محمد جالندھریؒ

۳- ترجمۃ القرآن — شاہ عبدالقادرؒ

۴- القرآن الکریم — ترجمہ: مولانا محمود الحسنؒ' تفسیر: مولانا شبیر احمد عثمانیؒ

تفاسیر

اس عنوان کے تحت مصنف نے بعض انگریزی تفاسیر کی طرف اشارہ کیا ہے۔ یہاں چند اہم اور مفید اردو تفاسیر کی نشان دہی کی جا رہی ہے۔

تفہیم القرآن — سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

معارف القرآن — مولانا مفتی محمد شفیعؒ

تدبر قرآن	مولانا امین احسن اصلاحیؒ
تفسیر ماجدی	عبدالماجد دریابادیؒ

لغت

فیروز اللغات	فیروز سنز

معجم

المعجم المفهرس لالفاظ القرآن الکریم

محمد فواد الباقی کی اس معجم کی مدد سے اگر آپ کو کسی آیت کا ایک لفظ بھی معلوم ہو تو آپ آیت کو قرآن میں تلاش کر سکتے ہیں۔ آپ کے اندر اس لفظ کے مصدر کو معلوم کرنے کی صلاحیت ہونا چاہیے۔

علوم القرآن

الاتقان فی علوم القرآن	جلال الدین سیوطی

اشاریہ

آیاتِ قرآنی